



خاتونِ اسلام

(المرأة المسلمة)

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابوبکر الجزائری

ترجمہ

سعید احمد قمر الزمان

المكاتب التعاونية للدعوة والإرشاد بالبديعة والصناعية الجديدة

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

ص.ب: ٢٤٩٣٢ الرياض ١١٤٥٦ - البديعة: تلفون ٤٣٣٠٨٨٨ (أربعة خطوط)

الصناعية: تلفون ٤٣٠٣٥٧٢ - فاكس ٤٣٠١١٢٢ المملكة العربية السعودية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواتین اسلام کے لئے بہترین لائحہ عمل

خاتونِ اسلام

(المرأة المسلمة)

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابوبکر الجزائری

ترجمہ

سعید احمد قمر الزمان

المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد بالبدیعۃ، الریاض

ح) المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بالبديعة، ١٤١٩هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الجزائري، أبو بكر بن جابر

المرأة المسلمة/ ترجمة سعيد قمر الزمان. — الرياض.

٢٢٤ ص ؛ ١٤X٢٠ سم

ردمك: ١-٣٠-٧٩٩-٩٩٦٠

(النص باللغة الأردية)

١- المرأة في الإسلام

أ - قمر الزمان، سعيد (مترجم) ب- العنوان

ديوي ٢١٩,٩ ١٩/٢٤٣٣

رقم الإيداع: ١٩/٢٤٣٣

ردمك: ١-٣٠-٧٩٩-٩٩٦٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم. وبعد:

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا ، وہ مختلف علاقوں میں مختلف رہی، علماء یورپ میں مدتوں تک یہ سوال زیر بحث رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں، روما اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا تھا اور وہ وراثت کی طرح ورثاء میں منتقل ہوتی تھی، یونانی اس کو شر اور شیطان کی بیٹی اور آلہ ء کار کہتے تھے، یہودی اس کو لعنت ابدی کا مستحق اور جہنمی قرار دیتے تھے، عیسائی اس کو باغ انسانیت کا کانٹا اور شجرہ ممنوعہ سمجھتے تھے اور ان کی حکومت رومہ الکبریٰ میں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی، ان سے جانوروں کی طرح کام لیا جاتا تھا، اور بقول مشہور دانشور اسپرنگر نولاکھ عورتوں کو یورپ میں عیسائیوں نے زندہ جلادیا تھا ، رومن کیتھولک فرقہ کی تعلیمات کے رو سے عورت کلام مقدس کو چھو نہیں سکتی تھی اور گرجا گھر میں داخل نہ ہوسکتی تھی .

دور جاہلیت میں لڑکیوں کی ولادت کے بعد انھیں زندہ در گور کردیا جاتا تھا. اور ان کو اپنے لئے عار وذلت سمجھا جاتا تھا، ہندو مذھب میں ویدوں کی تعلیم کا

دروازہ عورت کے لئے بند تھا. اور شوہر کے مرنے کے بعد اسے بھی شوہر کی چتا کے ساتھ جلادیا جاتا تھا اسی طرح ایران وچین میں عورت انتہائی جبر واستبداد اور ظلم وستم سے دوچار تھی .

لیکن دین اسلام نے عورتوں کو اس ذلت وپستی سے اٹھا کر عزت وشرف و منزلت کے بام عروج پر پہونچا دیا اور اسلام کا نقطہ ء نظراس سے یکسر مختلف ہے ، وہ اسے چہرہ انسانیت کی زینت، مردوں کے لئے شریکہ حیات اور باعث الفت وسکینت اور نسیمہ اخلاق کی نکہت ، تصور کرتا ہے اوران تمام فضائل ومسائل میں اسے حصہ دار بنا دیتا ہے.جسے مرد حاصل کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتا ہے کہ عورت بھی ویسی ہی انسان ہے جیسا مرد ہے :

" خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها"

(النساء : (۱) اللہ نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی کی جنس اس کے جوڑے سے پیدا کیا.

اسلام کی نگاہ میں عورت اور مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں دونوں کو اپنے اپنے عمل کا اجر ملے گا :

" للرجال نصيب مما اكتسبو أو للنساء نصيب مما اكتسبن " (النساء : ۵)

مرد جیسے عمل کریں ان کا وہ پھل پائیں گے اور عورتیں جیسے عمل کریں ان کا وہ پھل پائیں گی. ایمان اور عمل صالح کے ساتھ روحانی ترقی کے جو درجات مرد کو مل سکتے ہیں وہی عورت کے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں اور اسے بھی

اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے حصول کی ترغیب اور حیات طیبہ کا وعدہ کیا گیا ہے .

" **من عمل صالحا من ذكر أوأنثى وهو مؤ من فلنحيننه حياة طيبة ولنجزينهم أجرهم بأحسن ما كانوا يعملون** " (النحل : ۹۷)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا ، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ موٴ من ، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور ایسے لوگوں کو انکے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے .

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے عورت کو ذلت اور عار کے مقام سے اٹھا کر عزت ومنزلت کے مقام پر پہونچایا اور اسے متاع حیات کی بہترین چیز قرار دیا ہے، ارشاد ہے : **الدنيا حلوة خضرة وخير متاعها المراة الصالحة** " دنیا ایک شیریں وسبز وشاداب شی ہے لیکن اس میں سب سے بہترین نعمت نیک عورت ہے .

اسلام نے عورت کو جو وسیع دینی تعلیمی معاشرتی واخلاقی حقوق دئے ہیں اور عزت وشرف ومنزلت کے جو اعلٰی مراتب خواتین کے ہر طبقہ کو دئے ہیں ان کی نظیر کسی قدیم وجدید معاشرتی نظام میں نہیں ملتی. چنانچہ یہ حقوق کبھی ماں کی حیثیت سے تو کبھی بیٹی کی حیثیت سے تو کبھی بیوی کی حیثیت سے تو کبھی بہن کی حیثیت سے دئے ہیں، حدیث میں ہے : **الجنة تحت اقدام الامهات** ، جنت تمھاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے. اور ماں کی خدمت کو جہاد پر ترجیح دی ہے اور ماں کی نافرمانی کو حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے .

حدیث میں ہے : جس کی لڑکیاں پیدا ہوں اور اچھی طرح ان کی پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے (مسلم)

اسی طرح ارشاد ہے : جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہانتک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اسطرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ہیں (مسلم)

حدیث میں ہے : دنیا کی نعمتوں میں بہترین نعمت نیک بیوی ہے (نسائیؒ)

دوسری طرف قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں عورتوں کے حقوق کی رعایت اور ان سے حسن سلوک کی جگہ جگہ تاکید آئی ہے. ارشاد باری تعالی ہے " **وعاشروهن بالمعروف** " عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ.

" **ولهن مثل الذی علیهن** " عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی اس کے حقوق بھی ہیں.

حدیث میں ہے : دنیا کی چیزوں میں مجھ کو سب سے زیادہ محبوب عورتیں اور خوشبو ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے. (نسائیؒ)

یوم عرفہ کے مشہور تاریخی خطبہ میں بھی آپ نے عورتوں کو فراموش نہیں کیا اور فرمایا : لوگوں عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو، اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کے نام کے واسطے سے حاصل کیا ہے. اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار مواقع پر مردوں کو عورتوں کے ساتھ ادائے حقوق، حسن سلوک، اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی ہے.

عورتوں کو دینی اور دنیوی علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ

ان کی تعلیم وتربیت کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم وتربیت ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین واخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی کرتی تھیں ، آپ نے ان کے لئے اوقات معین فرمادئے تھے جن میں وہ حاضر ہوکر آپ سے علم حاصل کرتی تھیں، آپ کی ازواج مطہرات اور خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں کی بلکہ مردوں کی بھی معلمہ تھیں اور بڑے بڑے صحابہ ء کرام وتابعین عظام ان سے حدیث تفسیر وفقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے.

اشراف تو درکنار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لونڈیوں تک کو علم وادب سکھانے کا حکم فرمایا ہے، ارشاد ہے : جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کو خوب تعلیم دے اور عمدہ تہذیب وادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرکے شادی کرلے اس کے لئے دوہرا اجر ہے (بخاری)

قرون اولی میں عورتوں نے مردوں کی طرح اسلامی علوم وفنون کے حصول اور اس کی نشرو واشاعت میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، چنانچہ سب سے پہلے دین اسلام کو قبول کرنے کی سعادت ایک خاتون حضرت خدیجۃ الکبری کے حصہ میں آئی. اور اسلام میں سب سے قبل جام شہادت نوش کرنے کا شرف بھی ایک خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا کو نصیب ہوا ، اور خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کا باعث بھی ایک خاتون ان کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بن خطاب کی دعوت واستقامت ہے .

یہ ہے وہ قدر ومنزلت ، جسے عورت نے اسلامی شریعت کے تحت حاصل

کیا . اور یہ ہے وہ ااسلامی تعلیم جس پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے لازمی ہے .

اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم وتربیت وہ ہے جواس کو ایک بہترین بیوی ، بہترین ماں، اور بہترین گھر والی بنائے ، اس کا اصل دائرہ عمل گھر ہے .اس لئے خصوصیت کے ساتھ ان علوم وفنون کی تعلیم دی جانی چاہئے جو اس دائرہ میں اسے زیادہ مفید بناسکے اور ضمناً وہ علوم وفنون بھی حاصل کر سکتی ہے جو اس کے اور معاشرہ کے لئے مفید ہوں، بشرطیکہ موزوں ومناسب ماحول میں حاصل کئے جائیں اور ایسے ہی ماحول میں انجام دئے جائیں اوران حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لئے مقرر کئے ہیں .

آج ہر سو حقوق نسواں کا چرچا ہے، اور عورت کو ہر شعبہ حیات میں مردوں کے مساوی حقوق دینے کی مہم زور وشور سے جاری ہے ، سوسائیٹیاں قائم ہورہی ہیں کانفرنسیں منعقد ہورہی ہیں اور انہیں چراغ خانہ سے شمع محفل بنانیکی کوشش ہو رہی ہے ، اور عورتوں نے عزم مردانہ کے ساتھ ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے دوش بدوش دوڑنے کا تہیہ کر لیا ہے ،کیا ان تحریکوں سے عورتوں کو جائز حقوق ملے ان کی عزت اور شرف میں اضافہ ہوا ، ہرگز نہیں ، بلکہ انہیں مزید ہوا وہوس کا شکار بنایا گیا اور یہ نام نہاد حقوق اسی وقت تک محدود رہتے ہیں جب تک عورت نوجوان رہتی ہے لیکن جب وہ بوڑھی ہوجاتی ہے تو کسمپرسی کی حالت مین گوشہ ٔ گمنامی میں ڈالدیا جاتا ہے ، اور اس کے سارے حقوق نسیاً منسیاً کردئے جاتے ہیں .

دوسری طرف یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے ایسے وقت میں جب

عورت حقیقتاً غلامی کی زندگی بسر کر رہی تھی ، ایک انقلاب عظیم برپا کیا ، اسے زبردست حقوق ومراعات سے نوازا اور بنی نوع انسانی میں طبقہ ء نسوان کا درجہ بلند کیا ، آج حقوق نسواں اور تعلیم نسواں اور بیداری خواتین کے جو الفاظ سنے جارہے ہیں ، یہ سب اسی انقلاب انگیز صدا کی بازگشت ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بلند ہوئی تھی اور جس نے افکار انسانی کا رخ ہمیشہ کے لئے بدل دیا . حقیقت تو یہ ہے کہ اگر مسلمان خواتین کے بارے میں اسلامی تعلیم پر مکمل عمل کیا جائے تو خواتین کو ان حقوق سے بہت زیادہ حقوق مل جائیں گے جن کا وہ آج مختلف پلیٹ فارموں سے اپنے لئے مطالبہ کر رہی ہیں .

آج ہمارا معاشرہ اسلام کا مدعی ہوتے ہوئے ، روز بروز اسلام سے دور ہوتا جارہا ہے ، اور زندگی کے ہر شعبہ میں بے دینی اور بد اخلاقی ، بے راہ روی جگہ پکڑتی جا رہی ہے ، ٹیلیویزن اور فحش لٹریچر کی کثرت ، پورے معاشرہ کو اپنی گرفت میں لے کر ان کی تعلیم وتربیت کر رہے ہیں ، اسلامی عقائد اور تعلیمات میں شک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں، گھر سے باہر اسکول اور کالجوں میں ذہنوں کو مسموم اور اسلام سے دور کیا جا رہا ہے .

ان مذکورہ بالا صورتحال میں ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں ، اور ان منکرات اور فواحش اور ان کے اسباب اور وسائل کے دفاع اور انسداد کے لئے غیر معمولی جدوجہد کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے ، اور ان کا متبادل پیش کرنا وقت وزمانہ کا اہم تقاضہ ہوتا جا رہا ہے ، وہ یہ کہ ہم اسلامی تعلیمات اور

دینی اقدار ، اخلاقی آداب کو مختلف وسائل اور اسالیب سے زیادہ سے زیادہ پھیلائیں اور دعوت دین کو اپنا مقصد حیات بنائیں ، یوں تو پورے معاشرہ کی اصلاح کی ضرورت ہے ، لیکن خصوصیت کے ساتھ اصلاح خواتین پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ، کیونکہ ماں کی گود ہر بچے کی سب سے پہلی درسگاہ اور تربیت گاہ ہے ، زیر نظر کتاب " خاتون اسلام " اسی سلسلہ کی کامیاب کوشش ہے ، جسکے مصنف علامہ شیخ ابو بکر الجزائری حفظہ اللہ عالمِ اسلام کے مشہور مفکر داعی ، اور عالمِ اسلام کی مشہور یونیورسٹی ، جامعہ اسلامیہ ، مدینہ منورہ کے سینئر استاذ اور مسجد نبوی کے ممتاز مدرس اور مبلغ ہیں ، موصوف محترم نے بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے اسلامی تعلیمات کو جمع فرمایا ہے ، اور خاتونِ اسلام کو دینی اور دنیوی جن جن باتوں کی ضرورت ہوسکتی ہے اسے غیر معمولی جامعیت سے یکجا کردیا ہے .

کتاب کی اسی جامعیت اور خوبیوں کے پیش نظر یہ خواہش ہوئی کہ اس کا ترجمہ اردو زبان مین کردیا جائے تاکہ اردو قارئین وخواتین اس کی افادیت سے محروم نہ رہیں .

آج بڑی مسرت وخوشی سے اس کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے، اللہ تعالٰی سے دعاگو ہیں کہ اسے ہمارے اور تمام خواتین کے لئے مفید بنائے اور شرفِ قبولیت سے نوازے ، اور اپنی تمام دینی بہنوں سے گذارش ہے کہ اس کو اپنی زندگی کا نمونہ ولائحہِ عمل بنائیں اسوقت انہیں معلوم ہوگا کہ دینداری اور خدا ترسی، پرہیزگاری ، عفت وعصمت اور صلاح وتقوی کے ساتھ وہ دنیا کو کیونکر نباہ

سکتی ہیں ، اور دنیا و آخرت دونوں کی نیکیوں کو اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں .

اللہ رب العزت ، اس معمولی کوشش کو ذریعہ نجات بنائے . (آمین)

سعید احمد قمر الزماں ندوی
المنامہ ، دولۃ البحرین .

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للّٰه الذی لم یخلق الانسان عبثاً (۱) ، ولم یترکہ سدی (۲) ، بل خلقہ لیذکرہ وکلفہ لیشکرہ . اناط سعادتہ وکمالہ بطاعتہ ، وربط شقاءہ وخسرانہ بمعصیتہ .

والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد عبداللّٰه ورسولہ الداعی الی اللّٰه، والهادی الی صراطہ والترضی الکامل علی آلہ، وصحابتہ وخلفائہ فی دعوتہ، وامنائہ علی ملتہ، والترحم التام علی تابعیھم وسالکی سبیلھم فی الایمان والاسلام والاحسان .

وبعد:

زیر نظر کتاب "خاتون اسلام" ان تمام تعلیمات پر مشتمل ہے جن کا ایک

---

(۱) اللہ تعالیٰ کے ارشاد : افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون (المومنون ۱۱۵) سے ماخوذ ہے، ہاں تو کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بلا مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹا کر لائے نہ جاؤ گے .

(۲) اللہ تعالیٰ کے ارشاد : ایحسب الانسان ان یترک سدیً (القیامہ : ۳۶) سے ماخوذ ہے، کیا انسان اس خیال میں ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا.

مسلمان خاتون کو اپنے دینی امور خواہ وہ عقیدہ وعبادات یا وہ معاملات ، آداب واخلاقیات سے متعلق ہوں جاننا ضروری ہے، ہم نے اسے آسان اسلوب اور واضح عبارتوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ ایک مسلمان خاتون وہ سب کچھ حاصل کرلے جو اسے دوسری چیزوں سے مستغنی کردے، اور وہ اپنے دینی امور کی ان اہم باتوں کوسیکھ لے جو اس کے لئے کافی وشافی ہوجائیں، اور ہم کو اس کا احساس ہے کہ ایک مسلمان خاتون کو ان تعلیمات کی کتنی سخت ضرورت ہے ، اور ساتھ ہی اس کا بھی اندازہ ہوا کہ عورتوں کے لئے اس کتاب کی طرح کوئی جامع اور صحیح کتاب کسی اور نے تالیف کی ہو نظروں سے نہیں گزری .

اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے نفع بخش بنائے اور ہمیں اجر وثواب سے نوازے، وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا اور ہر چیز پر قادر ہے .

اور مزید اپنا صلاۃ وسلام اور برکتیں ورحمتیں نازل فرما اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے پاکیزہ اہل خانہ اور تمام صحابہ کرامؓ پر .

*****

ایک ضروری واہم انتباہ

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے .

خاتونِ اسلام اپنی جان کو جہنم سے بچایئے اور یاد رکھئے کہ آپ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ہیں، ان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتیں حالانکہ ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا : اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ، میرے مال میں سے جو کچھ چاہے سوال کرو، کیونکہ میں اللہ کے یہاں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا، اپنی جان کو جہنم کی آگ سے بچاؤ . (۱)

خاتونِ اسلام : میں آپ کو ڈراتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب جہنم پیش کی گئی تو آپ نے اس میں اکثریت عورتوں کی دیکھی . (۲)

---

(۱) بروایت صحیح مسلم ۱ - ۱۳۳ مختلف الفاظ سے .

(۲) بخاری میں ہے کہ : میں نے جہنم کو دیکھا اس سے زیادہ بھیانک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، اور اس میں زیادہ تر عورتیں نظر آئیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس وجہ سے ایسا ہوا ؟ آپ نے فرمایا اللہ کی ناشکری اور شوہر کی نافرمانی کرتیں ہیں اور زندگی بھر کے احسان کو فراموش کر دیتی ہیں اگر تھوڑی سی (کمی) دیکھ لیتی ہیں، تو کہتی ہیں کہ میں نے تم سے کبھی بھی بھلائی نہ دیکھی، بخاری ۲ / ۴۴ باب الکسوف

اور میں آپ کو توجہ دلاتے ہوئے کہتا ہوں کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے" دنیا کے (فتنہ) سے بچو اور عورتوں کے (فتنہ) سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں ہی سے اٹھا تھا" (۱)

مجھے اجازت دیجئے کہ عورتوں کے فتنہ کی ایک مثال بیان کروں، مجھ سے ایک سچے شخص نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ملک میں ایک عورت نے اپنے شوہر کو اٹھارہ ہزار سعودی ریال کا لباس لانے پر مجبور کیا، اور اس نے اس کے لئے خرید لیا تھا .

اللہ کی بندی بصیرت کی نگاہ سے دیکھئے کے یہ کتنا بڑا فتنہ ہے اور یقین رکھئے کہ آپ اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہی ہیں، لہذا اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیے، یہ یقین جانئے آپ جہنم کے عذاب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہیں .

اگر ان پہاڑوں کو جہنم کی آگ میں ڈالدیا جائے تو وہ بھی پگھل جائیں گے، آپ کی حیثیت تو ان مضبوط پہاڑوں اور اونچی چوٹیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے .

---

(۱) رواہ مسلم (۸/ ۸۹)

خاتون اسلام : اپنے کو جہنم کی آگ سے بچایئے کیونکہ دنیوی زندگی کی آرام وآسائش کم اور مختصر ہے اور اخروی زندگی بہتر اور پاکیزہ ہے، لہذا اپنے مال وجمال اور مردوں پر اترایئے نہیں، کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کام نہیں آنے والی ہیں، اس لئے میں پھر دوبارہ کہتا ہوں، اپنے کو جہنم کی آگ سے بچایئے . اور یہ یقین رکھئے کہ آپ کی نجات وسعادت کا راستہ وہی ہے جو آپ کے لئے اس کتاب " خاتون اسلام" میں بیان کیا گیا ہے، لہذا اس کا مطالعہ کیجئے اور اس میں غور وفکر کیجئے اور اس کے مطابق عمل صالح کیجئے، انشاء اللہ سعادت ونجات آپ کو نصیب ہوگی حالانکہ میں آپ کو بار بار ڈرا چکا ہوں، اس کے بعد آپ اپنے کو لعنت وملامت کیجئے گا .

زیر نظر کتاب ہر ان تعلیمات پر مبنی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے، خواہ وہ عقائد وعبادات سے متعلق ہوں یا اخلاق وآداب سے، اسی طرح ان ہدایات پر مشتمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمایا ہے، خواہ ان کا تعلق شرکیات یا دیگر تمام قولی وفعلی حرام کردہ چیزوں سے ہو.

لہذا اللہ تعالیٰ کی مدد اور مغفرت کے طلب گار بنئے اور علم وعمل کے زیور سے آراستہ ہویئے، صبر سے کام لیتی رہئے تا آنکہ آپ کا عقیدہ وآپ کی عبادت واخلاق وآداب پایہ تکمیل کو پہونچ جائے آپ دار ابرار جنت کی مستحق نہ ہوجائیں اور جہنم کی آگ سے نجات نہ پاجائیں .

اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی یہ خواہش پوری فرمائے . (آمین)

خاتون اسلام کا عقیدہ :

مسلمان خاتون کو ان باتوں پر صدق دل سے ایمان لانا چاہئے اور اس کا یقین رکھنا چاہئے کہ یہ عقائد حق ہیں جس میں باطل کا کوئی شائبہ نہیں ہے .

خاتون اسلام ، اس پر ایمان ویقین رکھئے کہ جس ذات پاک نے آپ کو اور ساری علوی و سفلی کائنات کو،زمین کے ایک ایک ذرہ سے لے کر آسمان کے سارے طبقات تک ، اور دونوں کے درمیان جو کچھ بھی مخلوقات ہیں چاہے وہ انسان ہو یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات ، پیدا فرمایا ہے .

وہ آپ کا اور آپ کی ارد گرد تمام چیزوں کا خواہ وہ آپ کے اوپر ہوں یا نیچے ، جس کا آپ علم وادراک رکھتی ہوں یا نہیں، پروردگار ہے، اور وہی ذات پاک سارے جہاں کا رب ہے.جسے ہم " اللہ " جل شانہ سے یاد کرتے ہیں ، جس کے معنیٰ" ایسے معبود برحق کے ہیں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے . ساری مخلوقات اس کو معبود تسلیم کرتی ہے یعنی اس کی عبادت کرتی ہے اس سے محبت خوف وخشیت اختیار کرتی ہے (۱)

---

(۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے اوامر کے امتثال اور اس کے مقاصد کو پورا کرکے ہوتی ہے .جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہوجاتی ہے.جسے وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتی . (بقیہ صفحہ ۱۸ پر ===

اگر آپ سے کوئی یہ کہے یا شیاطین اِنس وجن میں سے کوئی یہ بات آپ کے ذہن میں بطور وسوسہ کے ڈالے کہ ایسے معبود پر کیوں ایمان ویقین رکھتی ہیں جس کو آپ نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے تو اس سے آپ یہ کہئے کہ کسی چیز کی تصدیق کے لئے اس کا دیکھنا شرط نہیں ہے. چنانچہ لوگ ہمیشہ سے بہت سی چیزوں کو مانتے ہیں اور ان کے وجود کی تصدیق بھی کرتے ہیں، اور ان کی صحت کا اقرار کرتے ہیں لیکن انھوں نے ان چیزوں کو دیکھا نہیں ہے اور نہ ان ہی لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں ان کو دیکھا ہے.

اول : اس مسئلہ کو ہم چند مثالوں سے واضح کرتے ھیں :

ایک شخص اپنے دادا کے دادا، یا نانی کی نانی کو نہیں دیکھے ہوئے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا یقین رکھتا ہے کہ اس کے دادا کے دادا اور نانی کی نانی موجود تھے۔

صفحہ ۱۷ کا بقیہ) === بعض بندوں کا اللہ کی اطاعت سے نافرمانی کرنا انہیں اللہ کی بندگی سے نہیں نکال دیتا. کیونکہ وہ اس کی تابع وسرنگوں ہیں اور ان کے سارے اعمال کا خالق اللہ ہے جو انسان کے واسطہ سے وجود میں آیا، اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو وہ پیدا نہیں ہوتے، دوسرے الفاظ میں زیادہ واضح طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کونی مشیت سے کوئی مخلوق باہر نہیں نکل سکتی، اور اللہ تعالیٰ کی شرعی مشیت جس کے مطابق آخرت میں جزاء وسزا مرتب ہوتی، بندے کا اس سے نکلنا ممکن ہے،اس وجہ سے اسے گنہگار کہا جاتا ہے اور اس عمل پر اسے جزا اور سزا دی جاتی ہے.

دوم : وہ کپڑے جو آپ زیب تن کی ہوئ ھیں کیا آپ نے دیکھا ہے کس نے اپنے آلات سے بنے وبنائے ہیں ؟ جواب ہوگا نہیں ، لیکن آپ یقین رکھتی ہیں کہ کسی کاریگر نے اسے بنایا ہے اور اسے فروخت کیا ہے اور پھر ہمارے پاس وہ پہونچا ہے .

سوم : کیا آپ نے جاپان کا شہر ٹوکیو دیکھا ہے یا کم سے کم اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اس کی زیارت کی ھو ، جواب عموماً نفی میں ہوگا لیکن اسکے باوجود اس شہر کے وجود کا آپ پورا یقین رکھتی ہیں، کیونکہ آپ نے بیشمار لوگوں سے اس کے متعلق سن رکھا ہے اور محض ان ہی خبروں کی بنیاد پر آپ اس کے وجود کی قائل ہیں .

چہارم : اگر کسی بچی کو اس کے والدین یہ بتائیں کہ تمہارا ایک بھائی ہے جس کا نام احمد ہے جسے اس نے دیکھا ہی نہیں کیونکہ وہ اس کی ولادت سے پہلے امریکا تکنیکل تعلیم حاصل کرنے چلاگیا تھا اور وہ واپس نہیں آیا ہے تو کیا یہ بچی محض اس بنیاد پر کہ اس نے اسے دیکھا نہیں ہے ، اس بھائی کا انکار کردے گی اور والدین کی باتوں کی تکذیب کردے گی، جواب نفی میں ہوگا بلکہ اس کے برعکس اپنے والدین کی باتوں کی صدق دل سے تصدیق کرے گی، اور اپنے بھائی احمد کے وجود کا اقرار واعتراف کرے گی . اور اس کے یقین میں اسوقت کتنا اضافہ ہوجائے گا جب احمد اس کے پاس کوئ خط بھیج دے . اور اس کے ساتھ اس کے لئے ایک سونے

کا کنگن بھی ہو. اگر کوئی شخص احمد کے وجود کا انکار کردے تو یہ بچی اسکی تکذیب کرے گی اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اسے احمق وکم عقل کہے گی ، اس وقت بہن کے ایمان ویقین کا کیا عالم ہوگا جب احمد اس کے پاس دوسرا خط لکھے اس میں اپنا حلیہ بیان کرتے ہوئے یہ لکھدے کہ وہ سرخ وسفید اور خوبصورت ہے . اور میانہ قد ہے نہ تو بہت لمبا ہے اور نہ پستہ قد، وہ اپنے اخلاق وعادات کی توصیف کرتے ہوئے لکھے کہ وہ اعلی وافضل اخلاق کا حامل ہے، خیر واحسان کی چیزوں کو پسند کرتا ہے اور بنفس نفیس انجام بھی دیتا ہے، ظاہر ہے کہ بہن ان سب باتوں کو سن کر اپنے بھائی کے وجود ومعرفت میں کامل الیقین ہوجائے گی ، حالانکہ اس نے اسے کبھی دیکھا نہیں ہے .

پنجم : کیا آپ عقل وفہم نہیں رکھتیں ، جس کے ذریعہ سے کوئلہ اور چربی میں پہلے کے سیاہ اور دوسرے کے سفید ہونے سے فرق نہیں کرتیں ، اسی طرح سے تاریکی اور روشنی ، سایہ اور گرمی ، کھجور اور انگارے میں فرق نہیں کرتیں، جواب جی ہاں میں ہوگا ، اس کے بعد آپ سے پوچھا جائے کہ آپکی عقل کہاں ہے ؟کیا آپ نے کبھی اسے دیکھا ہے ؟ اگر آپ اس کے جواب میں عرض کریں کہ میں نہیں جانتی اور میں نے کبھی اسے دیکھا ہی نہیں ہے ، تو آپ ایسی چیز کی کیوں تصدیق کرتی ہیں.جسے آپ نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے ؟

لیجیئے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اپنے عقل کے وجود کاایمان ویقین اس

لئے رکھتی ہیں کہ آپ ان علامتوں کو دیکھتی ہیں جو اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں. اور وہ چیزوں کی معرفت اور ادراک اورباہمی امتیازاور سمجھ بوجھ ہے، ان چیزوں کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہوئے آپ عقل کا انکار اوراس کی تکذیب کیسے کرسکتی ہیں ؟

اسی طرح سے ہم نے اللہ تعالی کی ذات پاک کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے ، اور نہ ایسے شخص کو ہی دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ھو . لیکن اس کے باوجود ہم اس کی ذات پاک پر پورا ایمان ویقین رکھتے ہیں .کیونکہ اسکے آثار وعلامتیں، اس کے وجود وقدرت اور علم وحکمت اور لطف ورحمت پر بحسن وخوبی دلالت کرتی ہیں . اس لئے کہ علامتیں کس چیز کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل کافی ہوتی ہیں .

ملاحظہ کیجئے " سلے ہوئے کپڑے ، یا تعمیر شدہ دیواریں، یا سرسبز درخت کو، کیونکہ سلے کپڑے عقلی طور پر کسی ایسے انسان پر دلالت کرتے ہیں جس نے اسے اپنی مشین سے سلا ہے، اسی طرح بنی ھوئی دیواریں ایسے انسان پر دلالت کرتی ہیں جس نے اسے بنایا ہے ، اور ہرے بھرے درخت ایسے انسان پر دلالت کرتے ہیں جس نے پودے لگائے ہیں، اور ہم کو درزی اورکاریگر، اور مالی کے دیکھنے کی ضرورت نھیں محسوس ھوتی تاکہ ھم ان کے وجود کے قائل ھوں، اور محض ھم ان کے آثار کو دیکھ کر ان کے وجود اور علم وقدرت کا یقین کرلیتے ہیں .

بالکل اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور قدرت وعلم وحکمت پر، آسمان

وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان عظیم مخلوقات اور عجائبات ہیں، دلالت کرتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے وجود اور علم وقدرت وحکمت پر سب سے بڑھ کر دلیل قرآن ہے جس کو اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے، جو ایسے علوم ومعارف پر مشتمل ہے جس کے لانے سے بشری عقل عاجز ہے، جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے صادر ہونا ناممکن ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ سارے عربوں کو چیلنج دیا کہ ایک سورہ اس جیسی لے کر آئیں، لیکن وہ لوگ عاجز رہے، اور پیش نہ کرسکے .

تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایسی جامع کتاب جو تمام علوم اور معارف، اور احکام وآداب ،اور رشدوھدایت واصلاحِ حیات جیسی عظیم تعلیمات پر مشتمل ھو، اس کا نازل کرنے والا غیر موجود ہو، اور نہ وہ علیم، وحکیم، وقدیر اور نہ سمیع وبصیر ہو، ھرگز ایسا ممکن نہیں، ٹیبل پر ایک گلاس پانی کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ خود بخود آگیا ہو اور اس کا کوئی لانے والا نہ ہو، تو کیسے اس پوری کائنات کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے وہ خود بخود معرض وجود میں آگئی ہوگی .

کائنات کی ہر چیز چاہے وہ آسمان پر ہو یا زمین پر، خشکی پر ہو یا سمندر میں، اللہ جل شانہ کے وجود کی واضح دلائل ھیں اور اس کے علم وقدرت وحکمت پر شواہد ہیں .

آیئے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ان آیتوں میں غور وتدبر کرتے ہیں جو اس کے وجود وقدرت وعلم وحکمت وکمال ورحمت کو ثابت کرتی ہیں. ارشاد ہے :

" إن ربكم الله الذى خلق السماوات والأرض فى ستة أيام ثم استوى.

علی العرش "

(سورۃ الاعراف : ۵۴)

ترجمہ : درحقیقت تمھارا رب اللہ ہی ہے، جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش بریں پر مستوی ہوا .

" قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم "

(سورۃ المومنون : ۸۶)

ترجمہ : آپ کہئے کہ (اچھا) سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے .

" قل من یرزقکم من السماء والأرض أم من یملک السمع والأبصار ومن یخرج الحیّ من المیت ، ویخرج المیت من الحیّ ومن یدبر الأمر "

(سورۃ یونس : ۳۱)

ترجمہ : آپ کہئے کون تمھیں آسمان وزمین سے رزق پہنچاتا ہے یا کون کان اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے ! اور کون جاندار کو نکالتا ہے بے جان سے اور بے جان کو نکالتا ہے جاندار سے ؟ اور کون ہر کام کا انتظام کرتا ہے ؟

اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت اور رحمت وحکمت پر مزید آیات اس طرح دلالت کرتی ہے . ارشاد باری تعالیٰ ہے :

" ومن آیاته ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون "

(سورۃ الروم : ۲۰)

ترجمہ : اسی (اللہ) کی نشانیوں میں سے ہے کہ اسی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا

پھر تھوڑے ہی دن میں تم (سب) آدمی (بن کر زمین پر) پھیل گئے .

" **ومن آياته الليل والنهار والشمس والقمرلاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذى خلقمن إن كنتم إياه تعبدون** "

(سورۃ فصلت : ۳۷)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں رات اور دن ہے اور سورج اور چاند ہے (بس) تم لوگ نہ سورج کو پوجو اور نہ چاند کو ، بلکہ صرف اللہ ہی کو پوجو جس نے ان سب کو پیدا کیا اگر واقعی تم عبادت گزار ھو .

" **ومن آياته خلق السموات والأرض واختلاف السنتكم والوانكم** "

(سورۃ الروم : ۲۲)

ترجمہ : اوراس کی نشانیوں میں سے بنانا ہے آسمانوں اور زمین کا، اور الگ الگ ہونا تمھاری زبانوں کا اور رنگتوں کا .

" **ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم أزواجاً لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة** " (سورۃ الروم : ۲۱)

ترجمہ : اور اسی کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمھارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت و ھمدردی پیدا کردی "

" **ومن آياته يريكم البرق خوفاً وطمعاً وينزل من السماء ماء فيحيى به الأرض بعد موتها** " (سورۃ الروم : ۲۴)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے،

خوف کی راہ سے بھی اور امید کی راہ سے بھی، وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو شاداب کردیتا ہے .

" **ومن آیاته ان تقوم السماء والأرض بأمره ثم إذا دعاكم دعوة من الأرض إذا أنتم تخرجون** " (سورة الروم : ٢٥)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تمہیں پکار کر زمین سے بلائے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے .

خاتونِ اسلام : جب آپ نے اللہ تعالی کی معرفت اس کی آیات اور مخلوقات سے حاصل کرلی تو یہ بھی جان لیجئے کہ اللہ تعالی کے ننانوے ۹۹ (۱) نام ہیں اور ان ناموں میں جس سے آپ کا جی چاہے اللہ تعالیٰ کو پکاریئے اور دعا کیجئے کیونکہ یہ سبھی اسماء حسنی اور صفات علیاء ہیں .

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

" **و لله الأسماء الحسنى فادعوه بها** " (سورۃ الاعراف : ۱۸۰)

ترجمہ : اور اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں ، تم انھیں سے اسے پکارو .

لہذا آپ اس طرح سے دعا کرسکتی ہیں : **یارب ، یارب یا اللّٰہ یا اللّٰہ ، یا رحمن یا رحمن ، یاذا الجلال والاکرام ، یا حی یا قیوم ، یا بدیع السموت والارض ، یا لطیف یا خبیر، یا سمیع یا بصیر .**

---

(۱) حدیث صحیح میں آیا ہے : اللہ تعالی کے سو ۱۰۰ میں ایک کم نام ہیں، جس نے انھیں شمار کرلیا وہ جنت میں داخل ہوگیا (رواہ البخاری ۹/ ۱۴۵)

ان اسماء حسنیٰ کے کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کے لئے جو چاہیں سوال کریں اور اپنی دعائیں الحاح (۱) وزاری سے کریں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ دعائیں الحاح کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے .

---

(۱) دعاء میں الحاح کے معنی یہ ہیں اسے بار بار وتکرار سے طلب کریں .

فرشتوں پر ایمان

جب آپ اللہ تعالی پر مکمل طور پر ایمان لی آئیں اور اس کے اسماء حسنی اور صفات حمیدہ کی اچھی طرح معرفت حاصل کرلی، تو اس کے بعد اس کا علم رکھئے کہ اللہ تعالی نے اپنی کچھ مخلوقات کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی اور نہ حواس سے ادراک کئے جاسکتے ہیں لیکن ھمیں ان پر ایمان لانے اوران کے وجود کو تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے. یہ مخلوق فرشتے ہیں (۱) اور جن وشیاطین ہیں، لہذا ان کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے. اور کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک ان پر اور ان تمام چیزوں پر ایمان نہیں لائے جس پر اللہ تعالی نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے.

فرشتوں کے وجود پر دلائل :

فرشتوں اور جن وشیطانوں پرایمان لانا غیبی امور سے متعلق ہے. لیکن ان کے وجود پر حسی دلائل بھی پائے جاتے ہیں جو یہ ہیں :

---

(۱) فرشتوں کو اللہ نے نور سے پیدا کیا ہے، جو دن ورات اس کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہیں اور اس کے احکام کی بغیر چوں وچرا تعمیل کرتے رہتے ہیں.

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے نازل کیا گیا۔

(۲) غزوہء بدر میں فرشتوں کا قتال کرنا، جن کی لوگوں نے آوازیں بھی سنیں، اور مقتول کافروں کے جسموں پر ضرب کاری بھی دیکھی گئیں۔

(۳) ملک الموت کا انسانوں کی روح قبض کرنا اور اسے آسمان کی طرف لیجانا، حتی کہ انسان اپنی روح کو آسمان کی طرف اٹھا لے جانے کو اپنی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

(۴) مسلمان اپنے دل میں اچھے ونیک کاموں کیطرف رغبت ومیلان محسوس کرتا ہے جو دل میں فرشتے کی تاثیر کیوجہ سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آدمی پر شیطان کی تاثیر ہوتی ہے اور اسی طرح فرشتے کا بھی اثر ہوتا ہے۔ رواہ الترمذی: ۲۱۹/۵

جن وشیطان کے وجود پر دلائل (۱)

(۱) آسیبی اثرات : بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن وشیاطین جنھیں لپٹ جاتے ہیں ان کے حرکات وسکنات پر حاوی ہوجاتے ہیں ، اور ان کی زبان سے کلام کرتے ہیں . یہی وجہ ہے کہ آسیب زدہ کبھی کوئی اجنبی یا ایسی زبان بولتا ہے جس سے وہ پہلے سے قطعی نا آشنا ہوتا ہے، یہ جنوں کے وجود کا زبردست ثبوت ہے، کیونکہ یہ ایسی ظاھری اور محسوس چیز ہے جس کا عقل انکار نہیں کرسکتی .
(۲) قرآنی آیات : قرآن کریم میں جنوں کا متعدد جگہ ذکر آیا ہے اور مستقل ایک سورت سورہ ٔ جن سے موسوم ہے .
(۳) احادیث نبویہ : اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت جنوں کا تذکرہ ملتا ہے .

---

(۱) جن وجان کے ایک ہی معنی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جسے اس نے آگ سے پیدا فرمایا ہے، جنوں میں مؤمن اور کافر، نیک وبرے ، انسانوں کی طرح ہوتے ہیں ، ان میں رسول نہیں بھیجے گئے، ہاں ان میں ڈرانے کے لئے داعی بھیجے گئے ہیں، جنات انسانوں میں بھیجے گئے رسولوں کی پیروی کرتے ھیں .
شیاطین ، شیطان کی جمع ہے جس کے معنی وہ خبیث الروح جو سرکش ہو اور برائیوں کا حکم دیتا ہو، اور نیکیوں سے روکتا ہو، شیطان جنوں میں سے ہوتے ہیں .

" حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
جنوں کی نگاہوں سے انسان کی شرمگاہ کی پردہ پوشی جب وہ بیت الخلاء میں داخل
ہو تو " **بسم اللہ** " کہنے سے ہوتی ہے (رواہ الترمذی ۲/۵۰۴ احمد وابن ماجہ)
(۴) جرائم : جن جرائم کی طرف انسان خواہشمند ہوتا ہے اور روئے زمین پر جن
گناہوں کا ارتکاب وہ کرتا ہے جیسے زناکاری قتل ، خیانت ، یہ سب گناہ شیطانی
اثرات سے سرزد ہوتے ہیں، جسے وہ انسان کے لئے مزین کرتا ہے اور پھر اس
کے ارتکاب پر آمادہ کرتا ھے . اور یہ ایسا اثر ہے جو ظاھر اور محسوس کیا جاتا ھے.
اگر انسان اپنی فطرتِ سلیمہ پر قائم رہے تو ان خواہش اور گناہوں کا مرتکب نہ
ہو .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے " رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " آدمی پر شیطان کا اثر ہوتا ہے اور فرشتوں کا بھی،
شیطان کا اثر یہ ہے کہ شر کی طرف مائل ہو اور حق کی تکذیب کرے ، اور
فرشتے کا اثر یہ ہے کہ خیر کی طرف میلان اور حق کی تصدیق کرے، جو اسے (رغبت)
محسوس کرے تو وہ اسے اللہ کی طرف سے سمجھے اور اس کا شکر ادا کرے اور جو
اس کے علاوہ محسوس کرے تو وہ " **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**" (۱)
کہے قرآن کریم میں آیا ہے :

"إنا أرسلنا إلى الشياطين على الكافرين تؤزهم ازا " (۲)

---

(۱) ترمذی ۵ : ۲۱۹

(۲) سورہ مریم : ۸۳

ترجمہ : کیا آپ کو علم نہیں کہ ھم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو ان کو خوب ابھارتے رہتے ہیں .

مندرجہ ء بالاسطور میں ہم نے جو کچھ فرشتوں اور جنوں کے وجود پر دلائل پیش کئے ھیں وہ صرف اس لئے کہ آپ کے دل ودماغ سے اس سلسلہ میں شک وشبہات ختم ہوجائیں ، ورنہ تو ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالی کا اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زباں نے جو کچھ فرشتوں اور جنوں اور شیطانوں کے متعلق تذکرہ کیا وہ ان کے وجود واثبات پر ایمان ویقین رکھنے کے لئے کافی ھے ، کیونکہ اللہ تعالی کا کلام ہر حال میں سچا اور برحق ہے اور یہ نا ممکن ہے کہ کلام اللہ عزوجل اس کے برعکس ہو جس کی اس نے خبر دی ہے .

کتابوں ورسولوں پر ایمان

خاتون اسلام :

آپ کے عقیدہ کی تکمیل ، اللہ کی کتابوں ، اس کے رسولوں ، اور یوم آخرت (۱) پر ایمان لاکر ہوتی ہے .

---

(۱) قرآن کریم نے یوم آخرت کی تفصیلات بحسن وخوبی بیان کی ہے چناچہ اس نے حشر ونشر ، نامہ اعمال ، میزان ، حساب وکتاب ، جنت اور اسکی نعمتیں اور جہنم اوراس کا عذاب جیسی چیزیں بیان کی ہیں ، سورۃ الرحمٰن ، الواقعہ ، ق ، الزمر وغیرہ جیسی سورتوں کے مطالعہ سے تفصیلات معلوم کی جاسکتی ہیں .

آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے جیسا ایمان بالغیب میں سے نہیں ہے. کیونکہ کتابیں بھی رسولوں جیسی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جاسکتی تھیں، کتابیں پڑھی وسنی جاتی ہیں، اسی طرح انبیاء کرام دیکھے جاتے تھے .

قرآن کریم وہ آخری کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے وہ ہمارے درمیان موجود ہے . جسے ہم اپنے سینوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں .

اور رسولوں میں سب سے آخر میں مبعوث ہونے والے رسول وہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، قرآن کریم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ آخری کتاب ہے آپ کی بعثت ورسالت کی اسی طرح سے گواہی دی ہے جس طرح سابقہ رسولوں کی بعثت کی شہادت دی ہے .

وہ انبیاء کرام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہوئے تھے اور ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی تفصیل یہ ہے :

تورات : حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی .

انجیل : حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی .

زبور : حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی .

آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اللہ اور اس کے فرشتوں پر ایمان لانے کو

مستلزم ہے، کیونکہ ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے نازل فرمایا ہے، جو وحی لانے کے کام پر مامور تھے .

اسی طرح آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے وجود کو مستلزم ہیں جن کی طرف سے اور جن کے واسطے سے انبیاء کرام کی طرف وحی کی گئی ہے، دوسری طرف انبیاء ورسولوں کے وجود کو بھی ثابت کرتی ہیں جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تمام لوگوں تک اسکی تبلیغ فرمائی .

یوم آخرت پر ایمان :

یوم آخرت پر ایمان تمام مسلمانوں کے عقیدے کا ایک اہم جزء ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیلات اپنی کتابوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بیان فرمائی ہے. (۱) اور اس کا واقع ہونا یقینی ہے جس میں کسی شک وشبہ کی

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **ان کنتم تؤمنون باللّٰه والیوم الاخر** (النساء ۵۹) اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو " **ذلکم یوعظ به من کان یؤمن باللّٰه والیوم الاخر**" (البقرہ : ۲۲۸)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، چاہئیے کہ وہ خیر کی بات کرے یا چپ رہے، رواہ البخاری ۸ / ۱۳ ومسلم ۱ / ۴۹ ان آیات واحادیث میں یوم آخرت پر ایمان کی صراحت ہے .

گنجائش نہیں، کیونکہ یوم آخرت ہی میں ان تمام اعمال کی جزاء وسزا ملے گی جس کا انسان اس دنیوی زندگی میں مکلف تھا .

یوم آخرت کے وجود پر بعض شبہات کے ازالہ کے طور پر بعض دلائل پیش کرتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ یوم آخرت کی آمد تمام شبہات سے بالاتر ہے .

۱ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت بیداری میں جنت میں داخل ہونا اور وہاں کی نہروں اور محلوں کا مشاھدہ کرنا اور یہ اس وقت ہوا جب آپ شب معراج میں بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے. اور یہ ایک ایسی قطعی دلیل ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس طرح سے ایک دفعہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جب آپ حالت نماز میں تھے مسجد کی دیوار تلے جنت اور جہنم آپ کے سامنے پیش کی گئ، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بے شمار جگھوں پر ان کے تذکرے اور اوصاف بیان فرمائے ہیں اور ان تمام حالات وکیفیات کی وضاحت فرمائی ہے جب دنیا ختم ہوجائے گی اور آخرت کے احوال شروع ہوجائیں گے اور جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے اور جہنمی جھنم رسید ہوجائیں گے، اسی طرح سے جنت کی نعمتوں اور جھنم کے دردناک عذابوں کا مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے .

۲ ۔ خود ہمارا وجود اور دنیاوی تمام آرام وآسائش اور قسم قسم کی تکلیفوں اور اذیتوں کا وجود ایک ایسی اخروی زندگی کے وجود پر دلالت کرتا ہے جواس وجود

سے زیادہ کامل اور اس سے زیادہ بہتر ہوگی اور وہ زندگی لازوال اورلافانی ہوگی جس خدائے بزرگ وبالا نے اپنی قدرت سے اس دار فانی دنیا کو پیدا فرمایا ہے وہ ذات پاک اس پر قادر مطلق ہے کہ ایسے عالم کو پیدا فرمادے جو اس دنیا ومافیھا سے کہیں زیادہ عظیم الشان وعالیشان ہو.

۳ ۔ خشک ومردہ اور بے جان زمین پر جب بارش کی پھوار پڑتی ہے تو چند دنوں کے اندر ہی زمین سبزہ زار بن جاتی ہے اور طرح طرح کی سبزیوں اور پھلوں اور پھولوں سے لہلہا اٹھتی ہے اور ہر طرح کے فوائد ومنافع سے لبریز ہوجاتی ہے تو کیا یہ حیات فانیہ کے بعد حیات ثانیہ کی واضح دلیل نہیں ہے .

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حیات ثانیہ پر استدلال کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں .

" وآية لهم الأرض الميتة أحيينـها وأخرجنا منها حبا فمنه يأكلون "

(سورۃ یس : ۳۳)

ترجمہ : اور ایک نشانی ان لوگوں کے لئے زمین مردہ ہے، ہم نے اسے زندہ کیا اور اس میں سے غلے نکالے سو ان میں سے لوگ کھاتے ہیں"

مزید ارشاد گرامی ہے .

" وترى الأرض هامدة فاذا أنزلنا عليها الماء اهتزت وربت وانبتت من كل زوج بهيج ذلك بأن الله هو الحق وانه يحى الموت وانه على كل شىء قدير" (سورہ الحج ۶۰۵)

ترجمہ : اور تو زمین کودیکھتا ہے کہ خشک ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں، تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوش نما نباتات اگاتی ہے، یہ

(سب) اس سبب سے کہ اللہ ہی (کی ہستی) حق ہے، وہی بے جانوں میں جان ڈالتاہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے .

ارشاد باری ہے .

" ونزلنا من السماء ماء مباركا فانبتنا به جنات وحب الحصيد والنخل باسقات لها طلع نضيد، رزقاًللعباد، واحيينا به بلدة ميتا كذلك الخروج"

(سورۃ ق : ۹ - ۱۱)

ترجمہ : اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا اور پھر ہم نے اس سے باغ اور کھیتی کا غلہ اور لمبے لمبے کھجور کے درخت ، جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے رہتے ہیں اگائے ، بندوں کو روزی دینے کے لئے اور ہم نے اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اسی طرح (زمین سے حشر میں) نکلنا ہوگا .

مذکورہ بالا آیتیں اور اس طرح کی دوسری آیتیں عقلی اور ظاہری طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو ذات پاک پیدا کرنے اور حیات بخشنے پر قادر ہے وہ موت دینے اور دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے. اور اس سے یہ بات بلاشبہ ثابت ہوجاتی ہے کہ یوم آخرت جس کے معنی دنیاوی زندگی کی انتھاء اور فنا اور اس کے بعد اخروی زندگی کا وجود اور آغاز ہے اور وہ ایک قطعی اور یقینی اخروی زندگی ہے جس کا آنا یقینی ہے .

۴ ـ پھر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں ہر طرح کے لوگ ہیں، کوئی ظالم ہے کوئی مظلوم ہے. کوئی مالدار آسودہ حال ہے، تو کوئی مفلس اور فاقہ مست ، کوئی مؤمن تنگ دست ہے، تو کوئی کافر خوشحال ہے . اس قسم کا

فرق مراتب وتفاوت ، انسانی زندگی میں روز مرہ کا مشاہدہ ہے، اب اگر زندگی کے دن گزار کر وہ اس دنیا سے رخصت ہوجائیں اور مظلوم کے لئے ظالم سے قصاص نہ لیا جائے ، اور فقیر مالداری کا مزہ نہ چکھے اور تنگ دست مؤمن نعمتوں سے فیضاب نہ ہو پائے ، تو یہ حکمت، وعدل ومساوات سے بعید ہوگا، یہی صورتحال عقلی طور پر ایک دوسری زندگی کی متقاضی ہے تاکہ ظالم سے قصاص لیا جائے اور تنگ دست مؤمن نعمتوں سے فیضاب ہوجائے اور خوشحال کافر اپنی بدبختی کا نظارہ کرے .

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

" ولله مافى السموات ومافى الأرض ليجزى ء الذين أساؤا بما عملوا ويجزى الذين أحسنوا بالحسنى " (سورۃ النجم : ۳۱)

ترجمہ : اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے انجام کار یہ ہے کہ وہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کی پاداش میں بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک بدلہ دے گا .

قضاء وقدر پر ایمان

خاتون اسلام :

آپ کے عقیدہ کا ایک جزء قضا وقدر پر ایمان لانا ہے . اللہ تعالی کا ارشاد ہے .

" **إنا كل شیء خلقناه بقدر** " (سورۃ القمر : ۴۹)

ترجمہ : ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) انداز سے پیدا کیا ہے .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکسائل کے جواب میں ایمان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا :

" ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت اور اچھی وبری تقدیر پر ایمان لاؤ"

(رواہ مسلم : ۱/۲۸ - ۲۹)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر پر ایمان لانے کو، ایمان کا ایک جزء قرار دیا ہے جس کے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے .

قضا وقدر کے معنی :

اللہ تعالی نے جب کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو قلم کو پیدا فرمایا، اور اس سے فرمایا : لکھو ! قلم نے عرض کیا کیا لکھوں ؟ ارشاد ہوا : وہ سب لکھو جو قیامت تک ہونے والی ہے . چنانچہ قلم نے ان تمام چیزوں کے بارے میں

لکھدیا جسے اللہ تعالی نے پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا، اور جس کے معرض وجود میں آنے کا حکم ہوچکا تھا. اسے قضاء کہتے ہیں .

اور کائنات کی مخلوقات کا ایک منظم انداز سے اور معلوم صفات اور متعین ومحدود زمان ومکان میں پیدا ہونا جس میں کمی وزیادتی اور تقدیم وتاخیر نہیں ہوتی، اسے قدر کہتے ہیں .

قصہ کوتاہ : قضا وقدر کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آپ اس پر ایمان ویقین رکھیں کہ اس کائنات کی ہر چیز جو پیدا ہوچکی ہے یا پیدا ہونے والی ہے اپنی ابتداء حیات سے لے کر انتھاء حیات تک اس کتاب تقدیر کے ھو بہو مطابق ہے. جسے ہم لوح محفوظ کہتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز چاہے چھوٹی ہو یا بڑی جس کے پیدا کرنے کا اللہ تعالی نے فیصلہ فرمالیابعینۃ اسی جگہ اور اسی وقت میں بغیر کمی وزیادتی اور بغیر تقدیم وتاخیر نوشتہ لوحِ محفوظ کے مطابق وہ معرض وجود میں آئیَ ہے .

چنانچہ اس دنیوی زندگی میں جو کچھ مالداری یا فقیری، یا عزت وذلت، یا صحت ومرض ، یا نیک بختی وبد بختی یا خوبصورتی وبدصورتی، یا ظلم وعدل، یا خیر وشر دیکھا جاتا ہے یہ سب اس نوشتہ تقدیر کے عین مطابق ہے جس کا اللہ تعالی نے فیصلہ فرمادیا اور اسے مقدر کردیا ہے .

تقدیر اللہ تعالی کے علم وقدرت وحکمت کی سب سے بڑی علامت اور دلیل ہے . چنانچہ آپ ملاحظہ کیجئے کہ اللہ تعالی کس طرح ایک چیز کے پیدا کرنے اور اس کو ایک خاص شکل وصورت اور ایک متعین وقت اور جگہ پر پیدا کرنے کا

فیصلہ فرمادیتا ہے اور اس کے بعد ہزاروں سال گزرجاتے ہیں پھر وہ چیز اسی وقت اور اسی جگہ اور اسی شکل وصورت میں نمودار ہوتی ہے جس کا اللہ تعالی نے فیصلہ فرمادیا تھا اور اس سے ذرہ برابر بھی مختلف نہیں ہوتی .

اگر یہ بات قابل تعجب ہے تو اس سے بھی زیادہ تعجب خیز چیز یہ ہے کہ ایک انسان عاقل وہ سارے کام اپنے پورے عزم واختیار وآزادی سے انجام دیتا ہے جس کو اللہ تعالی نے اس کے مقدر میں بطور خیر وشر لکھا ہے لیکن حقیقت میں اس نے ذرہ برابر بھی اس میں کمی، زیادتی نہیں کی جس کو اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکھدیا تھا .

ایمان بالقدر کے فوائد :

(۱) مؤمن بے خوف وخطر ہوکر زندگی بسر کرے کیونکہ وہ جانتا ہے جو تقدیر میں لکھا ہے ، ہوکر رہے گا.

(۲) مؤمن باوجود کوششوں کے جو کچھ حاصل نہ کرسکا اس پر غمگین نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ چیز اس کے حق میں مقدر نہ تھی اگر وہ اس کے مقدر میں ہوتی تو وہ ضرور حاصل کرتا .

(۳) مؤمن کے پاس جو کچھ مال اور طاقت وقوت ہے اس پر اتراتا نہیں، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ محض تقدیر الٰہی اور فضل ربانی ہے .

(۴) مؤمن پورے اطمینانِ قلب اور انشراحِ صدر سے بے خوف وبے طمع ہوکر ان تمام چیزوں پر عمل کرتا ہے جس کا حکم ہوا ہے اور ان ساری چیزوں کو

ترک کرتا جس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے وہ ہوکر رہے گا جو مقدر ہوچکا ہے .

(۵) مؤمن یہ جانتا ہے کہ (دنیا میں رونما ہونے والے) تمام واقعات وحادثات اپنے مقدر اسباب کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں، چنانچہ وہ خیر وفلاح کے اسباب اختیار کرتا ہے اور شر ونقصان کے اسباب سے اجتناب کرتا ہے .

اگر قضا وقدر پر ایمان رکھنے کے صرف یہی مذکورہ فائدے ہوں تو یہ کافی وشافی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل واحسان ہے .

خاتون اسلام کا اسلام :

معزز خواتین آپ اس کا علم ویقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں معتبر ومقبول دین، دینِ اسلام ہے اور اس کے نزدیک اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں ہے .

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

" **إن الدين عند الله الإسلام** " (سورۃ آل عمران : ۱۹)

ترجمہ : یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے .

مزید فرمایا :

" **ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين** " (آل عمران : ۸۵)

ترجمہ : اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہر

گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں کھاٹے والوں میں سے ہوگا.

ارکان الاسلام :

آپ کا یہ جاننا ضروری ہے کہ دین اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے "**لا اله الا الله محمد رسول الله**" کی شھادت دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ الحرام کا حج کرنا.

لہذا آپ بھی اپنے اسلام کی بنیاد ان چیزوں پر رکھئے . اور ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک نہ کیجئے، ورنہ آپ کا اسلام ناقص ہوجائے گا اور آپ خسارے میں پڑجائیں گی .

کلمہ ء توحید کے معنی :

کلمۃ " **لااله الا الله** " کی شھادت کے معنیٰ ومفھوم یہ ہیں کہ آپ اس کا علم ویقین رکھئے کہ " اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں . جس کے الہٰ ورب ہونے پر آپ ایمان لے آئی ہیں، اور اس کے اسماء وصفات کی معرفت رکھتی ہیں . اور اس کا اقرار وشہادت دیجئے .

" **أشهد ان لا اله الا الله وأشهد أن محمداً رسول الله** " چنانچہ آپ صرف اسی کی عبادت کیجئے اور اس کے علاوہ اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کیجئے، اور غیر اللہ کی عبادت کا ہر حال میں انکار کیجئے اور اس کے اقرار سے گریز

کیجئے .

اللہ تعالیٰ کی عبادت ،اس کی اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اس چیز میں اطاعت کرنا ہے جس کا اسنے اپنے بندوں کو کرنے یہ نہ کرنے کا حکم دیاہے اور چاہے وہ عقائد سے متعلق ہوں یا اقوال واعمال سے .

شہادت رسالت کے معنی :

" شہادت رسالت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مغی ومفہوم یہ ہیں آپ اس کا علم ویقین رکھئے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الھاشی القرشی العربی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرماکر نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، (۱) یھودی اور عیسائ اور مجوسی میں سے جو کوئ بھی آپ کی رسالت ونبوت پر ایمان نہیں لائے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا. (۲)

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " **قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا**" الاعراف : ۱۸۵
ترجمہ : آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب لوگوں کیطرف رسول بناکر بھیجا گیا ہوں .

(۲) اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے : قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس امت کا کوئ بھی شخص چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائ، اس نے میرے بارے میں سن رکھا ہو اور پھر میری لائ ہوئ چیز پر ایمان لائے بغیر مرجائے تو وہ جھنم والوں میں ہوگا. (رواہ مسلم ۱/ ۹۳)

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض قرار دی ہے، اور آپ کی تعظیم اور محبت اور پیروی کو واجب کیا ہے، اور آپ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قراردیا ہے، اور آپ کی یہ اطاعت عقائد، اقوال واعمال سبھی چیزوں میں ہونی چاہئے اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوگی .

ہم اس کے بعد ان اہم عقائد واقوال واعمال کا تذکرہ کرتے ہیں جس کے بغیر کسی کا اسلام وایمان معتبر ومقبول نہیں ہوگا .

*****

عقائدِ اسلام

(۱) اللہ تعالیٰ کو رب اور معبود اور تمام کمالات سے متصف اور تمام نقائص سے پاک وصاف سمجھ کر ایمان لانا.

(۲) اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پراس طور پر ایمان لانا کہ اس کے معزز بندے ہیں جواس کے احکام کی بجا آوری میں نافرمانی نہیں کرتے اورجس کام کے کرنے پر مامور ہیں اسے انجام دیتے رہتے ہیں،ان کی پیدائش نور سے ہوئی ہے (۱) رات ودن بغیر تکان وانقطاع کے اللہ کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں مختلف کاموں کے انجام دینے کے لئے مکلف کردیاہے، جس پر وہ قائم ودائم ہیں، ان فرشتوں میں بعض بندوں کی حفاظت پر مامور ہیں اور بعض دوسرے روح قبض کرنے کے لئے مقرر ہیں اور بعض جنت کے رکھوالے ہیں، اور بعض جہنم کے سپاہی ہیں اور دوسرے دیگر کاموں پر مکلف اور مامور ہیں .

---

(۱) امام مسلم نے حضرت عائشہ ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فرشتے نور سے اور جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے . (۸/۲۲۶)

اس کی دلیل ارشاد باری تعالی ہے " **ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين، ثم جعلناه نطفة فی قرار مكين** " (المؤمنون ۱۲ - ۱۳)

ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا پھر ہم نے ایک محفوظ مقام پر اسے نطفہ بنایا.

(۳) اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر اس طور پر ایمان لانا کہ اس نے اپنے انبیاء میں سے جنھیں منتخب فرمایا ان پر وحی کے ذریعہ سے یہ کتابیں نازل فرمائی . جو مومنین ومتقین کے لئے شریعت وھدایت اور نور مبین ہیں، ان صحیفوں اور کتابوں کی مجموعی تعداد ایک سو چار ہے جن میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم میں اسطرح ہوا ہے : ارشاد باری تعالیٰ ہے .

" **صحف ابراهيم وموسى.** " (الاعلیٰ : ۱۹)

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفے .

" **وآتينا داؤد زبورا** " (النساء : ۱۶۳)

ہم نے داؤد کو زبور عطا کیا .

" **وآتينا موسى الكتاب** " (الاسراء : ۲)

ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی .

" **إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور** " (المائدہ : ۴۴)

بے شک ہم ہی نے تورات نازل کی جس میں ھدایت اور روشنی ہے .

" **وقفينا بعيسى ابن مريم وآتيناه الإنجيل** : (**الحديد ۲۷**)

ترجمہ : اور اس کے بعد ہم نے عیسی ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے انھیں انجیل دی.

ان تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں میں سب سے عظیم الشان اور آخری کتاب قرآن کریم ہے جو تمام سابقہ شریعتوں اور قوانین کو منسوح کرنے والی ہے . سابقہ تمام کتابیں تحریف وتبدیل سے محفوظ نہیں رہیں اور کلام الٰہی کا بہت معمولی سا حصہ ان میں باقی رہا . ان تمام کتابوں پر ایمان لانا واجب اور عمل کرنا ناجائز ہے.

قرآن کریم پر وہ شخص ایمان لانے والا نہیں سمجھا جائے گا جو اس پر عمل پیرا نہ ہو، اس کے حلال کردہ احکام کو حلال نہ سمجھے، حرام کردہ چیزوں کو حرام نہ تصور کرے، اس کے بتائے ہوئے حدود وقصاص کو نافذ نہ کرے، اس کے مطابق اپنا عقیدہ نہ رکھے، اور اس کے عبادات کا پابند نہ ہو، اس کے آداب سے مؤدب نہ ھو اور اس کے اخلاق سے متصف نہ ہو . (۱)

(۴) اللہ تعالی کے رسولوں پر ایمان لانا کہ اس طور پر کہ وہ اللہ کی خوشنودی وجنت کی خوش خبری دینے والے اور اس کے غضب وجھنم سے ڈرانے والے برگزیدہ بندے تھے . اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے بندوں پر حجت تمام اور راہ حق واضح فرمادیا ہے، لھذا جو شخص ان پر ایمان لایا اور ان کی اطاعت کی ان کے بتائے ہوئے طریقے کی اتباع کی وہ کامیاب ونجات حاصل کی اور جس شخص نے ان کی نافرمانی کی اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا وہ ہلاک ھوا،

---

(۱۹) حضرت عائشہؓ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا قرآن آپکے اخلاق تھے . رواہ احمد ۶/ ۵۳، ۵۴ . ابو داؤد ۱/ ۳۰۸، ۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ان انبیاء کرام کو گناہوں سے معصوم و محفوظ رکھتا تھا لہذا انھوں نے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں فرمایا. ان میں زیادہ عظمت و فضیلت رکھنے والے پانچ رسول ہیں، جو یہ ہیں .

(۱) حضرت نوح علیہ السلام

(۲) حضرت ابراھیم علیہ السلام

(۳) حضرت موسی علیہ السلام

(۴) حضرت عیسی علیہ السلام

(۵) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

انھیں اولوا العزم (۱) رسول سے موسوم کیا جاتا ہے اور ان پانچوں میں سب کے امام اور سردار اور نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں . آپ تمام انبیاء ورسولوں میں بالاتفاق افضل واشرف ہیں، اسی طرح آپ کی امت اور لائی ہوئی شریعت تمام امتوں میں افضل اور ساری شریعتوں میں اکمل ہے، آپ کو ان پانچ چیزوں سے نوازا گیا جو

---

(۱) ان کا تذکرہ اس آیت کریمہ میں ھوا ہے، " ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی. بن مریم" (سورہ الاحزاب : ۷)

دوسرے انبیاء اور رسولوں کو نہیں دی گئی تھیں (۱) آپ کے فضائل میں سب سے نمایاں چیز قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ اور وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے :

" عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا " (سورۃ الاسراء : ۷۹)

ترجمہ : عجب کیا کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر فائز کرے .

(۵) یوم آخرت پر اس طرح ایمان لانا کہ اس دنیوی زندگی کا ایک دن خاتمہ ہوگا اور اس کے بعد اخروی زندگی کی ابتداء ہوگی، چنانچہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ اٹھائیں گے، اور دنیوی زندگی کے اعمال کا حساب وکتاب لینے کے لئے میدان حشر میں جمع فرمائیں گے تاکہ اپنے اپنے ایمان وتقوی اور شرک وگناہ کے مطابق لازوال نعمتوں سے بہرہ ور اور ذلت آمیز عذابوں سے دوچار ہوں .

---

(۱) وہ پانچ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں مذکور ہیں ، مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں . ایک ماہ کی مسافت کے بقدر رعب سے نوازا گیا ہے، ساری سرزمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے جہاں نماز کا وقت ہوجائے پڑھ سکتا ہے، مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیاہے جو پہلے حلال نہیں تھا، مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے، پہلے نبی اپنی قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے اور میں سارے لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں . بخاری ۱/۸۷

(٦) قضا و قدر پر اسطرح ایمان لانا کہ وہ انسانی زندگی کا پورا نظام الاوقات ہے، اور اس کے ہر ہر لمحہ پر مشتمل و محتوی ہے، تقدیر کے دائرہ سے کوئی چیز بھی باہر نہیں، اور ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں درج ہے . (١) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو اس میں لکھ دیا ہے، جو اس دنیا میں خیر و شر اور آخرت میں نیک بختی اور بد بختی کے قبیل سے رونما ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے .

" یہ وہ حق عقائد ہیں جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عقیدہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے . اور یہی وہ دین اسلام کی اساس واصل ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین و عمل ناقابل قبول ہے .

اس کے علاوہ کچھ باطل عقائد ہیں جس کا عقیدہ رکھنا حرام ہے ، اس کی معرفت رکھنا اس لئے ضروری ہے تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے اور اس کے فساد و نقصان کیوجہ سے دوری اختیار کی جائے . وہ مندرجہ ذیل چیزیں ہیں .

(١) یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان باطل، نفع اور نقصان پہنچانے کے مالک ہیں، خواہ یہ مقرب فرشتے یا انبیاء مرسلین یا اولیاء صالحین ہی

---

(١) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہر چیز قضا وقدر سے ہوتی ہے حتیٰ کے معذوری اور سمجھداری بھی . (رواہ مسلم : ٨/ ٥١ ، ٥٢)

کیوں نہ ہوں (۱)

(۲) یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اولیاء جو وفات پاچکے ہیں، وہ ان لوگوں کی دعاؤں کو سنتے ہیں جو ان کو پکارتے ہیں، اور ان کی مدد کرتے ہیں جو ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سفارش کرتے ہیں اور سوال کردہ چیز کو عطا کرتے ہیں.

---

(۱) اللہ تعالی نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا جو حضرت عیسی اور ان کی والدہ مریم کی عبادت کرتے تھے " **ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانا يأكلان الطعام ، انظر كيف نبين لهم الايت ، ثم انظر انى يؤفكون ، قل اتعبدون من دون الله مالا يملك لكم ضرا ولا نفعا**" (المائدہ : ۷۵ - ۷۶)

ترجمہ : مسیح ابن مریم اور کچھ نہیں بجز ایک رسول کے، اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزرچکے ہیں ، ان کی ماں ایک راستباز خاتون تھیں، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھئے ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں، پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں . ان سے فرمادیجئے کیا تم اللہ کو چھوڑ کراس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نفع کا " (مائدہ)

مشرکین مکہ جو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے انکے متعلق ارشاد ہے " **ويعبدون من دون الله مالا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعائنا عند الله** (یونس : ۱۸)

ترجمہ : یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کررہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچاسکتے ہیں، نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (یونس : ۱۸)

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ انسانوں اور جنوں میں سے کچھ لوگ غیب کی باتوں کو جانتے ہیں یعنی وہ عالم الغیب ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے .

" **عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول** "

(سورۃ الجن : ۲۶ - ۲۷)

ترجمہ : وہی غیب کا جاننے والا ہے، سو وہ (ایسے) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ، ہاں البتہ برگزیدہ رسول کو .

" **قل لا یعلم من فی السموات والأرض الغیب إلا اللّٰه** " (النمل : ٦٥)

آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمینوں میں جتنی (مخلوق) موجود ہے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا سوائے اللہ کے .

(۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ خضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور ان کی وفات نہیں ہوئی ہے، اور وہ بعض لوگوں کی زیارت کرتے اور ان سے باتیں کرتے اور انھیں عطا کرتے اور ان کی سفارش کرتے ہیں .

(۵) یہ عقیدہ رکھنا کہ اولیاء اللہ میں کچھ لوگ قطب وابدال ہیں جو کائنات میں تصرف کرتے ہیں، چنانچہ وہ لوگوں کو دیتے ولیتے ہیں اور نفع ونقصان پہنچاتے ہیں ، اور وہ جس کو چاہتے ہیں عھدوں پر فائز اور معزول کرتے ہیں.

(٦) یہ عقیدہ رکھنا کہ نہ تو کوئی معبود ہے اور نہ بعث بعد الموت ہے، اور نہ جزاء وسزا ہے، اور یہ کمیونسٹوں اور ملحدوں کا بدترین عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل خوار کرے ، (آج سب کے سامنے ان کی ذلت ورسوائی ہے)

(۷) یہ عقیدہ رکھنا کہ " بدعت حسنہ " کا وجود ہے یعنی جب بندہ اس پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اجر وثواب عطا فرماتے ہیں، اور یہ قولی وفعلی اور اعتقادی بدعت حصول تقویٰ وطہارت کا ذریعہ ہے، اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے :

" تم لوگ (دین) میں نئی چیزوں کے ایجاد سے پرہیز کرو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے . (رواہ ابوداؤد ۲/۵۰۶ ، ترمذی ۵/۴۴)

قولی عبادتیں :

اللہ تعالی اوراسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندوں کو بعض قولی عبادتوں کا حکم فرمایا ہے جس کے ذریعہ سے طہارت قلب وتزکیہ نفس حاصل ہوتاہے، جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) کلمہ توحید " **لاإلـه إلا الله محمد رسول الله** " کی شہادت دینا، جس کے پڑھنے کے بعد ہی انسان دین اسلام میں داخل ہوتا ہے، اسی طرح اذان واقامت میں دہرایا جاتا ہے اور وفات کے وقت اس کی تلقین کی جاتی ہے .

(۲) حدیث میں آیا ہے " **أفضل الذكر لاإلـه إلاالله** " بہترین ذکر " **لاإله إلاالله** " ہے . اور بہترین دعا " **الحمدلله** " ہے . (رواہ الترمذی ۵ : ۴۶۲) (۱)

---

(۱) ترمذی کی صحیح حدیث میں ہے "**أفضل الذكرلااله الاالله وافضل الدعاء الحمدالله**"

(۳) سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ، ولاالٰه الااللّٰه، واللّٰه أکبر " (۱) کہنا .

(۴) سبحان اللّٰه وبحمده ، سبحان اللّٰه العظیم (۲) کہنا.

(۵) أستغفراللّٰه العظیم الذی لاإلـه إلا هو الحی القیوم (۳) کہنا .

(۶) لاإلـه إلااللّٰه وحده لاشریک له الملک وله الحمد وهو علی کل شی ء قدیر (۴) کہنا

---

(۱) مسلم کی حدیث میں ہے " سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولااله الا اللّٰه واللّٰه اکبر " میرے نزدیک کہنا دنیا ومافیہا سے بہتر ومحبوب ہے (۸/ ۷۰)

(۲) بخاری و مسلم میں ہے " زبان پر دو ہلکے پھلکے کلمے، میزان پروزنی، رحمن کے نزدیک پسندیدہ یہ ہیں " سبحان اللّٰه وبحمده، سبحان اللّٰه العظیم "
بخاری ۹/ ۱۹۹ مسلم ۸/ ۷۰

(۳) حدیث میں ہے، جس کسی نے "استغفراللّٰه العظیم الذی لااله الاهو الحی القیوم واتوب الیه " کہا اسکی مغفرت ہوجاتی ہے اگرچہ وہ میدان جھاد سے فرار ہوا ہو .

(۴) اسکی دلیل صحیحین کی یہ حدیث ہے، جس کسی نے "لا اله الااللّٰه وحده لاشریک له، له الملک وله الحمد وهو علی کل شی ء قدیر" دن میں سو مرتبہ کہے تو اسے دس غلام آزادکرنے کا ثواب ملتا ہے اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں،اور شیطان کے شر سے اس دن محفوظ ہوجاتا ہے اور کوئی شخص اس سے اچھے عمل والا نہیں ہوتا الا کہ وہ اس سے زیادہ اچھے عمل کرے .

(۷) یہ دعا " **ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار"** پڑھنا

(۸) قرآن کریم کی تلاوت کرنا (۱)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا (۲)

(۱۰) **امر بالمعروف** (یعنی نیکیوں کا حکم کرنا) اور **نہی عن المنکر** (برائیوں سے منع کرنا)

(۱۱) "اسلامی سلام" **السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ**" کہنا .

یہ چند اقوال وکلمات ہیں جو درحقیقت عبادات ہیں اس کے کرنے والے کو اجر وثواب دیا جاتا ہے، اور جس سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور قلب کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے .

اس کے علاوہ کچھ ایسے اقوال وکلمات ہیں جس کو نہ کہنے وبولنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے ، وہ مندرجہ ذیل ہیں :

---

(۱) حدیث میں ہے قرآن کی تلاوت کیا کرو کیونکہ وہ روز قیامت اپنے پڑھنے والے کا سفارشی بن کر آئے گا (رواہ مسلم : ۱۷/۲)

(۲) حدیث صحیح میں ہے جو مجھ پر ایک بار درود وسلام بھیجتا ہے اللہ تعالی اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں (رواہ مسلم : ۷/۱)

(۱) ہر طرح کی دروغ گوئی اور جھوٹ بولنا اور خاص طور سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف افترا پردازی کرنا . (۱)
(۲) مسلمان بھائی کو گالی دینا اور اسکی عیب جوئی کرنا (۲)
(۳) مسلمان کی غیبت وشکایت کرنا (۳)
(۴) چغل خوری اور باتوں کو ادھر ادھر نقل کرنا (۴)

---

(۱) اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے " **ومن أظلم ممن افترى على الله كذبا**" (سورۃ الصف : ۲۰۷)
اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد " جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بات میری طرف منسوب کرے، اسے جہنم اپنا ٹھکانہ بنا لینا چاہیے . (رواہ البخاری : ۱/۳۷ مسلم ۱/۵۴)
(۲) اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے" (رواہ البخاری/۱ ۲۰ ، مسلم ۱/۵۴)
(۳) اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے " **ولايغتب بعضكم بعضا** " (الحجرات : ۱۲) تم میں بعض بعض کی غیبت نہ کرے .
(۴) حدیث میں ہے دو آدمیوں کو عذاب قبر ہورہا تھا ان میں ایک چغل خوری کیا کرتا تھا. بخاری (۱/۶۲)

(۵) مسلمانوں کا استہزاء اور مزاق اڑانا .
(٦) بدگوئی اور فحش کلامی کرنا (۱) .
(۷) جھوٹی گواہی دینا (۲)
(۸) کلمات کفر زبان سے کہنا " جیسے شریعت وسنت یا صاحب شریعت کا مذاق اڑانا.
(۳) (یعنی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کرنا . نعوذ باللہ)
(۹) غیر اللہ کی قسم کھانا (۴)
(۱۰) غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے دعاء کرنا (۵)

---

(۱) صحیح حدیث میں ہے : مؤمن لعن وطعن وفحش کلامی اور بے ہودہ گوی کرنے والا نہیں ہوتا .
(۲) حدیث میں ہے کیا میں تم کو گناہ کبیرہ میں بڑے گناہ کے متعلق نہ بتادوں اور وہ تین ہیں: شرک باللہ کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا (مسلم ۱/۶۴)
(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے " قال اباللّٰه وآياته ورسوله كنتم تستهزؤن" (سورۃ التوبہ : ۶۵) ترجمہ : آپ کہہ دیجیئے کہ اچھا تو تم استہزاء کر رہے ہو اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ .
(۴) حدیث میں ہے : جس کسی نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا (الترمذی : ۰۴/۱۱۰)
(۵) ارشاد باری ہے " فلا تدعوا مع الله احداً (الجن ۱۸) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو .

ج ۔ فعلی عبادتیں :

وہ افعال واعمال جسے اللہ تعالی نے عبادت قرار دیتے ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرنے کا حکم دیا ہے وہ قولی عبادتوں کی طرح بے شمار ہیں، ان اعمال وافعال میں بعض کئے جاتے ہیں اور بعض ترک کئے جاتے ہیں .

وہ افعال واعمال جو انجام دیئے جاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) نماز پڑھنا جو تمام فرائض ونوافل مین سب سے عظیم عبادت وعمل ہے .

(۲) بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنا .

(۳) اللہ کے راستہ میں جھاد اور سرحدوں کی نگرانی کرنا.

(۴) زکاۃ اور دوسرے صدقات وخیرات ادا کرنا .

(۵) صلہ رحمی کرنا یعنی رشتہ داروں کی زیارت اور انکے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنا .

(۶) مہمان نوازی اور اس کا اعزاز واکرام کرنا. (۱)

(۷) عمومی کار خیر کرنا (۲)

---

(۱) حدیث میں ہے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے (رواہ البخاری ۸/ ۱۳ و مسلم : ۱/ ۴۹)

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :" **وافعلوا الخير لعلكم تفلحون** " (الحج : ۷۷) کار خیر کیا کرو تاکہ تم لوگ فلاح پاجاؤ .

(د) وہ افعال جن کا ترک کرنا عبادت ہے :

وہ افعال جنہیں ترک کرنے کا حکم ہوا وہ بھی بہت زیادہ ہیں .

ان سے مراد وہ ساری حرام کردہ چیزیں ہیں، چاہے وہ قلبی افعال ہوں یا وہ جو اعضاء وجوارح سے کیئے جاتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں .

(۱) والدین کی نافرمانی کرنا :

(۲) زنا کرنا،اس میں اجنبی عورت کو دیکھنا، اس سے مصافحہ کرنا اور چھونا اور تہمت لگانا بھی شامل ہے .

(۳) سود خوری کرنا .

(۴) یتیم کا مال کھا جانا.

(۵) جوا وقمار بازی کرنا .

(۶) چوری کرنا .

(۷) شراب وسگریٹ نوشی کرنا .

(۸) تصویر بنانا یا کھینچنا . (۱)

(۹) ظلم وستم کرنا یعنی ہر طرح کی نا انصافی کرنا . (۲)

---

(۱) حدیث میں ہے : اللہ تعالیٰ تصویر کشی کرنے والوں پر لعنت فرماتا ہے . (بخاری ۷/ ۷۹)

(۲) حدیث میں ہے : ظلم سے اجتناب کرو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی . مسلم : ۸/ ۱۸

(۱۰) حرام وباطل چیزوں کو سننا، اور گانے اور موسیقی وغیرہ سے لطف اندوز ہونا (۱).

وہ قلبی اعمال جنھیں ترک کرنے کا حکم ہوا ہے، یہ ہیں .

(۱) تکبر وغرور کرنا، یعنی حق کا دبانا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے. (۲)

(۲) خود پسندی اور اس کے مطابق لوگوں سے رویہ رکھنا. (۳)

(۳) لوگوں سے حسد کرنا (۴)

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئولا" (الاسراء : ۳۶) ترجمہ :بیشک کان اور آنکھ اور دل ان کی پوچھ ہر شخص سے ہوگی .

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر وغرور ہوگا (رواہ مسلم : ۱/۶۵)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے فرمایا " ایک شخص ایک جوڑا پہن کر خود پسندی کی حالت میں تکبر سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین کے اندر دھنسادیا، وہ زمین میں قیامت تک دھنستا چلاجائے گا. (بخاری ۴ : ۲۱۵ و مسلم ۶ : ۱۴۸)

(۴) حضرت ابو ھریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تم لوگ حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے " ابن ماجہ : صفحہ : ۱۸۰۸ ابو داؤود : ۲/ ۵۴۳

(۴) مسلمانوں سے کدورت رکھنا . (۱)

(۵) نیک لوگوں سے بغض رکھنا (۲)

(۶) ظالم وشری وفسادی اور کافر وفاسق وفاجر لوگوں سے محبت وتعلق رکھنا (۳)

(۷) مسلمانوں کے خلاف سازش کرنا اور ان کے لئے بدخواہ ہونا (۴)

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے " **ربنا لاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا** "
ترجمہ : اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے خلاف کدورت نہ پیدا کر.
(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
" ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو، اور بے رخی مت کرو، اور ایک دوسرے کا بائیکاٹ نہ کرو، بلکہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق ہو جائے" بخاری : ۸/ ۲۳ ، ومسلم : ۸/۸
(۳) کیوں کہ ایمان کی علامتوں میں ایک یہ ہے جس کو اللہ تعالی پسند کرے وہ بھی اسے پسند کرے اور جس کو اللہ تعالی ناپسند کرے وہ بھی اسے ناپسند کرے.
اور اللہ تعالی ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور فساد کرنے والوں کو بھی پسند نہیں فرماتا.
(۴) اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے " **والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملو بهتاناً واثماً مبيناً** " (الاحزاب : ۵۸)
ترجمہ : اور جو لوگ ایذا پہنچاتے رہتے ہیں ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بدون اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ہو تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار اٹھاتے ہیں .
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے (مسلم ۶۹/۱)
اور ارشاد ہے : کسی آدمی کے برے ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل سمجھے" مسلم ۱۱/۸

خاتون اسلام کا احسان

احسان، دین اسلام کا ایک تہائی حصہ ہے کیوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کے متعلق پوچھا گیا تو آپنے جواب میں ارشاد فرمایا کہ، وہ ایمان، اسلام اور احسان کا نام ہے (۱) آپ نے ایمان واسلام کے بارے میں جان لیا ہے، اب دین اسلام کے تیسرے حصہ احسان کے متعلق ھم کچھ عرض کررہے ہیں اور آپ اپنے ایمان کی تکمیل کرتے ہوئے اس کے مطابق اپنے قول وعمل کو ڈھالئے تاکہ دنیا آخرت کی سعادت حاصل کیجئے :

احسان : لغوی اعتبار سے اساء ت کی ضد ہے، احسان کرنا واجب اور اساء ت (نقصان پہونچانا) حرام ہے، اللہ تعالی نے احسان اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور احسان کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے (۲) اور اپنی معیت کی خبر دی ہے .

---

(۱) حدیث جبریل کی طرف اشارہ ہے جسے حضرت عمرؓ نے روایت کیا ہے :
مسلم : ۱/۲۸، ۲۹

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے " وأحسنوا إن اللّٰه يحب المحسنين " (المائدہ: ۹۳)
مزید فرمایا " ان اللّٰه مع الذين اتقوا والذين هم محسنون " (النحل : ۱۲۸)
ترجمہ : بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں، اور جو لوگ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں.

اساء ت کی طرح احسان بھی عقیدہ وقول و عمل سبھی میں حاصل ہوتا ہے اور آپ یہ مقام احسان اسی وقت حاصل کرسکتی ہیں جب آپ اللہ تعالی کی ذات وصفات کا تہہ دل سے ہمہ وقت دھیان رکھیں، اور اپنے ھر قول وفعل کیوقت یہ تصور کریں کہ آپ اللہ تعالی کے سامنے ہیں اور اس کو دیکھ رھی ہیں یا کم از کم وہ آپ کو دیکھ رہاہے اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے جواب میں یہ فرمایا تھا :

" احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے (رواہ مسلم ۱ : ۲۹)

یعنی بندہ جب عبادت کرتا ہے تو ان دو حالتوں میں سے اسکی ایک حالت ہوتی ہے یا تو اللہ تعالی کے شدت استحضار کیوجہ سے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے، اور یا اس کا احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہے ہیں، اوران دونوں کیفیات کیوجہ سے بندہ اپنے قول وفعل کو بہتر سے بہتر کرتا ہے اور اس کی ادائیگی اچھی طرح سے کرتا ہے تاکہ خاطر خواہ نتائج بر آمد ہوں .

اگر آپ اھل احسان میں سے ہونا چاہتی ہیں تو آپ اللہ تعالی کو تمام حالات میں یاد رکھیں، جب سوچتی ہوں، اور جب بولتی ہوں اور جب کوئی کام کرتی ہوں، اور اس کے نتیجہ میں آپ کے تمام اقوال واعمال صالح اور نافع ہوں گے .

یاد رکھیے کہ آپ کا کوئی قول وعمل اسوقت تک معتبر ومقبول نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کے لئے نہ کیا گیا ہوگا، اور اسی کو دوسرے الفاظ میں " اخلاص " کہتے ہیں . (۱)

اور ان تمام اقوال واعمال کو سیکھیے جو اللہ تعالی کے یہاں مقبول اور محبوب ہیں اور اسی طرح اس کی ادائیگی کی کیفیت وطریقے کا علم حاصل کیجئے تاکہ اسے صحیح طریقے سے ادا کرسکیں .

اسی وجہ سے علم کا حصول قول وعمل سے پہلے واجب ہے .اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں .

" **فاعلم انه لا اله الاالله** " (سورہ محمد : ۱۹)

ترجمہ : تو آپ یقین کیجئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں .

---

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے " **الا لله الدين الخالص** (الزمر : ۳)

ارشاد ہے " **وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين** (الزمر : ۵)

ارشاد ہے " **فادعوا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون** (غافر : ۱۴)

دعاء دین کا ایک حصہ ہے، جس نے غیر اللہ سے دعا کرکے شرک کا ارتکاب کیا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، اس لئے آپ بھی دعاؤں اور تمام عبادتوں میں شرک سے اجتناب کیجئے اور اپنے تمام اعمال صالحہ کو اللہ تعالی کی رضا کے لئے خالص کیجئے .

امام بخاری نے یہ باب قائم کیا ہے " **العلم قبل القول والعمل**" یعنی علم کا سیکھنا قول و عمل سے قبل ہوتا ہے . (بخاری : ۲۷/۱)
اسی اصول کے پیش نظر ہم نے یہ کتاب تصنیف کی ہے ، تاکہ ایک مسلمان خاتون کو جن عقائد، اور اقوال واعمال کی معرفت حاصل کرنا اور جن اقوال واعمال سے اجتناب کرنا ضروری ہے انھیں بیان اور واضح کردیا جائے . جس کی قدرے وضاحت ہوچکی ہے .اس وضاحت کے بعد ہم قولی اور عملی عبادات کی کیفیات اور اسلامی اخلاق و آداب وعادات کی تفصیلات بیان کرتے ہیں

لہٰذا ہم سب سے پہلے دین اسلام کی سب سے اہم عبادت اور اساس نماز اور اس کے بعد دوسرے آداب واصول واخلاق کو بیان کریں گے جن کا ہر مسلمان کو اختیار کرنا واجب ہے .
ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو اسے سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ دنیا و آخرت میں سعادت سے مشرف ہوں .

طہارت کا بیان :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی نماز طہارت کے بغیر قبول نہیں کی جاتی . (بخاری ۱/۴۵ ، مسلم : ۱/۱۴۰)

اور طہارت دو طرح کی ہوتی ہے "باطنی طہارت " اور " ظاہری طہارت" ظاہری طہارت تین طرح کی ہوتی ہے :

(۱) بدن کی طہارت

(۲) کپڑے کی طہارت

(۳) جگہ کی طہارت

باطنی طہارت :

باطنی طہارت کے معنی یہ ہیں کہ نمازی کا قلب مندرجہ ذیل چیزوں سے پاک وصاف ہو :

(۱) شک وشبہات رکھنا : (۱) جس کے معنی تردد اور عدم یقین کے ہیں یعنی اللہ

---

(۱) دینی اصول میں شک وشبہ کرنا کفر سمجھا جاتا ہے، اللہ تعالی کے وجود یا آخرت میں حشر ونشر اور جزا وسزا کے بارے میں شک وشبہ رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کی کوئی عبادت قبول نہیں کی جاتی تا آنکہ وہ مسلمان ہوجائے اور اس پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے .

تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق غیریقینی کیفیت میں ہونا، یا ارکان ایمان اورتمام غیبی باتوں کے متعلق جس کی اللہ تعالی نے، یا قرآن کریم نے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر ونشر اور حساب وکتاب ، جزا وسزا، جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کی خبر دی ہے شک وشبہ رکھنا.

(۲) نفاق اختیار کرنا : جس کے معنی ایمان کو ظاہر کرنا اور کفر کو چھپانا ہے اور منافق (۱) کی تین علامتیں ہیں، وعدہ خلافی کرنا، عہدوپیمان کو توڑنا، امانت میں خیانت کرنا.

(۳) شرک کرنا : جس کے معنی یہ ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے، خواہ یہ عبادت دعاء اور استغاثہ یا ذبح اور نذر اور خوف وطمع اور رغبت یا قسم سے کی جائے . (۲)

(۴) ریاکاری : یعنی وہ عبادتیں جسے اللہ تعالی نے مشروع فرمائی ہیں اور مسلمان اسے عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں، وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے کی جائے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں یااس کی مذمت سے گریز کریں، اور اس طرح کی

---

(۱) حدیث میں ہے : منافق کی تین علامتیں ہیں، جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، اور جب وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا، اور جب امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے (بخاری : ۱ /۱۶ ومسلم : ۱/ ۵۶)

(۲) حدیث میں ہے : جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اس نے شرک کیا، ترمذی : ۴/ ۱۱۰ - احمد ۱/ ۴۷ ابن عمر رضی اللہ عنھا سے مروی ہے .

" ریاکاری شرک اصغر کی ایک قسم ہے، حدیث میں ہے :
" تم لوگ شرک اصغر سے اجتناب کرو، صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول شرک اصغر کیا ہے، ارشاد فرمایا : ریاکاری (۱)

(۵) تکبر کرنا : یعنی حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھنا، حدیث میں ہے " وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا" (مسلم : ۱/۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبر کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ ؐنے فرمایا " تکبر حق کو دبانا اور لوگوں کو ذلیل کرنا ہے" (ابوداؤد ۲/ ۳۸۱/ ترمذی : ۴/ ۳۶۱)

(۶) حسد کرنا : یعنی کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کے متعلق یہ خواہش رکھنا کہ اس کی نعمت ختم ہوجائے چاہے اسے حاصل ہو یا نہ ہو، یہ در حقیقت اللہ تعالی کا اپنی مخلوق میں تصرفات کرنے پر اعتراض کرنا ہے، اسی لئے اس مرض کو بڑے گناہوں میں شمار کیا جاتا ہے، اور ایسا شخص کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا اور حکمت پر مبنی ایک مقولہ ہے " **الحسود لا یسود**" یعنی حسد کرنے والا کبھی آسودہ وکامیاب نہیں ہوتا (۲)

---

(۱) ایک حدیث میں ہے " مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے، عرض کیا گیا، شرک اصغر کیا ہے ؟ فرمایا " ریاکاری " (احمد : ۵/ ۴۲۸)

(۲) صحیح حدیث میں ہے : ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، یہ ایسی ممانعت ہے جسے حرام کہا جاتا ہے

(۷) حقد رکھنا : یعنی کسی مسلمان بھائی سے عداوت پر کمربستہ ہوجانا اور اس کا مسلسل بدخواہ رہنا.

(۸) بغض رکھنا : یعنی کسی مسلمان سے بغض وعداوت رکھنا اور اس سے ہمیشہ ناراض رہنا.

(۹) بخیل ہونا : یعنی کارخیر یا نیکی کے کاموں میں بخل کرنا، اچھی چیزوں کو اپنے لئے پسند کرنا اور دوسروں کے لئے ہاتھ روکے رکھنا. (۱)

(۱۰) خودپسندی : یعنی کسی شخص کا خود پسند ہونا، اوراپنے قول وفعل کو معیاری سمجھنا اور دوسرے پر ترجیح دینا، یہ دلوں کے خطرناک امراض میں شمار ہوتا ہے (اس سے بہت کم لوگ محفوظ ہوتے ہیں) اور اس مرض کا شکار شفایاب کم ہی ہوتا ہے.

---

(۱) حدیث میں ہے : ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہیں، اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کیا ہے (مسلم : ۱۸/۸)

ظاہری طہارت :

وہ بدن اور کپڑے اور جگہ کی طہارت سے حاصل ہوتی ہے .

بدن کی طہارت :

بدن کا پیشاب وپائخانے اور خون سے پاک وصاف ہونا ہے، اور مسلمان عورت پیشاب وپائخانے سے فارغ ہونے کے بعد پانی سے استنجاء (۱) اور اپنی شرمگاہ کو دھویا کرے، اور اگر پانی نہ دستیاب ہو تو پتھر یا کاغذ یا پرانے کپڑے سے تین مرتبہ صفائی حاصل کرے . (۲) تا آنکہ آخری مرتبہ یہ کپڑا یا پتھر یا

---

(۱) قضائے حاجات کا مسنون طریقہ یہ ہے :

(۱) قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے .

(۲) بیت الخلاء میں پہلے بایاں پیر داخل کرے اور جب وہاں سے نکلے تو دایاں پیر پہلے نکالے اور داخل ہوتے وقت بسم اللہ اور نکلنے کے بعد الحمداللہ کہے .

(۳) گوبر اور ہڈی سے استنجاء (پاکی) حاصل نہ کرے کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے

(۲) طاق عدد یعنی تین یا پانچ یا سات عدد پتھر استعمال کرنا مستحب ہے .

کاغذ صاف ستھرا بر آمد ہوجائے . (۱)

آپ ہمیشہ اس کا اہتمام کیجئے کہ آپ کے جسم کو کوئی نجاست جیسے پیشاب اور پائخانہ یا خون نہ لگے . اور اگر کبھی لگ جائے تو فوراً پاک پانی سے اسے دھودیجئے جس سے وہ نجاست زائل ہوجائے گی .

پاک پانی :

وہ ہے جو اپنی اصل خلقت پر باقی رہے . جس کا رنگ اورذائقہ اور بو، کسی دوسری چیز کے مل جانے سے بدل نہ جائے، جیسے کنویں، اور نہروں، اور سمندروں کا پانی ہوتا ہے .

اسی طرح بدن کی طھارت، حدث اصغر، اور حدث اکبرسے فارغ ہونے کے بعد حاصل کی جاتی ہے .

حدث اصغر : اسے کہتے ہیں جس سے وضوء واجب ہوتا ہے .

حدث اکبر : اسے کہتے ہیں جس سے غسل واجب ہوتا ہے .

---

(۱) مذکورہ بالاتینوں چیزوں اور پانی دونوں کیساتھ صفائی حاصل کرنا مستحب ہے، ورنہ ہر ایک سے تنہا طھارت حاصل ہوجاتی ہے، حالانکہ پانی سے صفائی وپاکیزگی زیادہ حاصل ہوجاتی ہے . لیکن جمع کرلینا زیادہ بہتر ہے .

وضوء کا طریقہ : جب کوئی مسلمان عورت وضوء کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے حدث اصغر کے ازالہ کی نیت کرے، پھر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کہے، اور برتن میں اپنا ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے تین بار دھوئے، پھر تین بار کلی کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈالے، اور پھر تین مرتبہ چہرہ دھوئے اور پھر تین تین مرتبہ پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں تک دھوئے اور پھر اپنے سر کا کان سمیت ایک مرتبہ مسح کرے اور پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پیر کو تین تین مرتبہ یا اس سے زیادہ دھوئے تاکہ پانی سارے حصوں میں پہنچ جائے اور ناپاکی سے اچھی طرح طہارت حاصل ہوجائے (۱)

(۱) سبیلین سے نکلنے والی چیزیں، جیسے پیشاب ، پاخانہ ، ھوا ، مذی . (۲)

(۲) گہری نیند سے سو جانا اگرچہ وہ بیٹھے یا ٹیک لگائے ہوئے ہو، اور اگر لیٹی ہوئی ہے تو ہلکی نیند بھی ناقض وضوء ہے .

---

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ سے مروی صحیح حدیث میں وضوء کا طریقہ اسی طرح مذکور ہے جس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اسطرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے (بخاری ۱ / ۵۱ ، مسلم ۱/ ۱۴)

(۲) ہوا خارج ہونے سے استنجاء نہیں کیا جاتا، استنجاء تو پیشاب اور پاخانے سے فارغ ہونیکے بعد کیا جاتا ہے .

نواقض وضوء : وضوء کو توڑنے والی مندرجہ ذیل چیزیں ہیں .

(۴) اپنی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کے ہاتھ سے چھولینا. (۱)

مذکورہ بالا چیزوں میں سے کسی کا اگر وضوء ٹوٹ گیا تو اسے نماز پڑھنا اور طواف کرنا اور قرآن کا چھونا جائز نہیں ، تا آنکہ وہ دوبارہ وضوء کرلے .

غسل کا طریقہ :

جب کوئی مسلمان عورت غسل کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے حدث اکبر سے ازالہ کی نیت کرے. پھر **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** کہے، پھر اپنی ہتھیلی پر پانی ڈالکر تین مرتبہ اچھی طرح دھوئے، پھر مکمل وضوء کرے ، پھر اپنے سر کا تین مرتبہ خلال کرے (یعنی پانی ڈال کر انگلیوں سے بالوں کی جڑوں تک پہنچائے) پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے اور کانوں کو اندرونی اور ظاہری حصوں سمیت دھوئے، پھر دائیں جانب سر سے پیر تک اور اسی طرح اس کے بعد بائیں جانب پانی ڈالے، اور ان جگھوں پر بھی پانی پہنچائے.جہاں

---

(۱) حدیث میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"جس شخص نے اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھولیا، اس پر وضو کرنا واجب ہوگیا"

(جامع الاصول : ۷/۲۰۸)

ایک اور حدیث میں ہے: جس نے اپنا عضو تناسل چھولیا، اسے چاہیے کہ وضوء کرے۔

(موطا امام مالک : ۱/۴۲) (وابو داؤد ۱/ ۴۱)

عام طور پر پانی نہیں پہنچ پاتا، جیسے ناف اور دونوں بغل اور دونوں گھٹنوں کے اندرونی حصے تک . (۱) جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے وہ یہ ہیں .

(۱) جنابت : جماع کرنے سے غسل واجب ہوتا ہے جب دونوں شرمگاہ مل جائیں چاہے انزال ہو یا نہ ہو (۲)

(۲) احتلام : حالت نیند میں کوئی جب یہ دیکھے کہ وہ جماع کررہی ہے اور منی نکل آئے تو غسل واجب ہوجاتا ہے . اور اگر منی کا انزال نہ ہو تو غسل کرنا واجب نہیں . (۳)

(۳) حیض ونفاس کے خون کے منقطع ہونے کے بعد غسل واجب ہوجاتا ہے . (۴)

---

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی اسی طرح کی کیفیت مروی ہے، جسے اصحاب صحاح وسنن نے روایت کیا ہے .

(۲) حدیث میں ہے " جب دونوں شرمگاہ مل جائیں تو غسل واجب ہوگیا"

(بخاری : ۱/ ۷۳ ، مسلم : ۱/ ۱۸٦)

(۳) ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا " اگر کبھی عورت کو احتلام ہوجائے تواس کو غسل کرنا واجب ہے تو آپ نے فرمایا اگر منی دیکھے "

(بخاری ۱/ ۴۳ ، مسلم ۱/ ۱۷۲)

(۴) حیض ونفاس کے خون کے بند ہونے کی یہ علامت ہے کہ شرمگاہ میں روئی وغیرہ جیسی کوئی چیز داخل کی جائے تو وہ خشک برآمد ہو، یا خون بالکل سفید سائل ہوجائے جو حیض کے آخری ایام میں نکلتا ہے . اور یہ سب سے اچھی علامت ہے کیونکہ اسکے بعد خون نہیں آتا، برخلاف خشکی دیکھنے کے کیونکہ بسا اوقات اس کے بعد بھی خون آجاتا ہے .

تیمم کا بیان

جب کسی مسلمان خاتون کو وضوء یا غسل کرنے کے لئے پاک وصاف (۱) پانی دستیاب نہ ہوسکے یا دستیاب ہولیکن کسی مرض یا زخم وغیرہ کی وجہ سے اس کے استعمال پر قادر نہ ہو، یاپانی ٹھنڈا اور موسم بہت سردہو اور اسے گرم کرنے کی سہولت میسر نہ ہو، اور اس خاتون پر وضوء یا غسل کرنا واجب ہو تو اسے وضوء و غسل کے بدل کے طورپر تیمم کرنا جائز ہے .

اس کی دلیل اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

" وإن كنتم مرضى. أو على سفر أو جاء أحد منكم من الغائط أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيداً طيّبا فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه، ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن يريد ليطهرّ كم وليتمّ نعمته عليكم لعلكم تشكرون " (۲) المائدہ : ٦

---

(۱) ماء طاھراسے کہتے ہیں جس میں کسی چیز کی آمیزش نے اس کے رنگ، بو، اور ذائقہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کردی ہو، اگر اس کی اصل خلقت پر رہتے ہوئے کچھ تبدیلی آجائے تو وہ پانی بھی پاک ہے جیسے سمندر کا پانی، یا کسی سرخ زمین پر بہنے والا پانی جس کی وجہ سرخی آجائے چونکہ یہ تبدیلی اس کے اصل کی جزء بن چکی ہے .

(۲) سورہ المائدۃ : ٦

ترجمہ : اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے، یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو، بس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیرلیا کرو، اللہ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردے، شاید کہ تم شکر گزار بنو .

تیمم کا طریقہ :

سب سے پہلے حدث اصغر یا حدث اکبر سے ازالہ کی نیت کرے اور پھر تیمم کی ابتدا " **بسم اللہ الرحمن الرحیم**" کہہ کر کرے، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارے، پھر دونوں ہاتھ کو چہرہ پر پھیرے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو ایک دوسرے پر مل لے، اور اس کے بعد مکمل طہارت ہو گئی، اب نماز اور طواف اور قرآن کی تلاوت کر سکتی ہیں .

تیمم ان تمام چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے جو ناقض وضوء ہیں اس کے علاوہ نماز شروع کرنے سے پہلے اگر پانی دستیاب ہوجائے تو تیمم ختم ہوجاتا ہے .
(یعنی آب آمد تیمم برخواست)

حیض ونفاس کے مسائل

حیض ونفاس کے کچھ مخصوص شرعی مسائل ہیں جن کا ہر مسلمان خاتون کو جاننا ضروری ہے .

الف ۔ حیض :

رحم سے نکلنے والے اس خون کو کہتے ہیں جو عام طور پر شکم میں بچہ نہ ہونے کی شکل میں نکلتا ہے جو سیاہی مائل سرخ رنگ کا ہوتا ہے، بسا اوقات اس میں بدلو ہوا کرتی ہے، حیض کی کم سے کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے .

حیض کے سلسلے میں عورتوں کے تین حالات ہیں :

ا ۔ مبتدء ۃ : یعنی وہ عورت جسے حیض پہلی مرتبہ آئے، چنانچہ اس کا حکم یہ ہے کہ خون دیکھنے کے بعد وہ اپنے کو حائضہ سمجھے اور نماز اور ہمبستری، اور قرات قرآن ، اور مسجدوں میں جانا چھوڑ دے تا آنکہ خون کے منقطع ہونے کے بعد پاک وصاف ہوجائے ، جسے عام طور سے خشکی سے تعبیر کرتے ہیں یعنی عورت کسی روئی یا کپڑے کو شرمگاہ میں ڈال کر دیکھے اگر اس میں خون کی تری باقی نہیں ہے اور وہ بالکل صاف وسفید تری کے ساتھ بر آمد ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ حیض کا خون منقطع ہو چکا ہے .

بسا اوقات اس طرح کی عورتوں کا خون ایک یا دو یا تین دن میں بند ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ پندرہ دن تک جاری رہ کر بند ہوتا ہے، لہذا جب بھی خون بند ہوجائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہوگا، لہذا وہ غسل کرے اور نماز پڑھے جماع (۱) وغیرہ جو چیزیں حیض کی وجہ سے ممنوع تھیں وہ اس کے لئے کرنا جائز ہو جائے گا۔

۲۔ معتادہ : یعنی وہ عورت جس کے ہر ماہ حیض کے ایام متعین ہوں، چاہے یہ ایک دن ہو یا اس سے زیادہ، پندرہ دن کے اندر تک ہوں، لہذا اس قسم کی عورتیں اپنی ماہواری کے ایام میں نماز اور جماع اور دوسری ممنوعات چھوڑ دیں گی، اور جب یہ ماہواری کے متعین ایام گزر جائیں اور خون بند ہو جائے تو وہ غسل کرے اور نماز وغیرہ ادا کرے ، اس مکمل طہارت کے بعد جو خشکی اور سفیدی کے دیکھنے کے بعد حاصل ہوئی ہو، زرد یا گندلے رنگ کا خون دیکھے تو اس کی کوئی پرواہ نہ کرے، حضرت ام عطیہ صحابیہؓ فرماتی ہیں کہ " ہم لوگ طہارت کے بعد زردی اور گندلے رنگ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے "

---

(۱) جماع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر ہو اور وہ جماع کرنا چاہتا ہو تو اسے ایسا کرنا جائز ہوگا، اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ طہارت کے بعد جماع کرنا ضروری ہے، یا کوئی عبادت ہے، محض یہ بتانا مقصود ہے کہ حیض کی وجہ سے جو جماع ممنوع تھا وہ حیض کے ختم ہونے کے بعد وہ ممنوع چیز جائز ہوجائے گی۔

اگر متعین ایام ماہواری سے قبل ہی خون بند ہو گیا اور اس نے غسل کرلیا اور پھر دوبارہ خون آنا شروع ہوگیا تو وہ نماز وغیرہ پڑھنے سے رک جائے اور اپنے کو حائضہ سمجھے اور پھر جب متعین ایام ماہواری پورے ہوجانے کے بعد خون بند ہوجائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے، اب اگر اس کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کا خون دیکھے تو اس کی پرواہ نہ کرے کیونکہ اب وہ پاک وصاف ہو چکی ہے.

۳ ۔ مستحاضہ : اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون بغیر انقطاع کے مسلسل آتا ہو، ایسی عورت کو کیا کرنا چاہئے قدرے تفصیل ہے، اگر استحاضہ کے مرض لاحق ہونے سے پہلے کوئی متعین عادت رہی ہو جسے وہ ہر ماہ جانتی تھی تو ان ایام میں نماز وغیرہ سے رک جائے گی اور جب وہ گزرجائیں تو غسل کرکے نماز ادا کرے گی، اور ان تمام ممنوعات کو کرنا شروع کردے گی جو ایام ماہواری کی وجہ سے ممنوع تھے. اگر کوئی متعین عادت نہ رہی ہو یا رہی ہو لیکن وہ بھول گئی ہو تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ خون کب سرخی سے سیاہی میں یا معمولی سرخی سے گاڑھے پن میں تبدیل ہورہا ہے، جب وہ یہ تبدیلی محسوس کرلے تو اپنے کو حائضہ سمجھے اور نماز وغیرہ ترک کردے اور جب یہ یقین ہوجائے کہ وہ اپنی سابقہ حالت میں واپس ہوگئی تو غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کردے .

اگر اس کے خون میں کوئی تبدیلی ہی نہ پیدا ہو تو عمومی طور پر جو ماہواری کے ایام ہوتے ہیں (۱) ان میں وہ نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے، اور نہ جماع کرے، اور جب یہ ایام پورے ہوجائیں تو غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کردے، کیونکہ وہ اب دوسرے ماہ کے شروع تک طاہرہ سمجھی جائے گی . (۲)

---

(۱) حیض کی عام طور پر مدت ، چھ یا سات دن ہوتی ہے .

(۲) اس مسئلہ کی دلیل ابوداؤد (۱ / ۶۲) اور نسائی (۱ / ۱۰۲) میں مروی یہ حدیث ہے جس کی سند حسن ہے " ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فتوی پوچھا کہ ایک عورت کو مسلسل خون آرہا ہے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کے لاحق ہونے سے پہلے ان دنوں اور راتوں کو دیکھے کہ کتنے دن اسے ماہواری آتی تھی، لہٰذا ان کے حساب سے نماز چھوڑ دے اور جب وہ پورے ہوجائیں تو وہ غسل کرے اور لنگوٹی باندھ لے اور پھر نماز پڑھے .

یہ حدیث اس مستحاضہ کے سلسلہ میں دلیل ہے جسکی کوئی عادت رہی ہو .

اور رہا اس مستحاضہ کا مسئلہ جس کی متعین عادت نہ رہی ہو تو وہ حیض کی عمومی مدت کے بقدر ہر ماہ حیض کا شمار کرے گی اور اس کو پورا کر لینے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے، اس کی دلیل حضرت فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ : حیض کا خون جب سیاہ ہوجائے تو نماز سے رک جائے اور اگر اس کے علاوہ ہو تو وضوء کرے (یعنی غسل کے بعد) اور نماز پڑھے، اس لئے کہ وہ رگ کا خون ہے . (رواہ ابو داؤد ۱ / ۶۶ اور نسائی ۱ / ۱۰۲)

(ب) نفاس :

اس خون کو کہتے ہیں جو ولادت کے فوراً بعد یا اس سے ایک دو دن پہلے نکلتا ہے اس میں بھی حیض والی پابندیاں عائد رہیں گی، تا آنکہ اس کا خون آنا بند ہوجائے اگر ولادت کے ایک یا اس سے زیادہ دنوں کے بعد یہ خون آنا بند ہوجائے تو غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کردے کیونکہ وہ پاک وصاف ہوگئی ہے . اور اگر خون جاری رہے تو نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے کیونکہ وہ حالت نفاس میں ہے، اگر چالیس دن سے پہلے بند ہوجائے تو طہارت حاصل کرلے گی، ورنہ چالیس دن مکمل کرنے کے بعد غسل کرکے نماز وغیرہ شروع کردے اگرچہ اس کے بعد بھی خون آئے (وہ نفاس کا نہیں ہے) یہ عورت کے دینی لحاظ سے زیادہ محتاط طریقہ ہے، بجائے اس کے کہ ساٹھ (۱) دنوں تک اس کے انقطاع کا انتظار کرے جو بعض اہل علم کے یہاں اکثر مدتِ نفاس ہے .

---

(۱) نفاس کی اکثر مدت مالکی وشافعی فقہاء نے ساٹھ دن مقرر کی ہے .

ممنوعات حیض ونفاس :

حیض ونفاس کے دوران بعض چیزوں کا انجام دینا ممنوع ہے جو مندرجہ ذیل ہیں .

۱ ۔ نماز پڑھنا، خواہ فرض نماز ہو یا نفل .

۲ ۔ روزہ رکھنا، مگر رمضان کے وہ روزے جو حیض ونفاس کی وجہ سے نہ رکھے تھے ان کی رمضان کے بعد حالت پاکیزگی میں قضاء کرنا واجب ہے . البتہ نماز کی قضاء نہیں ہے .

(۳) مسجد میں داخل ہونا، حدیث میں ہے کہ ، میں مسجد میں حیض ونفاس والی عورت کے داخلہ کو جائز نہیں قرار دیتا. (رواہ ابو داؤد/۱ ۵۳، ابن ماجہ صفحہ ۲۱۲)

(۴) قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اگر قرآن کے بعض حفظ کردہ حصے کو بھول جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے .

(۵) طواف کرنا " خواہ یہ حج یا عمرہ یا نفل طواف ہو، کیونکہ مسجد حرام میں عورت کا اس حالت مین داخل ہونا ممنوع ہے، مزید طواف کے لئے طھارت شرط ہے "

مسلمان عورت جب ماہواری کے آخری ایام میں ہو تو طلوع فجر سے پہلے رات ہی سے اپنا جائزہ لے اگر اس نے پاکیزگی محسوس کی تو غسل کرے اور مغرب کی اور عشاء کی نماز ادا کرے. اور اسی طرح طلوع آفتاب سے پہلے جائزہ لے اگر اس نے پاکیزگی اور صفائی دیکھی تو غسل کر کے فجر کی نماز ادا کرے اور غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے دیکھے اگر اس نے پاکیزگی محسوس کرلی تو

غسل کر کے ظہر وعصر کی نماز ادا کرے. (۱)
اسی طرح دن ورات کے کسی وقت بھی عورت پاک وصاف ہوجائے تو فورا غسل کرے اگر کسی نماز کا صرف اتنا وقت باقی ہو جس میں صرف ایک رکعت نماز ادا کر سکے گی تو وہ نماز اس پر واجب ہے ورنہ اس پر اداءً وقضاءً کوئی نماز ادا کرنا ضروری نہیں ہے.

---

(۱) یہ مؤلف کی اپنی رائے ہے ورنہ جمہور علماء کے نزدیک طہارت سے قبل کی نماز کی ادائیگی ضروری نہیں ہے. (مترجم)

نماز کا بیان

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے . نماز کا اول وقت میں ادا کرنا افضل ترین عمل ہے، اور اس کا چھوڑدینا کفر ہے (۱) نماز کا ان کے اوقات میں قائم کرنا باعث ایمان اور اس میں کوتاہی وسستی کرنا اللہ تعالی کی ناراضگی کا موجب ہے اوراس کی پابندی سے ادائیگی حصول جنت کا سبب ہے . اور نماز کی درستگی کی شرطوں میں سے ایک شرط وہ طھارت ہے جس کی معلومات آپ نے گزشتہ صفحات سے حاصل کرلی ہے،اور باقی دوسری شرطیں مندرجہ ذیل ہیں .

شرائط نماز :

(۱) ستر پوشی کرنا، یعنی عورت نماز میں سر سے پیر تک ڈھکی ہوئی ہو، اگر اس نے سر یا گردن یا سینہ یا دونوں بازو یا دونوں پنڈلیوں کو کھول کر نمازادا کی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی .

---

(۱) صحیح حدیث میں ہے : آدمی اور شرک وکفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے .
(رواہ مسلم : ۱/ ۶۲)

ایک دوسری حدیث میں ہے، ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے جس نے نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا" (رواہ نسائی ۱/ ۱۸۷)

(۲) قبلہ کی طرف منھ کرنا، اگر قبلہ کا صحیح علم ہو تو،اس کی طرف منھ کر کے نماز ادا کرے، ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی، اگر قبلہ کا علم نہ ہو تو جاننے والوں سے دریافت کیا جائے، اگر کوئی بتانے والا نہ ملے تو اپنے اجتہاد اور گمان غالب کی بنیاد پر نمازادا کرے اور آپ کی یہ نماز صحیح ہو گی، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ادشاد ہے ." **فأينما تولوا فثم وجه الله**" (سورہ البقرہ : ۱۱۵)
ترجمہ : جس طرف تم رخ کرو، ادھر اللہ تعالی کا رخ ہے .
(۳) بدن، کپڑے، جگہ، کا پاک وصاف ہونا، جس کی تفصیل گذرچکی ہے .
مذکورہ بالاچیزیں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں تھیں، اس کے علاوہ نماز کے واجب ہونے کی شرطیں ہیں یعنی نماز انسان پر اسوقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک یہ شرطیں نہ پوری ہوجائیں جو یہ ہیں :
(۱) مسلمان ہونا : غیر مسلم سے نماز پڑھنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا تاآنکہ وہ مسلمان نہ ہوجائے اور غیر مسلم نہ تو مومن ہے اور نہ تو موحد بلکہ وہ کافر ومشرک ہے .
(۲) عاقل ہونا : کیونکہ مجنون اور ناعاقل پر نماز واجب نہیں، تاآنکہ وہ شفا یاب ہوجائے (۱)

---

(۱) حدیث میں ہے : تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سونے والے سے تا آنکہ وہ بیدار ہوجائے، اور بچہ سے تا آنکہ وہ بالغ ہوجائے اور مجنون سے تا آنکہ وہ عقل والا ہوجائے (رواہ ابو داؤد ۲ : ۴۵۲ ، ترمذی ۴ : ۳۲)

(۳) بالغ ہونا : یعنی بچہ جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو وہ شرعی طور پر مکلف ہوجائے گا، چنانچہ نماز اس پر واجب ہوجائے گی اور جو شخص اس کی عدم ادائیگی پر اصرار کرے گا اسے موت کی سزا دی جائے گی .

بلوغ کی علامات : بلوغ کی چند علامتیں ہیں، جو لڑکے اور لڑکیوں پر نمودار ہوتی ہیں، جو یہ ہیں :

(۱) حیض آنا : جب لڑکی کو حیض کا خون آجائے تو وہ بالغ سمجھی جائے گی اور اس پر نماز اور دوسری تمام شرعی پابندیاں واجب ہوجائیں گی .

(۲) زیر ناف بال نکل آنا، جب زیر ناف بال نکل آئے وہ بالغ سمجھی جائے گی .

(۳) احتلام ہونا : جس بچے کو احتلام ہوجائے اور منی کا اثر اپنے کپڑے پر دیکھے تو وہ بالغ سمجھا جائے گا .

(۴) اٹھارہ سال کا ہوجانا (۱)

جب لڑکے یا لڑکیوں میں مذکورہ بالا علامتیں نہ پائی جائیں تو وہ مکلف نہیں سمجھے جائیں گے، لہذا انہیں نماز پڑھنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ، البتہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب وہ

---

(۱) یہ سن بلوغ کو پہنچنے کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے . بعض علماء نے پندرہ سال، عمر بتائی ہے، در حقیقت یہ عمومی حالات کاایک اندازہ ہے، یعنی بچہ اس کے بعد ہی بالغ سمجھا جائے گا .

دس سال کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں معمولی سا مارا جائے (۱) اور جب وہ بالغ ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے پر مجبور کیا جائے تاکہ نماز پڑھنے لگیں یا (انکار کرنے پر) کفراً وحداً قتل کیا جائے.

---

(۱) حدیث میں ہے کہ: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب دس سال کے ہوجائیں تو (نہ پڑھنے پر) انکو مارا جائے، اور بستروں پر انھیں علاحدہ کردیا جائے. رواہ احمد: ۲/ ۱۸۰، ۱۸۷

ارکان نماز

نماز کے چند ارکان ہیں جو درحقیقت اس کے فرائض ہیں، جن کی ادائیگی کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، اور اجمالی طور پر اس کی معرفت ضروری ہے تاکہ فرائض اور غیرفرائض میں فرق کیا جاسکے، فرائض نماز کی ادائیگی ضروری ہے ورنہ نماز باطل ہوجائیگی . اور فرائض کے علاوہ واجبات نماز کو اگر بھول کر چھوڑدیا ہو تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے کی جاسکتی ہے .

فرائض نماز مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) نیت کرنا : یعنی نماز کا دل سے ارادہ اور اس کی تعیین کرنا .

(۲) تکبیر تحریمہ کہنا : یعنی سیدھے کھڑے ہوکر " **اللّٰہ اکبر** " کہنا .

(۳) سورہ فاتحہ پڑھنا : " **الحمد للّٰہ رب العالمین** " آخر تک پڑھنا .

(۴) رکوع کرنا : پیٹھ جھکاکر دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے اوپر اعتدال وطمانیت سے رکھنا .

(۵) قومہ کرنا : رکوع سے سیدھے واطمینان سے کھڑا ہونا .

(۶) سجدہ کرنا : پیشانی اور ناک دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو اعتدال واطمینان سے زمین پر رکھنا .

(۷) جلسہ کرنا : اعتدال واطمینان سے سر اٹھانا اور بیٹھنا .

(۸) سلام پھیرنا : تشہد (۱) کے بعد بیٹھے ہوئے " **السلام علیکم ورحمة اللّٰه** " کہنا

یہ نماز کے ارکان وفرائض کا اجمالی تذکرہ تھا اگر ان میں سے کسی کو ترک کردیا گیا تو نماز باطل ہوجائے گی، الا وہ اس کی تلافی کرلے اور پھر سے ادا کرلے .

واجبات نماز اور اس کی موکد سنتیں :

نماز کے اندر فرائض کے علاوہ کچھ واجبات اور موکدہ سنتیں ہیں . رکن اور واجب یا فرض اور سنت موکدہ میں فرق یہ ہے کہ رکن یا فرض کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں کی جاسکتی لیکن واجب چھوٹ جانے پر سجدہ سہو سے تلافی کی جاسکتی ہے .

واجبات نماز اور سنن موکدہ مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد ظہر وعصر ومغرب وعشاء کی نمازوں میں کوئی سورت یا چند آیتیں پڑھنا، اسی طرح فجر کی دونوں رکعتوں میں یہ پڑھنا جبکہ وہ اطمینان واعتدال کیساتھ کھڑا ہو .

---

(۱) تشہد سے مراد یہ ہے " **التحيات لله** " سے لے کر، **وأشهد أن محمداً عبده ورسوله** " تک پڑھنا، پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھنا " **اللهم انى أعوذبك من عذاب النار ومن عذاب القبر، ومن فتنة المحيا والممات ، ومن فتنة المسيح الدجال**" اسطرح کی دعائیں تشہد آخیر میں وارد ہوئی ہے .

(۲) تسمیع و تحمید کرنا، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑے ہوکر، سمع اللّٰہ لمن حمدہ ، ربنا لک الحمد، کہنا (۱)

(۳) رکوع میں " سبحان ربی العظیم " تین بار یا اس سے زیادہ کہنا اور سجدہ میں " سبحان ربی الاعلی " تین بار یا اس سے زیادہ کہنا ۔

(۴) تشہد پڑھنا " التحیات لله والصلوات والطیبات ، السلام علیک أیھا النبی ورحمة الله وبرکاته، السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، اشھد ان لا الـه الا الله وحدہ لاشریک له وأشھد أن محمداً عبدہ ورسوله " کو ظہر وعصر ومغرب اور عشاء میں پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کے دوران پڑھنا .

(۵) درود پڑھنا : یعنی " اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید"

---

(۱) ان کلمات کا اضافہ مستحب ہے " حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه، کما یحب ربنا ویرضی، یا ملی ء السموات وملی ء الارض وملی ء ما بینھما، ملی ء ما شئت من شی ء بعد، اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد، وکلنا لک عبد، اللھم لا مانع لما اعطیت، ولامعطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد .

کو دوسرے تشہد میں بیٹھ کر سلام سے پہلے پڑھنا. (۱)
(۶) مغرب اور عشاء اور فجر کی پہلی دو رکعتوں میں باآواز بلند قراء ت کرنا .
(۷) ظہر اور عصر اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں آہستہ سے قراء ت کرنا "
مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز اگر سہواً چھوٹ جائے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی کی جاسکتی ہے .

مستحبات نماز اور غیر موکدہ سنتیں :

نماز کی وہ سنتیں جس کے سہوا چھوٹ جانے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، یہ ہیں .
(۱) رفع یدیں کرنا : تکبیر اور رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھنے کے بعد ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا، اور دونوں ہاتھوں کو حالت قیام میں سینے پر رکھنا .
(۲) ثنا پڑھنا : یعنی " **سبحان اللهم وبحمدك ، وتبارك اسمك وتعالى جدك ولاالـه غيرك** " .

---

(۱) اس کے علاوہ بھی درود وسلام کے صیغے ثابت ہیں لیکن مذکورہ کلمات زیادہ جامع ہیں .

(۳) استعاذہ کرنا، یعنی نماز کی پہلی رکعت میں آہستہ سے "**أعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم**" پڑھنا، اور بسملہ کہنا، یعنی نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اوردوسری سورہ پڑھتے وقت خواہ وہ جہری ہو یا سری، آہستہ سے "**بسم اللّٰه الرحمن الرحیم**" پڑھنا.

(۴) آمین کہنا، سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد معمولی آواز سے آمین کہنا.

(۵) فجر کی نماز میں بڑی اور ظہراور عشاء میں درمیانی اور عصر اورمغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا .

(۶) دونوں سجدوں کے درمیان حالت جلوس میں " **رب اغفرلی، وارحمنی، وعافنی، واهدنی، وارزقنی**" پڑھنا .

(۷) دوسرے تشہد کے بعد ان چار چیزوں سے پناہ مانگنا . " **اللهم انی اعوذبک من نار جهنم، وأعوذبک من عذاب القبر، ومن فتنة المحیا والممات، ومن فتنة المسیح الدجال**"

یہ وہ سنتیں (۱) ہیں جس کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا. لیکن انھیں ادا کرنا اجر عظیم کا باعث ہے . اس لئے ہر مسلمان خاتون کو اس کی پابندی کرنا چاہئے.

---

(۱) مذکورہ بالا سنتیں چاہے موکدہ ہوں یاغیر موکدہ صحیح وحسن حدیثوں سے ثابت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی نشان دہی کرتی ہیں .

نماز کے بعد کی بعض سنتیں :

نماز کے ادا کرنے کے بعد بعض غیر موکدہ سنتیں ثابت ہیں، جن کے ترک کرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اوراس کے کرنے سے نماز کے اجر وثواب میں اضافہ نہیں ہوتا، البتہ اس کو کرنے والا مزید اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے . وہ یہ ہیں :

(۱ - ۲) اذان واقامت (۱) کہنا، جو آہستہ سے کہنا چاہیے، اگر کسی شخص نے بغیر اذان واقامت کے نماز ادا کرلی تو کوئی حرج نہیں .

(۳) سلام پھیرنے کے بعد تین بار " **أستغفر الله** " کہنا .

(۴) سلام پھیرنے کے بعد تین بار " **اللهم انت السلام، ومنک السلام، وتبارکت وتعالیت یا ذو الجلال والاکرام** " کہنا.

(۵) سلام کے بعد " **اللهم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک** " پڑھنا .

(٦) سلام کے بعد " **لا اله الا الله وحده لا شریک له ، له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر** " پڑھنا، اور اس سے پہلے " **سبحان الله، الحمد لله، والله اکبر** " ۳۳ مرتبہ پڑھنا.

---

(۱) اقامت کے کلمات اذان ہی جیسے ہیں مگر " **قد قامت الصلاة** " کے علاوہ وہ اکہری کہی جاتی ہے .

(۷) آیت الکرسی (۱) سورہ الاخلاص اور معوذتیں پڑھنا .

سجدہ سہو کا بیان :

خاتون اسلام جب آپ نے یہ جان لیا ہے کہ جب کوئی شخص فرائض نماز میں کسی فرض کو چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے اور وہ نماز دوبارہ ادا کرے اگر کسی نے واجبات نماز میں سے کسی واجب کو سہواً ترک کردیا تو اس کی تلافی کے طور پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس سے اس کی نماز صحیح ہوجائیگی، اس کی چند شکلیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) اگر آپ سورہ فاتحہ پڑھنا بھول گئیں اور رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد آپ کو یاد آیا تو آپ لوٹ کر پھر کھڑی ہوجائیے اور سورہ فاتحہ اور پھر سورہ پڑھیئے، اگر دوسری رکعت میں یہ خیال آیا کہ آپ نے (پہلی رکعت میں) سورہ فاتحہ نہیں پڑھی ہے تو آپ اس دوسری رکعت کو پہلی رکعت شمار کیجئے اور پہلی رکعت کو کالعدم تصور کیجئے جس میں آپ نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی ہے، پھر

---

(۱) مختلف سندوں سے ثابت ہے کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پابندی سے پڑھ لیا اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں ہوگی . رواہ نسائی والطبرانی .

آپ اپنی نماز مکمل کیجئے اور سلام سے پہلے (۱) یا اس کے بعد دو سجدے کیجئے پھر سلام پھیریئے.

(۲) اگر آپ نے ایک رکعت یا ایک سجدہ بھول کر چھوڑدیا پھر دوسری رکعت میں آپ کو یاد آیا تو آپ پہلی کو کالعدم قرار دیجئے اور اپنی نماز مکمل کیجئے اور پھر سہو کے دو سجدے کرکے سلام پھیریئے، اگر آپ کو تشھد میں یہ یاد آیا کہ آپ نے ایک ہی سجدہ کیا ہے تو اسی وقت وہ بھولا ہوا سجدہ کریلجئے اور تشھد مکمل کرکے سہو کے دو سجدے کریلجئے اور سلام پھیریئے، اور انشاء اللہ آپ کی نماز درست ہوجائے گی.

(۳) اگر آپ سورہ پڑھنا یا " **سمع اللّٰہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد** " کہنا، یا دو رکعتوں کے بعد تشھد اول میں بیٹھنا اور یا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات بھول جائیں، تو سلام پھیرنے سے پہلے اور تشھد کے بعد سجدہ سہو کریلجئے پھر دونوں طرف سلام پھیریئے اور اس طرح آپکی نماز درست ہوجائے گی.

---

(۱) ان دو سجدوں کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے کہ سلام سے پہلے ہوں یا اس کے بعد. بعض مرتبہ سلام سے پہلے اور بعض مرتبہ بعد میں ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں سب سے معتدل رائے یہ ہے کہ اگر نمازی غلطی سے نماز میں کوئی اضافہ کردے تو سجدہ سہو سلام کے بعد کرے اور اگر کوئی نقص یا کمی کردے تو سلام سے پہلے کرے، اگر دونوں چیزوں کا ارتکاب کرے تو اسے اختیار ہے چاہے سلام سے پہلے کرے یا سلام کے بعد کرے.

(۴) اگر آپ نے بھول کر ایک رکعت یا ایک سجدہ زیادہ کرلیا یا (سری نماز میں) قراء ت باآواز بلند کرلیا پھر آپ کو اس کا خیال آیا تو آپ سلام کے بعد سہو کے دوسجدے کرلیجئے پھر دوبارہ سلام پھیریئے اسطرح انشاء اللہ آپ کی نماز درست ہوجائے گی .

طریقۃ نماز :

خاتون اسلام جب آپنے نماز کے فرائض واجبات اور سنتوں کی تفصیل طور پر معرفت حاصل کرلی تو لیجئے نماز پڑھنے کا طریقہ بھی سیکھ لیجئے، سب سے پہلے پاک وصاف کپڑے پہنئے، اپنے بدن کو اچھی طرح ڈھانک کر قبلہ رخ ایسی جگہ کھڑی ہوجائیے جو پاک ہو، پھر مندرجہ ذیل چیزیں کیجئے :

(۱) "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھائیے اور جس نماز کی نیت ہو چاہے وہ فرض ہو یا نفل اس کی دل میں نیت کریں :

(۲) پھر دعاء استفتاح پڑھیں جو یہ ہے **" سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک .**

(۳) پھر **" اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم"** پڑھ کر سورہ فاتحہ اور پھر کوئی سورہ پڑھیں .

(۴) پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھا کر رکوع کریں اپنی پیٹھ کو سر کے ساتھ سیدھی رکھیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں اور تین بار یا اس سے زیادہ مرتبہ "**سبحان ربی العظیم**" کہیں .

(۵) پھر "سمع اللہ لمن حمدہ ، حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ویرضی" کہتے ہوئے رفع یدین کرتے ہوئے رکوع سے سر اٹھائیں .

(٦) پھر "**اللّٰہ اکبر**" کہتے ہوئے سجدہ میں چلی جائیں اور سات اعضاء پیشانی، ناک سمیت، دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو زمین پر رکھ کر سجدہ کریں . اور حالت سجدہ میں تین بار یا اس سے زیادہ مرتبہ "**سبحان ربی الاعلی**" کہیں، اور جو چاہیں دعا مانگیں .

(۷) پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سر سجدہ سے اٹھائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ کر یہ دعا پڑھیں . "**رب اغفرلی وارحمنی، وعافنی، واھدنی وارزقنی**" "اے اللہ مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے عافیت عطا فرما ، مجھے سیدھے راستے پر چلا اور مجھے رزق عطا فرما.

(۸) پھر دوسری رکعت کے لئے "اللہ اکبر" کہتی ہوئی کھڑی ہوجائیں اور سیدھی کھڑی ہو کر سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں .

(۹) پھر اب ٹھیک اسی طرح اپنی نماز مکمل کریں جسطرح پہلی رکعت آپ نے ادا کی تھی .

(۱۰) دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد آپ بالکل اسی طرح بیٹھ جائیں جیسے دو سجدے کے درمیان بیٹھی تھیں پھر یہ تشھد پڑھیں .

" التحیات لله والصلوات والطیبات، السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته، السلام علینا وعلی عباد اللّٰه الصالحین، أشهد أن لا الـه الا اللّٰه وأشهد أن محمداً عبده ورسوله "

(۱۱) اگر نماز دو رکعت والی جیسے، فجر، جمعہ، اور عیدین کی نماز ہے تو بدستور بیٹھے رہیں اور تشھد کی تکمیل اس درود شریف سے کریں .

" اللهم صلّی علی محمد وعلی آل محمد، کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید. وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم إنک حمید مجید" (۱)

(۱۲) مغرب کی تیسری اور ظھر، عصر، عشاء کی دونوں آخر رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورہ نہ پڑھیں .

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ہے جسطرح آپ نماز پڑھا کرتے اور صحابہ کرام رضوان للہ علیھم اجمعین کو سکھایا کرتے تھے، اسی طرح آپ بھی نماز پڑھنے کی کوشش کیجئے اور نماز کے ایک اھم رکن خشوع وخضوع کو نہ بھولئے جو نماز کی روح ہے . ارشاد باری ہے " **قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون**" (المومنون : ۱)

---

(۱) فقرہ نمبر ۱۰ - ۱۱ طریقہ نماز کی تکمیل کے طور پر مترجم کی طرف سے اضافہ ہے . (سعید احمد)

مفسدات نماز :

نماز اگر تمام شرائط ، واجبات ، ارکان ، اور سنتوں کو ملحوظ رکھ کر ادا کی جائے تو وہ صحیح ہوگی جس سے نفس کا تزکیہ اور دل کی پاکیزگی حاصل ہوگی بشرطیکہ یہ نماز بعض مفسدات کے ارتکاب سے فاسد نہ کی جائے .

مفسدات نماز بہت سی چیزیں ہیں، جو یہ ہیں :

(۱) کلام کرنا، جو ذکر اللہ کے علاوہ قصداً کیا جائے (۱) اگر سہواً کچھ کہدیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہوجائے گی اور نماز فاسد نہیں ہوگی .

(۲) قہقہہ لگاکر ہنسنا، مسکراہٹ سے نماز فاسد نہیں ہوتی .

(۳) کھانا، اگرچہ کھجور یا اس سے بھی کم چیز ہو .

(۴) پینا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہو .

(۵) عمل کثیر کرنا، محض حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی . (۲)

(٦) حالت نماز میں وضوء کا ٹوٹ جانا .

---

(۱) حدیث میں ہے : نماز کے دوران کلام الناس کے قبیل سے کچھ کہنا مناسب نہیں ہے .

(۲) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے پیر کو سجدہ کرتے وقت حرکت دیتے تھے تاکہ وہ جائے سجدہ سے دور کرلیں، (رواہ مسلم : ۲/ ۷۰ وبخاری ۱/ ۱۰۲) اسی طرح آپ ؐ نے امامہ کو نماز کی حالت میں گود لے لیا تھا (بخاری : ۱/ ۱۳۰)

(۷) حالت نماز میں، اس نماز سے قبل کی نماز کا نہ پڑھنا یاد آجائے مثلاً عصر کی نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو یاد آیا کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی، لہذا وہ عصر کی نماز توڑ دے اور ظہر کی نماز ادا کرے، پھر اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

(۸) دوران نماز یہ یاد آجائے کہ وہ باوضو نہیں ہے۔

(۹) رکوع، سجدہ، اور قیام، قعود کو اعتدال و اطمینان سے نہ ادا کرنا۔ (۱)

(۱۰) قبلہ سے بہت زیادہ پھر جانا، اور اس کی طرف پیٹھ کر لینا۔

مکروہات نماز:

خاتون اسلام نماز کے کچھ مکروہات ہیں، جن کے ارتکاب سے نماز کا اجر وثواب کم ہوجاتا ہے۔ لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ ان مکروہات کے ارتکاب سے اجتناب کیجئے جو یہ ہیں:

---

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس اعرابی سے یہ فرمانا جس نے اپنی نماز اطمینان وسکون سے نہیں پڑھی تھی: نماز ادا کرو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں ادا کی اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی: اس کے بعد اس دیہاتی نے عرض کیا، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کیساتھ معبوث فرمایا میں اس سے اچھی نماز پڑھنا نہیں جانتا۔ لہٰذا مجھے نماز پڑھنا سکھادیجئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنے رکوع وسجود اور قیام وقعود میں اطمینان واعتدال سے کام لے۔ (یعنی جلدی جلدی نماز نہ ادا کرے) بخاری ۸/ ۱۶۹ ومسلم: ۲/ ۱۰ - ۱۱)

(۱) دوران نماز نگاہ آسمان کیطرف اٹھانا .(۱)
(۲) دوران نماز ادھر ادھر دیکھنا. (۲)
(۳) نماز میں تخصر کرنا، یعنی ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑا ہونا. (۳)
(۴) بال یا کپڑا یا آستین وغیرہ بغیر باندھے یوں ہی لٹکا کر نماز پڑھنا. (۴)
(۵) انگلیاں چٹکانا. (۵)
(٦) سجدہ گاہ سے ایک سے زائد مرتبہ کنکریاں ہٹانا. (٦)

---

(۱) حدیث میں ہے : لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، انہیں اس سے رک جانا چاہیے، یا پھر ان کی بینائی کو اچک لیا جائے گا .

(۲) اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ تو پھرنا ہے یہ وہ شیطان کا حصہ ہے جسے وہ بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے .

(۳) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور عورت بھی اس حکم میں مرد کی طرح ہے . (بخاری ۲/ ۸۰)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور نہ بال اور کپڑے کو ہٹاؤں (مسلم : ۲/ ۵۴)

(۵) حدیث میں ہے کہ : حالت نماز میں اپنی انگلیاں نہ چٹکاؤ. (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۰)

(٦) حدیث میں ہے کہ : جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو کنکریاں نہ ہٹائے، اگر کسی کو ہٹانا ہی پڑجائے تو صرف ایک مرتبہ ہٹائے. (رواہ ابوداؤد ۱/ ۲۱۷)

(۷) رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت کرنا. (۱)
(۸) داڑھی یا انگوٹھی، یا کپڑے سے نماز میں کھیلنا. (۲)
(۹) دونوں بری چیزیں یعنی پیشاب وپاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا. (۳)
(۱۰) کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا .
(۱۱) ایسی نشست اختیار کرنا جس میں دونوں سرین زمین سے لگالی جائیں، اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کرلی جائیں اور دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر کتے جیسا بیٹھا جائے . (۴)

---

(۱) حدیث میں ہے کہ : مجھے حالت رکوع یا سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے . (۲/۴۸)
(۲) حدیث میں ہے کہ : نماز میں سکون وطمانیت اختیار کرو. (مسلم : ۲/۲۹)
(۳) حدیث میں ہے کہ : جب کھانا موجود ہو اور جب پیشاب وپاخانہ کا تقاضا ہو تو نماز (مکمل) نہیں ہوتی . (مسلم : ۲/۷۸ - ۷۹)
(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان کی بیٹھک اور درندوں جیسا باہوں کو بچھا کر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے . (رواہ مسلم : ۲/۵۴)

اوقات نماز : (۱)

خاتون اسلام، نماز کی ادائیگی کے لئے کچھ متعین اوقات ہیں، جس سے نہ پہلے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور نہ بعد میں. نماز کے ان مقررہ اوقات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم کو سکھایا ہے.
چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فجر کی نماز طلوع صبح صادق کے فوراً بعد پڑھائی، پھر نازل ہوئے اور ظھر کی نماز زوال آفتاب کے بعد پڑھائی، پھر نازل ہوئے اور عصر کی نماز اسوقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا، پھر نازل ہوئے اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھائی، پھر نازل ہوئے اور عشاء کی نماز سرخ دھاری کے زائل ہوجانے کے بعد پڑھائی، پھر حضرت جبرئیل علہ السلام دوسرے دن اس وقت تشریف لائے جب خوب اجالا ہوگیا تھا، اور فجر کی نماز پڑھنے کا حکم فرمایا، پھر نازل ہوئے اور ظھر کی نماز پڑھنے کا حکم فرمایا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا تھا. پھر وہ عصر کی نماز کے لئے اسوقت آئے جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہوگیا تھا اور پھر فرمایا کہ اٹھئے اور عصر کی نماز ادا کیجئے اور پھر مغرب کی نماز کے لئے ایک ہی وقت میں

---

(۱) اوقات وقت کی جمع ہے جسکے معنی، وقت محدد کے ہیں، متعین وقت پر نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں دلیل اللہ تعالیٰ کایہ ارشاد ہے : " إن الصلاة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتا" (النساء : ۱۰۳)

تشریف لائے (یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد) پھر عشاء کی نماز کے لئے اسوقت آئے جب رات کا ایک تہائی یا آدھی رات کا حصہ گزرچکا تھا اور فرمایا کہ اٹھیے اور عشاء کی نماز ادا کیجئے، پھر اس کے بعد فرمایا، آپکی نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے مابین ہیں . (۱)

حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ بتانا چاہتے تھے کہ نماز کے دو وقت ہیں، ایک اختیاری، دوسرا ضروری اول وقت میں نماز پڑھنا اختیاری ہے اور آخر وقت میں پڑھنا ضروری ہے . جس کے معنی یہ ہیں اگر نماز کو موخر کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آئے تو اسے اول وقت میں ادا کرے اور جب کوئی مجبوری پیش آجائے تو آخر وقت تک موخر کرسکتا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے .

قضاء نماز :

اگر کوئی سوجائے یا بھول جانے کیوجہ سے نماز نہ پڑھ سکے اور اس کا وقت نکل جائے تو وہ ساقط نہیں ہوتی بلکہ اس کا فوراً بغیر کسی تاخیر کے قضا کرنا واجب ہے ، اور جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں اس کی قضا کرے، اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے :

---

(۱) رواہ ابو داود ۸ / ۹۳ ، ترمذی ۱ / ۲۷۹ و مسلم ۲ / ۱۰۶ حدیث مروی حضرت ابو موسی اشعری سے کسی سائل کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے یہ اوقات نماز بتائے تھے .

" جو کوئی نماز سے سوتا رہے یا اسے پڑھنا بھول جائے، تو اسے جب وہ یاد آجائے تو وہ پڑھ لے، کیونکہ اس کا کفارہ بس یہی ہے" (۱)

اور نماز کا جان بوجھکر ترک کردینے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کیوجہ سے " ہمارے اور ان (کافروں) کے مابین نماز کا فرق ہے جس نے اسے ترک کردیا اس نے کفر کیا" (۲) کافر قرار دیا جائے گا .

اسی وجہ سے علماء اسلام کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جان بوجھ کر نماز کو ترک کر دینے والے شخص سے قضائے نماز قبول کی جائے گی یا نہیں جو اس کی صحت وقبولیت کا قائل ہے اس نے قضاء کرنے کا حکم دیا اور جو اس کی نماز کی صحت وقبولیت کا قائل نہیں ہے اس نے قضاء نہ کرنے کا حکم دیا ہے .

اور ہم یہ کہتے ہیں" جو شخص نماز کی قضاء کرنے میں سرگرم رہا اور بحسن وخوبی نماز کی قضاء کرتا رہا تو اس کو اسکا فائدہ پہنچے گا . اور جس نے قضا نہیں پڑھی اور صرف توبہ واستغفار پر اکتفاء کرتا رہا اور کثرت سے نوافل پڑھتا رہا تو اس کو بھی اس کا فائدہ ہوگا، اگر اس کی توبہ قبول ہوگئی تو وہ کامیاب ہوگا اور حسن خاتمہ سے مشرف ہوگا .

---

(۱) مسلم : ۲/۱۴۲ ، بخاری : ۱/۱۴۹ جس میں صرف نسیان کا ذکر ہے .
ابو داود ۱/۱۰۳ ، ۱۰۵ ، ترمذی ۱/۳۳۵ ، نسائی ۱/۲۳۸ .
(۲) ترمذی : ۵/۱۳ ، ۱۴ ، نسائی : ۱/۱۸۷

اقسام نماز :

نماز کی چند قسمیں ہیں ، جو مندرجہ ذیل ہیں .

۱ ۔ فرض ، وہ پانچ نمازیں ہیں، فجر، ظہر، عصر، مغرب ، عشاء .

۲ ۔ واجب (۱) جو یہ ہیں : نماز عیدین، نماز استسقاء،نماز کسوف شمس ، نماز خسوف قمر، نماز وتر .

۳ ۔ سنن موکدہ (۲) وہ یہ نمازیں ہیں، ظہر سے پہلے دو رکعت، اور دو رکعت اس کے بعد، عصر سے پہلے دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، عشاء کے بعد دو رکعت اور دو رکعت فجر سے پہلے، اور یہ سب سنت موکدہ ہے .

تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں جو بیٹھنے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں .

۴ ۔ نوافل مقیدہ (محدودہ) : جیسے چاشت کی نماز جس کی کم سے کم تعداد دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے. وضو کے بعد دو رکعت ، مغرب سے پہلے دو رکعت ماہ رمضان میں تراویح کی نماز، اور صلاۃ حاجت جو مسلمان دو رکعت پڑھتا ہے اور پھر اس کے بعد اپنی حاجت کو اللہ تعالی سے مانگتا ہے .

---

(۱) بعض فقہاء اسے واجب کہتے ہیں، لیکن سنت موکدہ کہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہ فرائض خمسہ کے علاوہ ہیں .

(۲) یہ سنتیں تحدید اور بدون تحدید کے مختلف صحیح وحسن حدیثوں سے ثابت ہیں . اختصار کے پیش نظر ہم ان کی تفصیلات سے بحث نہیں کررہے ہیں، جو جتنا چاہے پڑھ سکتا ہے .

۵ ۔ نوافل مطلقہ (عامہ) جو مسلمان رات ودن کے کسی حصے میں بھی بغیر تعیین وتحدید پڑھتا ہے اور جو مذکورہ بالا نمازوں کے علاوہ ہیں .

جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا منع ہے

خاتون اسلام بعض اوقات ایسے ہیں جسمیں نماز پڑھنا ممنوع ہے . وہ یہ ہیں :
۱ ۔ فجر کی نماز کے بعد سے سورج کے ایک نیزے کے بقدر طلوع ہونے تک .
۲ ۔ زوال آفتاب کے وقت (۱) تاآنکہ زوال شروع ہوجائے اور ظہر کا وقت داخل ہوجائے .
۳ ۔ عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہوجانے اور مغرب کا وقت شروع ہوجانے تک .جہاں تک تحیۃ المسجد پڑھنے کا مسئلہ ہے تو وہ ان اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے سوائے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے .
" جو شخص تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے "
(رواہ بخاری ۲/٦٧ ، و مسلم : ۲/۲۰۷)

---

(۱) جمعہ کا دن اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ جمعہ کے وقت مسجد میں داخل ہو تو جو اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے وہ پڑھ لے چاہے کوئی بھی وقت ہو .

اسی طرح حدیث میں ہے کہ " اس نماز کے متعلق طلوع شمس اور اس کے غروب کا خیال نہ رکھو . رواہ بخاری : ۱۴۳/۱ . مسلم ۲۰۷/۲

نماز جمعہ :

خاتون اسلام جمعہ کی نماز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہوا ہے :

" یاأیھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوإلی ذکر اللّٰہ وذروا البیع " (جمعہ : ۹)

ترجمہ : اے ایمان والو، جب نماز کے لئے جمعہ کے دن پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سبقت کرو اور خرید وفروخت چھوڑدو .

جمعہ کی نماز عورتوں پر واجب نہیں ہے . صرف مردوں پر واجب ہے .

جمعہ کی نماز ادا کرنے والے کے لئے مسنون ہے کہ غسل کرے، صاف ستھرے کپڑے پہنے، خوشبو لگائے اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جلدی جانا مستحب ہے .

عورتیں اگر نماز جمعہ میں حاضر ہوں تو ان کی نماز صحیح ہوگی اوراگر نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں اور انھیں اس کے بدلے میں ظھر کی چار رکعت پڑھنی چاہیے کیونکہ وہ فرض ہے . اسی طرح ظھر کی نماز پڑھنے کے لئے، جمعہ کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرے، بلکہ ظھر کا وقت شروع ہونے کے بعد اپنے گھر میں نماز ادا کرے .

نمازِ جماعت :

خاتون اسلام جمعہ کی نماز کی طرح ، نمازبا جماعت بھی عورتوں کے علاوہ صرف مردوں پر واجب ہے .اور یہ ستائیں ۲۷ درجہ فضیلت رکھتی ہے، بایں ہمہ عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے .

"عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے (۱)

ہاں اگر مسجد میں آنے میں کوئی قباحت نہ ہو جیسے مردوں کا ازدحام یا عورتوں سے چھیڑ خوانی کرنے والے اوباشوں کی موجودگی یا چوروں کا خوف، تو آپ مسجد حاضر ہوکر جماعت سے نماز ادا کر سکتی ہیں . عورتیں گھر کے اندر ہی بعض دوسری خواتین اور اھل خانہ کے ساتھ مل کر نماز باجماعت کر سکتی ہیں اور ان میں امامت کرنے والی عورت صف کے درمیان میں کھڑی ہو، اور قراء ت وتکبیر وغیرہ بآواز بلند کے بجائے آہستہ سے کہے .

---

(۱) بروایت ابوداؤد ۱ / ۱۳۴ حاکم ۱ / ۲۰۹ حدیث صحیح ہے، حدیث کی پوری عبارت یہ ہے " عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا، حجرہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور اپنی کوٹھری میں پڑھنا کمرے سے افضل ہے . مسند فردوس میں ابن عمر سے مروی ہے کہ عورت کا تنہا نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ پڑھنے سے پچیس درجہ افضل ہے، امام سیوطی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے .

نماز مسافر: (۱)

خاتون اسلام! جب کوئی عورت سفر کی نیت سے اپنے شہر سے باہر نکل جائے اور نماز کا وقت ہوجائے تو اسے نماز میں قصر کرنا چاہئے. قصر کہتے ہیں، چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا جیسے. ظہر، عصر، عشاء کی نماز ہے. البتہ دو یا تین رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے. جیسے فجراور مغرب کی نماز ہے، قصر کی نماز اسوقت پڑھی جائے گی جب چار دن سے کم قیام کرنے کا ارادہ ہو، اگر چار دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو نماز پوری پڑھی جائے گی اور قصر نہ کی جائے گی. اگر کسی جگہ چار دن کے قیام کی نیت نہ کرسکی اور کسی وجہ سے ایک ماہ یا اس سے زیادہ قیام کرلیا تو قصر کرتی رہے گی تاآنکہ اپنے وطن لوٹ آئے.

اسی طرح حالت سفر میں اور شدت مرض میں جمع بین الصلاتین بھی جائز ہے، چنانچہ ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ، جمع تقدیم اور جمع تاخیر کرکے پڑھ سکتیں ہیں، یعنی اگر چاہے تو ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں پڑھ لیجئے یا عصر کے وقت میں پڑھ لیجئے، اسی طرح مغرب وعشاء کو مغرب کے وقت میں پڑھ لیجئے یا عشاء کے وقت میں پڑھ لیجئے.

---

(۱) نماز کو قصر کرنے کے سلسلہ میں صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن کریم میں ہے " **واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلاة**" (النساء ۱۰۱)

ترجمہ: اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نماز میں کمی کردیا کرو. قصر کرنا سنت ہے، اور جمع کرنا ایک رخصت ہے جو بوقت ضرورت کیا جاتا ہے، سوائے مزدلفہ وعرفات کیونکہ وہ رخصت کے بجائے عزیمت ہے.

نماز مریض :

خاتون اسلام، مرض میں مبتلا عورت اپنی طاقت وقدرت کے مطابق نماز ادا کرے، اگر کھڑی ہو کر پڑھ سکتی ہے تو کھڑی ہو کر پڑھے، اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے، اور اس پر بھی قادر نہ ہو تو لیٹ کر یا پہلو پر حسب طاقت واستطاعت نماز ادا کرے .

یہ مسئلہ فرض نماز کے متعلق ہے جس میں قیام کرنا واجب ہے اور جہاں تک نفل نمازوں کی بات ہے تو اسے اجازت ہے کہ چاہے وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر، کھڑی ہو کر نماز پڑھنے میں پورا اجر ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں صرف آدھا اجر ملے گا .

احکام میت اور نماز جنازہ

خاتون اسلام، وفات سے پہلے اور اس کے بعد کے کچھ احکام ومسائل ہیں جن کی معلومات رکھنا ضروری ہے وہ یہ ھیں :

(۱) مریض کی عیادت کرنا مسنون ہے، جب آپ کا کوئی عزیز واقارب بیمار ہو تو آپ اپنے شوہر سے اگر شادی شدہ ہوں تو، اجازت لے کر اس کی عیادت کریں کیونکہ یہ حقوق مسلم میں سے ایک حق ہے .

(۲) جب مریض حالت نزع میں ہوجائے، تواس کا منھ قبلہ کی طرف کر دینا مستحب ہے، اور اسے "**لاالہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**" کی تلقین کی جائے اور اس کی آنکھوں کو بند کردیا جائے اور اس کو کسی کپڑے سے ڈھانک دیا جائے اور اس سے حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے متعلق کلمہ خیر کہا جائے، جیسے یہ دعاء "**اللھم اغفرلہ وارحمہ**"

(۳) میت کو اچھی طرح غسل دینا واجب ہے جس میں اس کے پورے جسم کو پانی اور صابن سے دھو کر صاف کیا جائے، پھر اسے خوشبو لگائی جائے خاص طور پر پیشانی پر مل دیا جائے .

(۴) میت کو کفن میں لپیٹنا واجب ہے، عورت کو پانچ کپڑے سے اور مرد کو تین کپڑے سے کفن دیا جائے . (۱)

(۵) عورت کو عورتیں غسل دیں، اگر شوہر اپنی بیوی کو غسل دے تو کوئی حرج نہیں ہے .

(٦) اگر کوئی عورت ایسی جگہ فوت ہوگئی جہاں غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو یااس کے برعکس صورتحال ہو تو میت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو مٹی سے تیمم کرادیا جائے اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کردیا جائے .

(۷) عورت جنازے کے پیچھے نہ چلے کیونکہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے " ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا ہے اور ہم پر یہ ضروری بھی نہیں ہے (مسلم : ۴۷/۳)

(۸) عورت اسی طرح نماز جنازے پڑھے گی جس طرح مرد پڑھتا ہے، اور اسے بھی مرد جیسا اجر وثواب ملے گا، نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ شریک ہوجائیں تو دوسروں سے ساقط ہوجاتا ہے اور انھیں عدم شرکت پر کوئی گناہ نہیں ہوگا .

---

(۱) ایسا کرنا مستحب ہے ورنہ تو واجب صرف اتنابڑا کپڑا ہے جس سے میت کا سر اور پیر چھپ جائے اگر اس سے زیادہ استعمال کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا اسی لئے سفید کپڑا استعمال کرنا مستحب ہے .

(۹) میت کو غسل دینے کے بعد تکفین وتدفین کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، عورت کو قبر میں اس کا کوئی محرم اتارے، اگر محرم نہ ہو تو کسی دوسرے کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں ہے .

(۱۰) نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے : میت کو کسی تخت پر لٹایا جائے، امام اس کے پیچھے کھڑا ہو، اور لوگ اس کے پیچھے صف بندی کریں پہلے مردوں کی صف ہو پھر اس کے بعد عورتیں کھڑی ہوں . نماز جنازہ کی نیت کرے . امام اللہ اکبر کہے ، پھر لوگ اللہ اکبر کہیں، پھر سورہ فاتحہ پڑھے . پھر تکبیر کہے اور لوگ تکبیر کہیں، پھر درود شریف پڑھے اور لوگ بھی درود پڑھیں، پھر میت کے لئے یہ دعاء کرے " **اللهم اغفرله وارحمه ، وعافه واعف عنه ، وقه من فتنة القبر وعذاب جهنم** " پھر تکبیر کہے اور لوگ بھی تکبیر کہیں اور پھر سلام پھیرے اور لوگ بھی سلام پھیریں .

(۱۱) میت کے اهل خانہ کی تعزیت کرنا مستحب ہے اسوقت میت اور ان کے لئے دعاء اسطرح کرے، **اعظم اللّٰه اجرک، واحسن عزاء ک وغفرلميتک** ، اس کے جواب میں اہل میت اسطرح کہیں : **أجرک اللّٰه ولا اراک مکروها** .

(۱۲) میت پر نوحہ خوانی کرنا حرام ہے اسی طرح چہرہ نوچنا، گریبان پھاڑنا (۱) وغیرہ جیسی حرکات کرنا بھی حرام ہے، بغیر آواز بلند کئے رونا جائز ہے اسی طرح غمگین، دلگیر ہونا بھی جائز ہے (۲) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: " آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے"

(۱۳) تین رات سے زائد سوگ منانا حرام ہے (۳) سوائے (اس عورت کے جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا) وہ چار ماہ دس ۱۰ دن (سوگ منائے) اس کا سوگ یہ ہے کہ گھر میں بیٹھ جائے سوائے ضرورت کے نہ نکلے. سرما نہ لگائے، زیب وزینت کا لباس نہ پہنے، اور مہندی وغیرہ نہ استعمال کرے تا آنکہ مدت عدت گزر جائے.

---

(۱) حدیث میں ہے " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلند آواز سے رونے اور سر منڈانے اور گریبان پھاڑنے والی سے بری ہیں. بروایت بخاری ۲/ ۹۹ - مسلم: ۷/ ۷۰

(۲) حدیث میں ہے، آنکھیں اشکبار ہیں، اور دل حزین ہے، اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے. اور اے ابراھیم ہم تمھاری جدائی سے غمگین ہیں،
بخاری: ۲/ ۱۰۱ مسلم ۷/ ۷۶.

(۳) حدیث میں ہے: کسی آدمی کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور یوم آخرت ایمان رکھتا ہو کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ منائے البتہ (بیوی) شوہر پر چار ماہ دس ۱۰ دن سوگ منائے. (بخاری: ۲/ ۹۵ - مسلم: ۴/ ۲۰۲)

زکاۃ کا بیان

اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ ہے، زکوٰۃ نماز جیسا ایک فریضہ ہے (۱) اس شخص کی نماز شرف قبولیت سے نہیں نوازی جاتی جس نے زکاۃ ادا نہیں کی، بندہ اس وقت مسلمان نہیں سمجھاجائے گا جب تک کہ زکاۃ کی فرضیت کا اقرار نہ کرے، اور زکاۃ کی ادائیگی اس وقت ضروری ہوتی ہے جب مال نصاب کو پہونچ جائے .

مسائل زکاۃ:

نقدین یعنی سونے وچاندی یا اس کے قائم مقام جو بھی عالمی کرنسیاں آج کل رائج ہیں اس میں زکاۃ واجب ہے .

اسی طرح اناج، پھل، جانوروں جیسے اونٹ ، گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ میں بھی زکاۃ واجب ہے .

---

(۱) حدیث میں ہے، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ،لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا ، بیت اللہ کا حج کرنا، قرآن کریم میں جگہ جگہ نماز کے ساتھ زکاۃ کا ذکر آیا ہے چنانچہ اس طرح کی آیتیں "**اقیموا الصلاۃ وآتوا الزکاۃ**" بے شمار ہیں.

جب کوئی عورت ستر گرام سونا (۱) یا چارسو ساٹھ گرام چاندی یاان دونوں چیزوں کے بمقدار کسی کرنسی کی مالک ہو جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہوجاتی ہے، لہذا وہ اس میں سے ڈھائی فیصد کے بقدر زکاۃ نکالے، جسے چالیسواں حصہ بھی کہتے ہیں.

اور جو شخص پانچ وسق (۲) اناج یا کھجور، کامالک ہو تو اس پر زکاۃ واجب ہوجاتی ہے، لہذا جو پیداوار بغیر کسی مشقت و محنت کے حاصل ہو اس میں دسواں حصہ اور جس کی پیداوار میں محنت ومشقت شامل ہو جیسے کنویں وغیرہ سے پانی نکال کر سینچائی کی گئی ہو تو اس میں سے اس کا بیسواں حصہ زکاۃ نکالے.

جانوروں کی زکاۃ:

اونٹ کی زکاۃ: جس شخص کے پاس پانچ اونٹ ہوں اس پر ایک بکری زکاۃ میں دینا واجب ہے، مزید تفصیل یہ ہے، ۱۰ سے چودہ تک دوبکریاں ۱۵ سے ۱۹ تک تین بکریاں (۳) ۲۰ سے ۲۴ تک چاربکریاں ۲۵ سے ۳۵ تک اونٹ کا ایک

---

(۱) ستر گرام بیس اسلامی دینار یا مثقال کے تقریبا برابر ہوتاہے (ہمارے برصغیر میں اس کی مقدار ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی نکالی گئی ہے، سعودی بعض علماء نے اس کی مقدار ۸۵ گرام یا ۹۲ گرام سونا چھ سو (۶۰۰) گرام چاندی بھی نکالی ہے) مترجم

(۲) ساٹھ صاع کو کہتے ہیں.

(۳) دو نصابوں کے درمیان جو اعداد ہیں اس پر زکاۃ نہیں ہے اور یہ قاعدہ تمام جانوروں اونٹ، گائے، بکری کے سلسلہ میں ہے.

سال کا بچہ ۳۷ سے ۴۵ تک اونٹ کا دوسال کا بچہ جسے بنت مخاض وبنت لبون کہتے ہیں، ۴۶ سے ۶۰ تک اونٹ کا تین سال کا بچہ اور ۶۱ سے ۷۵ تک اونٹ کا چار سال کا بچہ ، اور ۷۶ سے ۹۰ تک دودو سال کے دو بچے، اور ۹۱ سے ۱۱۹تک تین تین سال کے دو بچے، اور جب اونٹ کی تعداد ۱۲۰ ہو جائے تو ہرچالیس اونٹ میں دوسال کا اونٹ کا بچہ اور ہر پچاس اونٹ میں تین سال کا اونٹ کا بچہ زکاۃ میں دینا واجب ہے .

گائے کی زکاۃ:

اور جس شخص کے پاس تیس گائے ہوں اس پر ایک سال کا گائے کا بچھڑا زکاۃ میں دینا واجب ہے، اور اس کے پاس چالیس گائے ہوجائیں تو اس کے ذمہ دو سال کا ایک بچھڑا واجب ہے، اگر اس میں اضافہ ہوجائے تو ہر تیس پر ایک ایک سال کا بچھڑا اور ہر چالیس پر دو سال کا ایک بچھڑا زکاۃ میں دینا واجب ہے .

بکری کی زکاۃ:

اور جس شخص کے پاس چالیس بکریاں ہوں تو اس پر ایک بکری زکاۃ میں دینا واجب ہے اور جب بکریوں کی تعدداد ایک سو اکیس (۱۲۱) ہوجائے تو اس پر دوبکری دینا واجب ہے اور جب بکریوں کی تعداد دوسو ایک (۲۰۱) ہوجائے تو اس کے ذمہ تین بکریاں زکاۃ میں دینا واجب ہے، اور اس طرح ہر سو (۱۰۰) بکری پر ایک بکری زکاۃ میں دینا ہوگی .

زیورات کی زکاۃ :

" حلی " ان زیورات کو کہتے ہیں جسے عورت بطور زینت استعمال کرتی ہے خواہ وہ سونے کے بنے ہوں یا چاندی کے، اس طرح کے زیورات کے مسئلہ میں علماء سلف وخلف میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا اس میں زکاۃ واجب ہے کہ نہیں، جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس طرح کے زیورات میں زکاۃ واجب نہیں ہے کیونکہ اس کی حیثیت گھریلو ساز وسامان جیسی ہے، جس میں بالاتفاق زکاۃ واجب نہیں ہوتی، جمہور علماء کے علاوہ کچھ دوسرے علماء زیورات میں زکاۃ کے وجوب کے قائل ہیں اگر اسے جمع پونجی کے طور پر نہ رکھا گیا ہو. (۱) لیکن اختلافات سے بچتے ہوئے احتیاط اسی میں ہے کہ زیورات کی ہر سال قیمت کا اندازہ لگا کر اس کی زکاۃ نکالی جائے اور اسی میں زیادہ بہتری وپاکیزگی ہے .

وجوب زکاۃ کی شرائط :

خواتین پر زکاۃ واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں، جو یہ ہیں :

(۱) مال کا نصاب کو پہنچنا، (جس کی تفصیل گزر چکی ہے)

(۲) حولان حول ہونا، یعنی سونے وچاندی یا جانوروں پر پورا سال گزرنا.

---

(۱) زیورات کو اگر اسے محض جمع پونجی کے لئے خریدا گیا ہو تاکہ بوقت ضرورت کام آئے تو اس میں سبھی علماء کے یہاں زکاۃ واجب ہے اور وہ خزانہ کے حکم میں آتا ہے (دلائل کے اعتبار سے زیورات میں زکاۃ کے قائل علماء کا مسلک زیادہ راجح وقوی ہے) مترجم سعید احمد

(۳) پھلوں کا پک جانا، اور اناج کے دانوں کا چھلکوں سے الگ ہوجانا.

زکاۃ کے مصارف :

خاتون اسلام زکاۃ کی ادائیگی کے کچھ مصارف ہیں جسے اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد گرامی میں ذکر فرمایا ہے :

"إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل اللّٰه وابن السبيل فريضه من اللّٰه واللّٰه عليم حكيم" (التوبہ : ٦٠)

ترجمہ : صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں اور محتاجوں اور کارکنوں کا حق ہیں، جو ان پر مقرر ہیں، نیز ان کا جن کی دلجوئی منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں، اور قرضداروں میں، اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے ، اور اللہ بڑا علم والا اور بڑا حکمت والا ہے .

(۱) فقیر، اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ ہو لیکن اس کی ضروریات کے لئے ناکافی ہو .

(۲) مسکین، اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو .

(۳) عامل، وہ ملازم جو وصولی زکاۃ کے ادارے میں کام کرتا ہو .

(۴) تالیف قلب والے، نو مسلم لوگ، تاکہ اسلام پر ثابت قدم رہیں .

(۵) گردن چھڑانے، وہ غلام جو اپنے کو آزاد کرانے کے لئے رقم جمع کرتا ہو .

(۶) قرضدار، جس کے اوپر جائز قرض ہو اور ادائیگی کے لئے رقم جمع کرتا ہو .
(۷) سبیل اللہ ، وہ غازی جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلا ہو .
(۸) ابن سبیل، وہ مسافر جو سفر میں بے سہارا ہوگیا ہو اگرچہ اپنے وطن میں مالدار ہو .

صدقات : (۱)

خاتون اسلام آپ کے مال ودولت میں زکاۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے .

---

(۱) اصطلاح شریعت میں اسے صدقہ تطوع کہتے ہیں، اس کی فضیلت وترغیب میں بہت سی حدیثیں آتی ہیں :
(الف) صدقہ کرو عنقریب ایک شخص اپنا مال صدقہ لیکر ایک شخص کے پاس آئے گا تو وہ کہے گا اگر کل آتے تو میں لے لیتا آج مجھ کو اس کی حاجت نہیں ہے، پھر کسی کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے . (بخاری)
(ب) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کرکے، اگر اسے بھی نہ پاؤ تو کلمہ حسنہ کہہ کر . بخاری و مسلم ،
(ج) جب کوئی کسب حلال سے ایک کھجور صدقہ کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے لیتا ہے اور اسے بڑھاتا رہتا ہے جیسا تم میں سے کوئی اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے تاآنکہ وہ پہاڑ یا اس سے بڑا ہوجاتا ہے . (بخاری)
(د) مسلمان عورتوں ! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا ایک کھر دیدے . (بخاری و مسلم) (یعنی اتنی معمولی چیز بھی صدقہ کرنے میں عار نہ محسوس کرے)

(۱) صلہ ء رحمی : اگر آپ کا کوئی رشتہ دار بھوکا یا ننگا ہو اور اللہ نے آپ کو فراوانی سے مال ودولت سے نوازا ہے تو آپ پر اس کے لئے صدقہ کرنا واجب ہے .

(۲) مہمان نوازی : اگر آپ کے گھر میں کوئی مسلمان خاتوں آئے چاہے وہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو، تو آپ پر اس کی خاطر وضیافت کرنا واجب ہے چاہے ایک گھونٹ پانی ہی سے کریں .

(۳) خدمت غازی : اگر کہیں جھاد فی سبیل اللہ ہورہا ہو اور آپ کے پاس مال ہو تواس میں سے کچھ ضرور صدقہ کیجئے کیونکہ یہ اللہ کے دین کی نصرت ومدد ہے .

ویسے رفاہی وخیراتی کاموں کے بے شمار طریقے ہیں ان تمام میں آپ حصہ لیجئے اور صدقات وخیرات سے اپنے کو محروم نہ رکھئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے، اپنے کو آگ سے بچاؤ اگرچہ کھجور کا ٹکڑا بھی صدقہ کرکے، کیونکہ جب آپ کوئی صدقہ کرتی ہیں اور اللہ تعالی سے اس کے اجر وثواب کی طلبگار ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بقدر آپ کے گناہوں کو معاف اور آپ کے درجات کو بلند اور آپ کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے .

روزہ

خاتون اسلام، اسلام کا چوتھا رکن رمضان کے روزے رکھنا ہے . روزہ تقرب الٰہی اور حصول اجر وثواب کا بہترین ذریعہ ہے .
ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں " آدمی کے ہر نیک عمل کا ثواب (اسے ایک خاص اندازے سے) ملتا ہے سوائے روزے کے اس لئے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا" (۱)
اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :
"روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے" (۲)
ایک حدیث میں ارشاد ہے : جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے ستر سال دور رکھتے ہیں" (۳)

---

(۱) بخاری ۸ / ۲۱۱ و مسلم : ۲ / ۱۵۷
(۲) یہ فقرہ پہلی حدیث کا جزء ہے " خلو معدہ کی وجہ سے جو بو نکلی وہ مراد ہے
(۳) (بخاری ۴ / ۳۲ و مسلم ۳ / ۱۵۹)

روزے کی قسمیں :

روزے کی دو قسمیں ہیں ، فرض ، نفل .

فرض : رمضان مبارک کے روزے ہیں اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کی فرضیت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے ہوئی ہے :

" **یا أیھا الذین آمنوا، کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون أیاماً معدودات** " (البقرہ : ۱۸۳ - ۱۸۴)

ترجمہ : اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوتے ہیں، عجیب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ ، چند گنے چنے دن .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ، **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کی شھادت دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا ، رمضان کے روزے رکھنا، اور حج بیت اللہ کرنا، (۱)

نفل روزے کثرت سے مشروع ہیں، ان میں بعض متعین دنوں میں رکھے جاتے ہیں اور بعض دوسرے بغیر تعین و تحدید کے رکھے جاتے ہیں .

---

(۱) بخاری ۱/ ۱۰ و مسلم ۱/ ۳۴

متعین روزے یہ ہیں .

(۱) عاشوراء کے دو دن کے روزے . (۱)

(۲) غیر حاجی کے لئے یوم عرفات کا روزہ (۲)

(۴) ایام بیض کے روزے یعنی ہر ماہ کی ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، تاریخ کے روزے (۳)

(۵) دوشنبہ اور جمعرات کے روزے (۴)

(٦) شوال کے چھ دن کے روزے (۵)

غیر متعین روزے یہ ہیں :

سال کے کسی مہینے اور کسی دن بغیر تعین و تحدید کے روزے رکھے جائیں . اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ ایک دن چھوڑ کر رکھنا ہے . چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ حضرت داؤد کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے (٦)

---

(۱) مسلم کی حدیث ۲ / ۱۵۱ میں ہے کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ ایک سال گناہ کے لئے کفارہ ہوتا ہے .

(۲) حدیث میں ہے : کہ یہ گذشتہ اور آئندہ دو سال کے گناہوں (صغیرہ) کے لئے کفارہ ہوتا ہے .

(۳) حدیث میں ہے کہ اس سے پوری زندگی روزے کا ثواب ملتا ہے کیونکہ الحسنۃ بعشر امثالھا کا قاعدہ ہے مسلم ۲ / ۱٦۷

(۴) اس کے فضائل میں ترمذی وغیرہ میں حدیثیں آتی ہیں .

(۵) بخاری ۲ / ٦۰ - ۱٦ مسلم : ۲ / ۱٦۵

(٦) ہمیشہ روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے مسلم : ۲ / ۱٦۹ .

ممنوع ومکروہ روزے

خاتون اسلام، بعض دنوں میں روزہ رکھنا حرام اور بعض دنوں میں مکروہ ہے .

ممنوع ایام یہ ہیں :

(۱) حیض ونفاس والی عورت کا روزہ رکھنا .

(۲) عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ رکھنا.

(۳) ایام تشریق میں روزہ رکھنا .(۱)

(۴) ایسے مریض کا روزہ رکھنا جس کے ہلاک ہونے کا خوف ہو.

مکروہ ایام یہ ہیں : (۲)

(۱) بلا ناغہ ہمیشہ روزہ رکھنا، یعنی کسی دن بغیر روزے سے نہ رہنا .

---

(۱) جن ایام میں حاجی منیٰ میں ہوتا ہے .

(۲) ممنوع ومکروہ روزے کے دنوں کا ثبوت صحیح احادیث سے ہے، ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان احادیث کا ذکر نہیں کیا ہے، اور اس مسئلہ میں اختلاف نہیں پایا جاتا مزید معلومات حاصل کرنی ہوں تو اسے جامع الاصول ۶ / ۳۴۳ - ۳۵۹ دیکھ لینا چاہئے .

(۲) یوم الشک کو روزہ رکھنا. (۱)

(۳) دودن بغیر افطار کے روزہ رکھنا.

(۴) عورت کا بغیر شوہر کی اجازت کے (نفلی) روزہ رکھنا، جب وہ موجود ہو، ان روزوں میں شدید کراہت پائی جاتی ہے، اس کے بعد جن روزوں میں معمولی سی کراہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہیں :

(۱) تنہا صرف جمعہ یا سنیچر کو روزے رکھنا .

(۲) شعبان کے آخری ایام میں روزے رکھنا.

(۳) حاجی کا میدان عرفات میں روزہ رکھنا.

روزے کے ارکان :

خاتون اسلام، روزے کے وہ ارکان جن پر اس کی بنیاد ہے اور جس کے بغیر روزہ صحیح نہیں ہوتا ہے وہ یہ ہیں :

(۱) فجر سے پہلے نیت کرنا (۲)

---

(۱) شعبان کی تیس (۳۰) تاریخ کو روزہ رکھنا جب رویت ہلال ثابت نہ ہوسکے .

(۲) حدیث میں ہے، **إنما الأعمال بالنيات**، اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، بخاری ۱ / ۲ حدیث میں ہے جس نے رات سے (روزے کی) نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے، نسائی ۴ / ۱۶۷ وغیرہ

(۲) کھانے اور پینے (اگرچہ یہ تھوڑا سا ہو) اور جماع سے رک جانا (۱)
(۳) کھانے وپینے اور جماع سے رکنا، دن میں ہو یعنی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک، چنانچہ روزہ بغیر نیت کے نہیں ہوتا، اسی طرح روزہ بغیر مفطرات سے رکے نہیں ہوتا، اور روزہ دن کے علاوہ نہیں ہوتا.

روزے کی سنتیں:

خاتون اسلام، روزے کی کچھ سنتیں ہیں جن کی رعایت سے اجروثواب میں مزید اضافہ ہوتا ہے، جو یہ ہیں:

(۱) غروب آفتاب کے بعد افطار کرنے میں جلدی کرنا (۲)
(۲) سحری کرنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی سے کیوں نہ ہو.
(۳) سحری میں رات کے آخری حصہ تک تاخیر کرنا.
(۴) تازہ کھجور اگر نہ ہو تو عام کھجور، اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو تین چلو پانی سے افطار کا آغاز کرے.

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر ثم اتموا الصيام إلى الليل" (البقرہ ۱۸۷)
ترجمہ: اور کھاؤ پیو، جب تک کہ تم پر صبح کا سفید خط، سیاہ خط سے نمایاں ہوجائے پھر روزہ کو رات (ہونے) تک پورا کرو. حدیث میں ہے لوگ اس وقت تک بھلائی پر ہوں گے جب تک افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتے ہوں گے (بخاری: ۲/ ۴۷ مسلم: ۲/ ۱۳۱

روزے کے مستحبات :

خاتون اسلام : رمضان کے روزے کے ایام میں چند چیزیں مستحبات کا درجہ رکھتی ہیں جو یہ ہیں :

(۱) قیام اللیل کرنا جس کی کم سے کم تعداد گیارہ رکعت ہے . (۱)

(۲) دن ورات میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنا.

(۳) روپیہ وپیسہ اور کھانا اور کپڑا صدقہ وخیرات کرنا. (۲)

(۴) افطار کے وقت دین ودنیا کی بھلائی کے لئے دعاء کرنا . (۳)

روزے کے مفسدات :

خاتون اسلام، روزہ چند چیزوں سے فاسد ہوجاتا ہے وہ یہ ہیں :

(۱) (قصداً) کھانا اور پینا.

(۲) جماع کرنا .

(۳) کسی سیال چیز کا معدہ تک پہونچ جانا، خواہ منھ کے ذریعہ ہو یا ناک اور کان اور آنکھ کے ذریعہ سے ہو.

---

(۱) یہ تراویح کی سنت ہے جو بالاجماع ثابت ہے .

(۲) کیونکہ نیکیوں کا ثواب رمضان میں کئی گناہ ہوجا تا ہے .

(۳) حدیث میں ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے تو یہ کہتے " **اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت** . (ابو داؤد ۱ / ۱۵۵)

(۴) قصداً قے کرنا.

(۵) روزے کی نیت کا انکار کردینا اگرچہ دن بھر کچھ کھایا یاپیا نہ ہو.

(۶) مرتد ہوجانا، نعوذ باللہ تعالی من ذلک . (۱)

روزے کے مکروہات :

خاتون اسلام، چند چیزوں سے روزہ مکروہ ہوجاتاہے وہ یہ ہیں :

(۱) وضو کرتے وقت مبالغہ سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا. (۲)

(۲) سرمہ استعمال کرنا.

(۳) چیونگم چوسنا.

(۴) کسی سالن یا پکی ہوئی چیز کو چکھنا تاکہ اس کا مزہ یا نمک وغیرہ کا اندازہ لگایا جاسکے .

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " ومن یکفر بالإیمان فقد حبط عمله" وقوله " لئن أشرکت لیحبطن عملك . (الزمر : ۶۵) جو ایمان کا انکار کردے تو تمام اعمال ضائع ہوگئے. اور " اگر آپ شرک کریں تو آپ کے بھی اعمال ضائع ہوجائیں گے.

نیت کے انکار سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے . کیوں کہ اعمال کا دار مدار نیت پر ہے اگر کسی نے روزہ نہ رکھنے کی نیت کی اور پختہ ارادہ بھی کرلیا تو وہ روزہ دار نہیں ہے اگرچہ کھانا پینا ترک کردے .

(۲) حدیث میں ہے " جب تم وضو کرو تو مبالغہ سے کلی اور ناک میں پانی ڈالو البتہ جب تم روزے سے ہو " (ابو داؤد ۱ / ۵۵۲)

(۵) پچھنا لگوانا یا فصد کھلوانا. (۱)
اس لئے آپ ان چیزوں سے اجتناب کرنے کی کوشش کیجئے اگرچہ ان کے ارتکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا.

روزے کے مباحات :

خاتون اسلام، روزہ دار کے لئے کچھ چیزیں مباح وجائز ہیں جو یہ ہیں :
(۱) مسواک کرنا.
(۲) ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنا، جب گرمی شدید ہو .
(۳) ایسی حلال دوائیں استعمال کرنا جو معدہ تک نہ پہنچیں .
(۴) خوشبو استعمال کرنا .

---

(۱) سرمہ لگانا اور چیونگم چوسنا، اور سالن چکھنا وغیرہ، یہ سب مکروہات میں سے ہیں کیونکہ حلق سے نیچے جانے کا خطرہ رہتا ہے، اسی طرح سے پچھنا لگوانا فصد کھلوانے سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے . کیونکہ اس سے جسم میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور روزہ توڑنے کی نوبت آجاتی ہے .

جن چیزوں سے روزے پر کچھ فرق نہیں پڑتا :

(۱) گرد وغبار منھ میں چلا جانا.

(۲) بغیر قصد کے منھ میں مکھی کا چلاجانا.

(۳) تھوک کا نگل جانا اگرچہ زیادہ مقدار میں ہو.

(۴) احتلام ہوجانا.

(۵) طلوع فجر کے بعد حالت جنابت میں رہنا.

روزہ توڑدینے کا حکم :

جس شخص نے رمضان میں روزہ رکھ کر قصداً جماع (مباشرت) کرکے روزہ باطل کردیا تو اس پر قضاء وکفارہ دونوں واجب ہے (۱) یعنی اس دن کی قضاء کے ساتھ یا تو ایک غلام آزاد کرے ، یا دومہینے کے مسلسل روزے رکھے، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے.

---

(۱) کفارہ کو کفارہ اس لئے کہتے ہیں کہ رمضان کی حرمت کی بے حرمتی کرکے جو گناہ کیا ہے اس کا بدلہ ہوجائے . اس لئے جس نے رمضان کے علاوہ نفلی روزے کو فاسد کردے اس کے ذمہ صرف قضاء ہے. کیونکہ وہاں رمضان کے عظمت نہیں پائی جاتی جس میں قرآن نازل ہوا .

مسئلہ : اگر شوہر نے بیوی کو جماع پر مجبور کردیا تو عورت پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں، اور شوہر پر قضاء وکفارہ دونوں واجب ہے اور گناہ کا بھی وہی مستحق ہوگا .

اور اگر کسی نے اپنا روزہ جماع کے علاوہ قصداً کھا پی کر فاسد کر دیا تو امام مالک اور فقہاء مدینہ (نیز امام ابو حنیفہ) کے نزدیک قضاء وکفارہ دونوں واجب ہے لیکن ان کے علاوہ دوسرے علماء کے یہاں صرف قضاء واجب ہے . اگر کسی شخص نے بھول کر ممنوعات صیام کا ارتکاب کرلیا تو اس پر کچھ واجب نہیں، اور وہ اپنا روزہ بدستور پورا کرے، اگر کوئی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوتا. اسی طرح رمضان کے قضاء کا روزہ فاسد کردینے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ اس دن کی قضاء اس کے ذمہ واجب ہوتی ہے .

اعتکاف رمضان :

خاتون اسلام ! رمضان مبارک میں اعتکاف کی بڑی فضیلت آئی ہے . اعتکاف کی تعریف یہ ہے، کوئی شخص رمضان میں ایک رات اور ایک دن یا اس سے زیادہ عبادت کے لئے کسی مسجد میں بیٹھ جائے، قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے. اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا تھا . اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا تھا . (۱)

---

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کا اعتکاف کرنا بخاری ومسلم کی احادیث سے ثابت ہے .

لہذا عورتوں کو بھی اپنے گھر کی مسجد میں (نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) اعتکاف کرنا چاہیے .

اعتکاف کرنے والی خاتون عبادت کے علاوہ تمام چیزوں سے اجتناب کرے . اور صرف قضاء حاجت ، اور وضوء اور بعض ضروری اشیاء کی خرید اور انتظام کے لئے باہر نکلے . اور اعتکاف جماع سے فاسد ہوجاتا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد گرامی ہے : **ولاتباشروهن وأنتم عاكفون فى المساجد.** تم لوگ حالت اعتکاف میں عورتوں سے جماع نہ کیا کرو. (البقرہ : ۱۸۷)

صدقہ فطر :

خاتون اسلام ہر مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا آزاد ہو یا غلام صدقہ فطر واجب ہے. (۱) جس کی مقدار ایک صاع کھجور یا ایک صاع گیہوں یا چاول یا جو ہے .

صاع چار مرتبہ ہتھیلیوں میں بھرنے کی مقدار کے برابر ہوتا ہے صدقہ فطر کو عیدالفطر کے دن نماز عید سے پہلے نکالنا واجب ہے. اسی طرح عید سے ایک دو دن پہلے بھی نکالنا جائز ہے . اگر عید کی نماز کے بعد عمومی طور پر نکالدیا گیا تو کافی ہوگا .

صدقہ فطر فقراء ومساکین کے علاوہ کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے .

---

(۱) اس کی دلیل یہ حدیث ہے . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام، آزاد، مرد وعورت چھوٹے، بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے . (بخاری ۲ / ۱۵۳)

حج اور عمرہ کا بیان

خاتون اسلام، حج وعمرہ قولی اور فعلی عبادتوں کا مجموعہ ہے. اور حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور عمرہ ایک مرتبہ واجب یا سنت موکدہ ہے ، اور حج اور عمرہ دونوں کے کچھ احکام ومسائل ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں :

الف ۔ وجوبِ حج وعمرہ کے شرائط :

استطاعت کا ہونا، یعنی بدنی اور مالی قدرت رکھنا . (آمد ورفت کے لئے زاد راہ اور سواری اور سفرحج کی مدت تک اہل وعیال کے اخراجات کا انتظام ہو)
راستہ کا پر امن ہونا، عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا .
اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

" **ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا** " (آل عمران : ۹۷)
ترجمہ : اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں وہ اس کا حج کریں " (۱)

---

(۱) مذکورہ آیت کریمہ حج کے فرضیت کی دلیل ہے . اور عمرہ کے وجوب کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے "**واتمو الحج والعمره لله** " اور پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ کی رضا کے لئے" (البقرہ : ۱۹۶) .

ب۔ حج وعمرہ کے ارکان :

حج کے ارکان چار ہیں :

احرام ، وقوف عرفہ ، طواف زیارت اور اس کے بعد سعی .

عمرہ کے ارکان تین ہیں :

احرام ، طواف اور سعی ، اور اس میں صرف ایک واجب ہے ، جو یہ ہے کہ سعی کے بعد حلق یا قصر کرانا .

ج۔ حج کے واجبات :

حج کے واجبات حسب ذیل ہیں .

(۱) دسویں ذی الحجہ کی شب میں مزدلفہ میں وقوف کرنا . (۱)

(۲) دسویں تاریخ کو جمرہ ء عقبی کی رمی کرنا.

(۳) حلق یا قصر کرنا .

---

(۱) اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے " **فإذا أفضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام** . (البقرہ ۱۹۸) ترجمہ : جب عرفات سے تم روانہ ہوجاؤ تو مشعر حرام کے قریب اللہ کا ذکر کرو ، مشعر حرام سے مراد مزدلفہ ہے.

(۴) اور ایام تشریق کے تینوں دن ورات منی میں گزارنا جو جلدی نہ کرے اور جو جلدی روانہ ہو تو اسے دو دن ورات کافی ہے . (۱)
(۵) منی کے قیام کے دوران تینوں جمرات کی رمی کرنا جو زوال کے بعد ہوگی .
(۶) طواف وداع کرنا. (۲)
اسی طرح ارکان حج میں بھی کچھ واجبات ہیں، چنانچہ وقوف عرفہ میں واجب یہ ہے کہ وہ زوال کے بعد کیا جائے اور وہ رات تک جاری رہے .
اور طواف کے واجبات (۳) یہ ہیں کہ عورت پاک وصاف ہو ، ستر عورت کی ہوئی ہو، اور حجر اسود سے طواف شروع کرے . طواف کے ساتوں چکر پے در پے ہوں .

---

(۱) اس کی دلیل یہ ارشادباری ہے " **واذكروا الله في أيام معدودات فمن تعجل في يومين فلا إثم عليه ومن تأخر فلا إثم عليه** (البقرہ : ۲۰۳)
ترجمہ : ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو، جو شخص منی میں دو دن قیام کرکے واپسی کی جلدی کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، نہ اس شخص پر کوئی گناہ ہے جو تاخیر کرکے جائے .
(۲) اس کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے، لوگوں کو یہ حکم دیا گیاکہ ان کا اخری تعلق بیت اللہ سے ہو لیکن آپ نے حائضہ عورت کے لئے اس کی تخفیف فرمائی . (بخاری ۲ / ۹۰۲ و مسلم ۴ / ۹۳)
(۳) طواف اور سعی اور احرام کے واجبات عام طور پر حج اور عمرہ دونوں میں ایک ہی ہیں .

سعی کے واجبات یہ ہیں ، سعی طواف کے بعد ہو، سعی کے ساتوں چکر پے در پے ہوں . سعی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے .
احرام کے واجبات یہ ہیں : احرام میقات سے باندھے ، محرم سلے ہوئے کپڑے اتار دے ، احرام باندھتے وقت حج کی تینوں قسموں میں سے کسی ایک قسم کی نیت کرتے وقت یہ کلمات کہے " **لبیک اللهم لبیک حجاً أو عمرةً یا حجاً وعمرةً**"

ممنوعات احرام :

جب کوئی شخص احرام باندھ لے تو اسے مندرجہ چیزیں کرنا ممنوع ہو جاتا ہے .

(۱) سلا ہوا کپڑا پہننا، سر ڈھکنا .
(۲) خوشبو لگانا.
(۳) شکار کرنا .
(۴) جماع اور متعلقات کا ارتکاب کرنا .
(۵) ناخن تراشنا .
(٦) سر منڈانا، بال کتروانا، (کسی جگہ کا بھی ہو) (۱)

---

(۱) ہم نے حج کے ارکان اور اس کے واجبات اور محظورات کا جو کچھ تذکرہ کیا ہے وہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، لیکن کتاب وسنت سے اس کے دلائل اختصار کے پیش نظر ذکر نہیں کئے ہیں، جو تفصیلی دلائل دیکھنا چاہتا ہے وہ جامع الاصول ۳ / ۴۷۸ کا مطالعہ کرے.

فضائل حج وعمرہ :

خاتون اسلام حج وعمرہ افضل اعمال اور تقرب الٰہی کا عظیم ذریعہ سمجھا جاتا ہے. چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے :

۱ ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حج مبرور کا ثواب جنت ہے .(۱)

۲ ـ جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور اس میں جماع اور فسق وفجور سے بچے تو وہ گناہ سے ایسا پاک ہوکر لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے دنیا میں آیا تھا (۲)

۳ ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حج اور عمرہ بار بار کیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر وفاقہ اور گناہوں کو اس طرح ختم کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو ختم کردیتی ہے . (۳)

۴ ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے . (یعنی اجر وثواب میں) (۴)

---

(۱) بخاری ۳ / ۲ مسلم ۴ / ۱۰۷

(۲) بخاری ۱ / ۲۵ ومسلم ۴ / ۱۰۷ .

(۳) احمد ۶ / ۱۶۵ ، ترمذی ۳ / ۱۶۶ وغیرہ .

(۴) بخاری ۳ / ۲۳ ومسلم : ۴ / ۶۱

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : عورتوں کے لئے ایسا جہاد ہے جس میں قتل وقتال نہیں ہے وہ حج وعمرہ ہے . (۱)

اخیر میں میں تمام عورتوں کو نصیحت کرتاہوں کہ وہ فریضہ حج اور واجب عمرہ کی ادائیگی ہی پر اکتفا کریں اور پھر اپنے گھر میں ہی مقیم رہیں (اور بار بار حج وعمرہ کی کوشش نہ کریں) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے جنھوں نے آپ کے ساتھ حج وداع میں حج کرلیا تھا، یہ فرمایا کہ " یہ تم لوگوں کا حج ہوگیا، اور بس اسی پر اکتفا کرو . (۲)

---

(۱) احمد ۶ / ۱۶۵ ابن ماجہ ۹۶۸ اصلہ فی البخاری ۲ / ۱۵۶ .

(۲) صحیح یہ ہے کہ یہ مقولہ حضرت ابن عمر پر موقوف ہے اوراس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ضعیف ہے "

حج وعمرہ کرنے کا طریقہ

خاتون اسلام حج مقبول اسے کہتے ہیں جسمیں حاجی نے تمام ارکان حج اور اس کے واجبات اور سنتوں اور آداب کی ادائیگی بحسن وخوبی کی ہو.

حج کرنے کا طریقہ :

سب سے پہلے آپ غسل کیجئے (۱) اور اپنے ناخن تراشئے اور پاک وصاف کپڑے پہن لیجئے اور جب میقات پہنچ جائیں تو نماز فرض یا نفل کے بعد "**لبیک اللھم لبیک**" کہہ کر حج یا عمرہ، یا حج وعمرہ دونوں کی نیت کرلیجئے، کیونکہ تینوں طرح کی نیت کرنا جائز ہے اور پھر "**لبیک اللھم لبیک ، لبیک لا شریک لک لبیک ، إن الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک**" کا تلبیہ بار بار

---

(۱) احرام سے قبل غسل کرنا اور نماز پڑھنا سنت ہے . اسی طرح تلبیہ کثرت سے کہنا اور حجر کا بوسہ دینا، یا ہاتھ سے اس کو چھونا اور اشارہ کرنا سنت ہے، اور مقام ابراھیم کے پیچھے دوگانہ ادا کرنا اور زم زم بھی پینا سنت ہے . سنت واجب کے علاوہ ہے ، اگر واجب چھوٹ جائے تو اس کی تلافی دم دینے سے ہوتی ہے، لیکن سنت چھوٹ جانے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، اس کے علاوہ کچھ اور سنتیں ہیں، جیسے نویں ذی الحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا، جہاں تک داہنا مونڈھا کھلا رکھنے اور طواف میں رمل کرنے اور سعی میں تیز چلنے کی بات ہے تو سب چیزیں عورتوں کے علاوہ مردوں کے لئے مخصوص سنتیں ہیں.

دہراتے رہئے تاآنکہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں، اور حجر اسود کے پاس ہاتھ سے اشارہ کرکے " **بسم اللّٰہ واللّٰہ أکبر**" کہکر طواف شروع کیجئے، حجر اسود کا بوسہ دینا سنت ہے . اور ازدحام کے وقت (عورتوں کو) چھوڑ دینا افضل ہے، اور آپ سات چکر طواف چلتے ہوئے مکمل کیجئے . جس میں ذکر اللہ اور جو مناسب دعائیں یاد ہوں پڑھتے رہیے اور اللہ سے مانگتے رہیے، اور جب طواف سے فارغ ہوجائیں تو مقام ابراھیم کے پیچھے مردوں سے علاحدہ ہوکر دو رکعت نماز ادا کیجئے اس کی پہلی رکعت میں " **قل یا أیہا الکفرن** " اور دوسری رکعت میں " **قل ھو اللّٰہ احد** " سورہ فاتحہ کے بعد پڑھیے . پھر زم زم کا پانی پیجئے اور اللہ تعالیٰ سے جو جی چاھے دعا کیجئے پھر صفا ومروہ کی طرف جائیے، صفا کے اوپر چڑھ کر تکبیر وتہلیل کیجئے اور وہاں سے اتر کر مروہ کی طرف چلئے وہاں پر بھی قدرے چڑھ کر تکبیر وتہلیل کہئے اور پھر وہاں سے اتر کر صفا کا رخ کیجئے، اس طرح سے صفا ومروہ کی سات مرتبہ سعی کیجئے، سعی سے فارغ ہونے کے بعد اگر آپ صرف عمرہ کا احرام باندھی ہوئیں ہیں تو انگلی کے ایک پور کے بقدر اپنے گھر جاکر یا لوگوں سے دور ہوکر کٹوالیجئے اس طرح آپ کا عمرہ پورا ہوگیا اور آپ حلال ہوگئی ہیں .

اگر آپ حج افراد یا حج قران کی نیت کی ہوئی ہیں تو احرام باندھے رہئے اور آٹھویں ذی الحجہ کو " **لبیک اللھم لبیک** " کہتے ہوئے منیٰ کے لئے روانہ ہوجائیے تاکہ وہاں نویں ذی الحجہ کی شب گزارئے . اور نویں ذی الحجہ کو جب

سورج طلوع ہوجائے تو عرفات کے لئے روانہ ہوجایئے اور عرفات پہنچ کر ظہر وعصر کی نماز جمع وقصر کرکے ادا کیجئے اور میدان عرفات میں غروب آفتاب تک وقوف کیجئے اور خوب تضرع اور خوف وخشیت سے ذکر ودعا میں مشغول رہئے. اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہوجایئے اور مزدلفہ پہنچ کرمغرب وعشاء کی نماز جمع وقصر کرکے پڑھئے، البتہ مغرب کی نماز پوری پڑھی جائے. اور مزدلفہ میں رات گزارئے اور پھر فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہوجایئے اور جمرہ عقبہ ء کو سات کنکریوں سے رمی کیجئے اور کنکری مارتے وقت "اللہ اکبر" کہئے اور پھر انگلی کے پور کے برابر اپنے بال کٹوائے پھر مکہ جاکر طواف افاضہ کیجئیے. جو ارکان حج میں ہے، پھر منیٰ لوٹ آیئے اور وہاں دو دن یا تین دن گزارئے اور ان دونوں دن میں تینوں جمرات کو زوال کے بعد غروب آفتاب کے تک کنکریاں ماریئے، اگر ازدحام کی وجہ سے رات میں کنکریاں مارنا پڑجائے تو ایسا کرنا جائز ہے اور کوئی حرج نہیں، رمی ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارنے سے ہوتی ہے. چھوٹے جمرہ (جو مکہ سے دور ہے) سے شروع کیجئے پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرے کو یکے بعد دیگرے رمی کیجئے. اور جب منیٰ کے دو یا تین دن مکمل کرلیجئے، اور اپنے وطن واپسی کا ارادہ ہوجائے تو بیت اللہ کا طواف وداع کیجئے، جبکہ حیض ونفاس والی عورت پر طواف وداع واجب نہیں ہے.

اس کے بعد آپ کا حج مکمل ہوگیا، اللہ تعالی آپ کا حج قبول فرمائے . (۱)

عمرہ کرنے کا طریقہ :

عمرہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے غسل کیجئے اور میقات سے احرام باندھئے ، اور بیت اللہ پہنچ کر سات چکر طواف کیجئے . اوراس کے بعد مقام ابراھیم پر دو رکعت نماز ادا کیجئے . اور پھر صفا ومروہ جاکر سات چکر لگائیے، اور سعی مکمل کرنے کے بعد انگلی کے پور کے برابر اپنے بال کٹوائے، اسطرح آپ کا عمرہ مکمل ہوجائے گا . اللہ تعالی شرف قبولیت سے نوازے .

یہاں اسلام کے پانچوں رکن، شہادتین، نماز، زکاۃ، روزہ ، اور حج کی تفصیلات پائے تکمیل کو پہنچ گئی ہیں .

اس کے علاوہ کچھ اور بھی واجبات اور آداب ، اور اخلاقیات کی تعلیمات ہیں، جسے ہر مسلمان خاتون کا جاننا ضروری ہے، جسے آئندہ صفحات میں ہم تحریر کررہے ہیں تاکہ آپ اس کی معلومات حاصل کرکے اس پر عمل کیجئے تاکہ سعادت دارین سے مشرف ہوں . (ان شاء اللہ تعالی)

---

(۱) یہ حج وعمرہ کی ادائیگی کی تفصیلات تھیں. اس لئے آپ اسے بار بار پڑھئے اور غور وفکر کیجئے اگر آپ کو حج وعمرہ نصیب ہو تو اس کے مطابق عمل کیجئے تاکہ آپ کا حج وعمرہ مقبول ہو، اور حج وعمرہ کے دوران اس کتاب کے مولف (ومترجم) کو اپنی پرخلوص ونیک دعاؤں میں نہ بھولئے .

خاتون اسلام کے واجبات

خاتون اسلام آپ کے اوپر بہت سی چیزیں واجب ہیں، جو آپ کی زندگی کی بنیاد اور آپ کے کمال کا سرچشمہ ہیں، اور اس پر آپ کی سعادت ونیک بختی منحصر ہے. اس لئے آپ پورے اخلاص اور سچائی سے اس پر عمل کرنے کے لئے کمربستہ ہوجائیں. ان واجبات کی بنیاد تعداد سات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں.

(۱) محافظت نماز :

پانچوں وقت کی نمازوں کو انکے اوقات میں ادائیگی کا اہتمام کیجئے، اور قیام وقعود، اور رکوع وسجودمیں پورے خشوع وخضوع کا مظاہرہ کیجئے، اور حالت قیام میں جائے سجدہ پر نگاہ رکھئے. اور نماز کے بعد اذکار اور دعاؤں کو پڑھئے جو یہ ہیں: تین مرتبہ "**استغفراللّٰه**" کہئے پھر ان دعاؤں کو پڑھئے "**اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والإکرام . اللهم اعنی علی ذکرک، وشکرک وحسن عبادتک . لا إله إلااللّٰه وحده لا شریک له،له الملک وله الحمد وهو علی کل شیی ء قدیر، اللهم لامانع لما أعطیت ولامعطی لما منعت ولاینفع ذالجد منک الجد، لاإله إلا اللّٰه ولانعبد إلا إیاه، له النعمة، وله الفضل وله الثناء الحسن الجمیل وهو علی کل شیی ء قدیر**"

پھر ان اذکار ودعاؤں کے بعد ۳۳ مرتبہ "**سبحان اللّٰہ**" اور ۳۳ مرتبہ "**الحمد للّٰہ**" اور ۳۳ مرتبہ "**اللّٰہ اکبر**" اور آخر میں "**لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیی ء قدیر**" ایک مرتبہ کہئے.

اور ان سنتوں کو اھتمام سے پڑھئے "ظہر سے قبل دورکعت، اور اس کے بعد دو رکعت ، عصر سے قبل دو رکعت ، مغرب کے بعد دو رکعت، اور عشاء کے بعد دو رکعت ، اور فجر سے قبل دو رکعت اور وتر کی تین رکعت جو کہ عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے، اس کا پڑھنا واجب ہے .

(۲) اطاعت شوہر : (۱)

شوہر اور والدین یا ان میں سے جو بھی باحیات ہو ان کی اطاعت آپ پر واجب ہے . ان کی اطاعت کامطلب یہ ہے کہ ان کے حکم کی تعمیل کیجئے اور ان سے خوش کلامی اور حسن اخلاقی سے پیش آئیے اور ان کے سامنے اپنی آواز پست رکھئے ان کی مخالفت سے اجتناب کیجئے، کوتاہی ہوجانے پر ان سے معذرت اور معافی طلب کیجئے اور ان سے خندہ پیشانی سے پیش آئیے .

---

(۱) بیوی کا شوہر کی اطاعت باتفاق علماء صرف نیکی وبھلائی کے کاموں میں واجب ہے

(۳) تربیت اولاد :

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے نوازا ہے تو ان کی تعلیم وتربیت آپ کے ذمہ واجب ہے، لہذا آپ ان کو حسن اخلاق، اور قولی اور عملی تمام خوبیوں کی تعلیم دیجئے، جیسے وعدہ پورا کرنا، سچ بولنا، بری باتوں سے اجتناب کرنا، صفائی وستھرائی کا خیال رکھنا، صحت وعافیت کا اہتمام کرنا.

(۴) امور خانہ داری :

گھریلو امور سے متعلق تمام چیزوں کا خیال رکھنا اور ان ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی پورا کرنا جو آپ کے واجبات حیات میں سے ہیں. مثال کے طور پر، اپنے گھر کو صاف وستھرا رکھنا، گھریلو اشیاء کو سلیقہ سے مرتب کرنا، کھانے وپینے کا انتظام کرنا، اوڑھنے وبچھانے کی چیزوں کو تیار کرنا، جس میں کپڑا سلنا، ودھلنا، اور گھر کی تمام چیزوں کو حفاظت سے رکھنا اور صفائی وستھرائی اور شور وغل جس سے گھر کا سکون واطمینان رخصت ہوجاتا ہے اور غمی وپریشانی کی علامت ہوتی ہے. ان تمام چیزوں سے گھر کو محفوظ رکھنا ہے.

(۵) اطاعت والدین :

والدین اور تمام عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک کرنا آپ کے اہم واجبات میں سے ہے. کیونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بے شمار جگہ تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے :

" **وبالوالدين إحسانا**" (البقرة : ۸۳) اور والدین کے ساتھ احسان کرو.

" **ان اشكر لى ولوالديك** " (لقمان : ۱۴) میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی . " **واتقوا الله الذى تسألون به والأرحام** (النساء : ۱) اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو، اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو .

اسی طرح رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں میں سے یہ فرمایا ہے "اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا " (۱)

ایک حدیث میں فرمایا : جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہیں ہوگا. (۲)

والدین کیساتھ نیکی ان کی نیکی میں اطاعت،اور ان سے برائی اور تکلیف دہ چیزوں کو دفع کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے حاصل ہوتی ہے، اور اسی طرح سے عزیز واقارب کیساتھ صلہ رحمی، ان کی مزاج پرسی اور زیارت، اوران کی مدد اور انکی خوشیوں، غموں میں شرکت اور ان کی قولی وفعلی تمام ایذا رسانی سے اجتناب کرنے سے حاصل ہوتی ہے .

---

(۱) بخاری : ۸ / ۴ و مسلم : ۱ / ۶۴

(۲) بخاری ۸ / ۶ و مسلم : ۸ / ۸

(۶) حفاظتِ عزت و عصمت :

اپنی عزتِ وعصمت کی حفاظت آپ کے فرائض زندگی میں سے ہے، وہ اس طور پر کہ آپ اپنی نگاہوں کو نیچی اور آواز کو پست رکھئے اور بغیر ضرورت اپنے گھروں سے نہ باہر نکلئے، اور دروازہ پر کھڑی ہونے اور کھڑکی سے جھانکنے اور تاکنے سے اجتناب کیجئے، اور غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کا اہتمام کیجئے، ان سے صرف سلام پر اکتفاء کیجئے اور نہ ان سے مصافحہ کیجئے اور نہ ہی ان سے خلوت اختیار کیجئے کیونکہ وہ ایسے رشتہ دار ہیں جو غیر محرم ہیں، اسی طرح آپ کے یہاں آیا ہوا مہمان آپ کی آواز نہ سنے ، کیونکہ ایسی عورتیں دیوث صفت ہیں جن کی آوازیں باہر مہمان سنا کرتے ہیں، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورت کی کون سی صفت بہتر ہے. انھوں نے عرض کیا : جنھیں مرد نہ دیکھیں اور جو خود مردوں کو نہ دیکھیں .

(۷) پڑوسی کیساتھ حسن سلوک :

پڑوسی کیساتھ احسان وحسن سلوک اور ان کی مزاج پرسی اور ان کی ایذا رسانی سے اجتناب اور ان کی مدد ونصرت ان کے پاس ھدیہ وتحائف بھیجنا خاتون اسلام کی اہم صفات میں ہے .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ، کوئی پڑوسن اپنے پڑوسی کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ اس کی خدمت میں کم گوشت والی ھڈی ھدیہ میں بھیج دے " (۱)

اللہ تعالیٰ نے بھی پڑوسی کیساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے، ارشاد ہے :

" **والجار ذی القربی والجار الجنب** " (النساء : ۳۶)

اور پڑوسی رشتہ دار سے اور اجنبی ہم سایہ سے حسن سلوک کرو .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرئیل مجھے پڑوسی کیساتھ حسن سلوک کی برابر وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث بنادیں گے " (۲)

خاتون اسلام یہ بعض دینی ومعاشرتی آپ کے واجبات تھے، اس لئے اس کی ادائیگی اور سبکدوشی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور اس کے لئے کمربستہ ہوجائے، اللہ آپ کے ساتھ ہے، آپ کے اعمال صالحہ کو وہ ضائع نہیں کرے گا .

---

(۱) بخاری ۳ / ۱۹۰ ومسلم ۲ / ۹۳

(۲) بخاری ۸ / ۱۲ ومسلم ۸ / ۳۷

خاتون اسلام کے آداب

خاتون اسلام آپ جیسی خواتین کے لئے کچھ شرعی آداب وطور طریقے ہیں جس کے مطابق اپنے کو ڈھالنا اور زندگی گزارنا ہے یہ آداب واصول بہت ہیں جن میں سے بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ آپ ان کی معلومات رکھئیے اور اپنی زندگی کو ان سے آراستہ کیجئے.

(۱) ذکر اللہ :

جب کسی کام کو شروع کیجئے تو اللہ تعالی کے نام سے شروع کیجئے کیونکہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جن کا ہر عمل ہمارے لئے نمونہ اور اسوہ ہے ہر موقع پر اللہ تعالی کا ذکر کیا کرتے تھے. (۱)

چنانچہ آپ بھی کھانا کھاتے پانی پیتے، لباس پہنتے، کھانا پکاتے، وضو اور غسل کرتے، اور حمام میں داخل اور خارج ہوتے وقت (۲) " بسم اللہ " پڑھئے.

---

(۱) مسلم ۱ / ۱۹۴

(۲) حمام سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھنا مستحب ہے "الحمد للّٰہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی.

(۲) طہارت ونظافت :

آپ اپنے کپڑے، جسم اور گھر کی نظافت وصفائی کا اہتمام کیجئے کیونکہ نظافت ایمان کا حصہ ہے، حدیث میں ہے " **الطھور شطر الایمان**" (۱) طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے.

گندگی، خاتون اسلام کے مزاج وطبیعت طیبہ کے منافی ہے اسی طرح اپنے بچوں کی ہر لحاظ سے صفائی وستھرائی کا خیال رکھئے کیونکہ آپ ہی ان کی تہذیب وتربیت کی ذمہ دار ہیں اور ان کی نیکی وبھلائی، آپ کی دنیوی واخری سعادت وکرامت کا ذریعہ ہے.

(۳) پردہ پوشی :

آپ اپنے کپڑوں کو اتنا لمبا کیجئے جس سے آپ کے دونوں قدم چھپ جائیں اور اپنے سروں پر دوپٹہ اوڑھئے تاکہ آپ کے سر کے بال ڈھک جائیں، اسطرح کا لباس اپنے گھر میں اپنے محرموں والد، بھائی، لڑکے کی موجودگی میں اختیار کیجئے، اور گھر سے باہر آپ کے چہرے، ہتھیلی، اور قدم میں سے کچھ بھی ظاہر نہ ہو جسے کوئی اجنبی دیکھ سکے، اور نہ باہر خوشبو لگا کر نکلئے اور نہ ہی باہر زیب وزینت کے لباس کا مظاہرہ کیجئے.

---

(۱) مسلم : ۱ / ۱۴۰

حدیث میں ہے " جو عورت خوشبو لگالے تو اسے ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ حاضر ہونا چاہئے. (۱)

(۴) کثرت خروج سے اجتناب :

آپ گھر سے بہت زیادہ باہر نہ نکلئے، کیونکہ ہر وقت اندر وباہر آنے وجانے والی عورتیں معاشرہ میں اچھی نہیں سمجھی جاتیں. کیونکہ اس سے شرم وحیا ختم ہوجاتی ہے، حیا ایمان کا ایک بڑا حصہ ہے اگر حیا رخصت ہوگئی تو ایمان بھی جاتا رہا. عورت میں سب سے بڑی خوبی اس کا شرم وحیا سے متصف ہونا ہے، اگر وہ شرم وحیا سے محروم ہوگئی تو بھلائی ونیکی کی ہر چیز سے محروم ہوگئی اور اس عورت کی کوئی قدر وقیمت نہیں جس میں کوئی نیکی وبھلائی نہ ہو.

(۵) نقاب کا استعمال :

اگر آپ کو کسی ضرورت سے نکلنا ضروری ہو جیسے رشتہ داروں کی زیارت، دعوت میں شرکت، مسجد میں حاضری، عید گاہ میں نماز استسقاء وغیرہ کے لئے جانا. تو آپ سراپا پردہ پوش ہو کر باہر نکلئے. اور زیورات کی نمائش سے بچئے (اور خوشبو وغیرہ سے اجتناب کیجئے) کیونکہ یہ سب چیزیں پردے کے منافی ہیں. کیونکہ

---

(۱) مسلم : ۲ / ۳۲

ان چیزوں کے ارتکاب سے ان اصول اور آداب کو ترک کردینا لازم آئے گا جو عورت کے فضل وکمال اور سعادت کا مصدر اور منبع ہے.

(٦) بدنگاہی سے اجتناب :

گھر کے دروازے پر کھڑے ہونے اور چھتوں اور کھڑکیوں سے جھانکنے اور تاکنے سے اجتناب کیجئے. کیونکہ یہ آداب کے منافی اور شرور وفتن اور آزمائش وپریشانیوں کا سبب اور موجب ہے. اس لئے آپ رضا الٰہی کے حصول کے لئے اپنے گھروں سے وابستہ رہیئے اور اللہ کے دئے ہوئے پر قناعت اختیار کیجئے اور قضاء الہی کے سامنے سر تسلیم خم رہئے. اللہ تعالی نے اپنے نبی کی ازواج مطہرات جوکہ امہات المومنین ہیں، کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے :

" وقرن فی بیو تکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الأولى واقمن الصلاة وآتين الزكوة وأطعن الله ورسوله (الاحزاب : ٣٣)

ترجمہ : اوراپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاھلیت قدیم کے مطابق اپنے کو دکھاتی مت پھرو اور نماز کی پابندی رکھو، اور زکاۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو.

(۷) آداب عامہ کی رعایت :

آپ اپنی آواز کو پست ودھیمی رکھئے، حسن کلام، طیب خاطر کواپنا شیوہ بنائیے۔ خیر ونیکی کی چیزوں میں دلچسپی رکھئے اور اس میں حسب استطاعت مدد ونصرت سے حصہ لیجئے، شر وبرائیوں سے نفرت کیجئے، سڑک پر کنارے چلئے، لوگوں سے مزاحمت سے گریز کیجئے، راستے میں کھانے پینے اور باتیں کرنے سے اجتناب کیجئے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں آداب اور مروت اور شرف وکرامت کے منافی ہیں، ان کے ارتکاب سے آپ کی عزت وشرف وکرامت مجروح ہوسکتی ہے۔ آپ ان عورتوں سے دھوکہ میں نہ آئیے جو بے پردہ ہو کر سڑکوں میں کھاتی وپیتی اور باتیں کرتی، گھومتی پھرتی ہیں۔ ان عورتوں نے اسلامی تعلیمات اور اسوہ مومنات کونظر انداز کرکے کافرات کی اندھی تقلید کر رکھی ہے، **نعوذ باللّٰہ من ذلک۔**

خاتون اسلام کے اخلاق

خاتون اسلام ، اچھے اخلاق آپکی زندگی کی بنیاد اور اس پر آپکی سعادت کا دارومدار ہے . حسن اخلاق سے مشرف ہونا غیر معمولی خیر وبرکت کی علامت ہے . اور اس سے محرومی ، انتہائی بدبختی اور خیر وبرکت سے محرومی ہے .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی وبھلائی کے متعلق سوال کرنے والے کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے : **البر حسن الخلق** (۱) نیکی حسن اخلاق کا نام ہے .

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ جنت میں لوگ اکثر کس چیز کی وجہ سے داخل ہوں گے، آپ نے فرمایا " **تقوی اللّٰہ وحسن الخلق** (۲)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اخلاق کی فضیلت میں یہ ارشاد فرمایا : تم میں سے سب سے پیارا اور نشست میں مجھ سے سب سے قریب قیامت میں وہ ہیں جو خوش خلق ہیں . (۳)

---

(۱) مسلم : ۸ / ۷

(۲) ترمذی ۴ / ۳۶۳

(۳) بخاری ۸ / ۳۴ " ان من احبکم الی احسنکم خلقاً " کی عبارت ہے . اور باقی روایت ترمذی ۴ / ۳۷۰ اور احمد ۴ / ۱۹۳ - ۱۹۴ میں ہے .

حدیث میں ہے " بندہ اپنے حسن اخلاق سے آخرت کے عظیم درجات اور شرف ومنزلت حاصل کرلیتا ہے جبکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے . (۱)

حسن اخلاق، محنت وریاضت اور مواظبت وپابندی کرکے حاصل کئے جاسکتے ہیں، درج ذیل سطور میں اچھے اخلاق کے کچھ طریقے اور نمونے ہم پیش کرتے ہیں آپ ان سے متصف ہونیکی کوشش کیجئے اور حسن خلق، عظیم صفات سے ان شاء اللہ آراستہ ہونے میں کامیاب ہوجائیں گی. اور آپ کے شرف ومنزلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ آپ حسن خلق کی عظیم صفات کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہیں .

(۱) صبر کرنا :

صبر حقیقی یہ ہے کہ آپ اپنے کو اللہ تعالی کی اطاعت وعبادت پر قائم ودائم رکھئے اور اسمیں کسی قسم کی اکتاہت وسستی وکاہلی کا مظاہرہ نہ کیجئے، اسی طرح صبر یہ ہے کہ آپ تمام گناہوں اور بد اخلاقیوں سے دور رہئے جیسے جھوٹ ، خیانت ، دھوکہ ، خست ، تکبر، عجب ، بخل ، شکوہ وشکایت ، تقدیر سے ناراضگی وغیرہ .

---

(۱) طبرانی اوراس کی سند جید ہے .

(۲) عفو و درگذر کرنا :

تمام بری باتوں اور غلط حرکتوں کو جودیکھتی یا سنتی ہیں نظر انداز کیجئے اور عفوودرگزر سے کام لیجئے. برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ اچھائی اور کلمہ طیبہ سے دیجیئے، اور اپنے اہل خانہ یا کسی سے بھی سختی ودرشتگی سے دوچار ہونے پر نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئیے . اگر ان کی آوازیں بلند اور جملے سخت اور بیہودہ ہوجائیں تو آپ اس کے جواب میں اپنی آواز پست اور کلمات نرم رکھئے. اس سے آپ ان کے دل جیت لیں گی اور ان کی محبت حاصل کرلیں گی .

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

"خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين " (الاعراف : ۱۹۹) (۱)

ترجمہ : نرمی اور عفو ودرگذر سے کام لیجئے، اور معروف کی تلقین کیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے .

---

(۱) یہ آیت کریمہ حسن اخلاق کے اہم اصول پر مبنی ہے " **خذ العفو** " کے معنی یہ ہیں کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی کو ایسے اقوال واعمال کا پابند نہ کرے جس پر وہ قادر نہ ہو اسی طرح ایسے آداب واخلاق کا مطالبہ نہ کرے جس سے وہ محروم ہو . " **وامر بالعرف** " کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں اچھی باتوں کا حکم سختی وشدت ودرشتگی کے بجائے نرمی وخوش اخلاقی سے کیا جائے اور قولی یا فعلی یہ چیزیں معروف یعنی اچھائی کے قبیل سے ہوں نہ باطل ومنکر کے قبیل سے، "**اعراض عن الجاهلين**" میں عفو ودرگذر کا حکم ہے. یعنی سختی ودرشتگی کا جواب نرمی اور عفو ودرگزر سے دیا جائے . اخلاق فاضلہ کے لئے اتنی باتیں کافی ہیں . جو نیکی وبھلائی کو بڑھاتی اور امن وسلامتی کے راستے کی طرف رھنمائی کرتی ہیں

ارشاد ہے : **ادفع بالتی هی أحسن فإذا الذی بینک وبینه عداوة کأنه ولی حمیم وما یلقاها إلا الذین صبروا وما یلقاها إلا ذو حظ عظیم** "
(فصلت : ۳۴ - ۳۵)
ترجمہ : آپ نیکی سے (بدی کو) ٹال دیجئے تو پھر یہ ہوگا کہ جس شخص میں اور آپ میں عداوت ہے وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات انھیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے رہتے ہیں.
اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ھدایت فرمارہے ہیں : "
فاصفح عنهم وقل سلام " (الزخرف : ۸۹)
ترجمہ : آپ ان سے در گزر فرمائے اور کہدیجئے کہ تم پر سلامتی ہو.

(۴) باحیاء وباوقار رہنا :
شرم وحیاء اور پروقار رہنے کی کوشش کیجئے کیونکہ یہ ایمان کا حصہ اور نیکی واحسان کی جامع صفت ہے. چنانچہ آپ سب سے قبل اللہ تعالی سے شرم وحیا، گناہوں کو چھوڑکر کیجئے اورفرشتوں سے حیا خلوت میں حسب استطاعت ستر پوشی سے کیجئے، اور اپنے شوہر اور اھل خانہ اور تمام لوگوں سے حیاء اسطور پر کیجئے کہ فحش کلامی اوربیہودہ گوئی سے پرہیز کیجئے اور ایسے کسی قول وفعل کا ارتکاب نہ کیجئے

جو آپ کے وقار وحیاء وعزت کے منافی ہو، شرم وحیا تمام خیر وبھلائی کی چیزوں کا مجموعہ ہے، اور خیر ہی خیر اور خیرات وبرکات کا موجب ہے. (۱)

لھذا آپ اپنی خوبیوں کی حفاظت کیجئے اور پردہ پوشی کیجئے، اور رشتہ داروں میں اپنے کو نہ گرائیے، خوش گفتار ہوئیے اور نگاہ کو نیچی رکھئے، کپڑے لمبا کیجئے، سر کو نہ کھولئے، اور ہمیشہ دوپٹہ استعمال کیجئے، اور اسی وقت اسے اتاریئے جب آپ اپنے شوہر کیساتھ خلوت میں ہوں.

(۴) جود وکرم کرنا :

آپ جود وکرم، داد ودہش کی صفت سے متصف ہوئیے، کھانے یا پینے یا پہننے کی چیزیں یا دوائیں جو فاضل ہوں اسے فقیر ومسکین میں تقسیم کردیجئے، ذرا بھی بخل سے کام نہ لیجئے، رفاہی کاموں میں حصہ لیجئے اور شوہر کے مال سے بھی اجازت لینے کے بعد صدقہ وخیرات کیجئے، آپ بھی اس کے اجر وثواب میں شریک ہوں گی، (۲) اور عذاب اور مصیبت سے محفوظ رہیں گی، اللہ تعالی کا ارشاد

---

(۱) "الحياء كله خير ، الحياء من الايمان ، والحياء لايأتى الابخير" یہ سب احادیث صحیحہ کے جملے ہیں. جامع الاصول میں ملاحظہ کیجئے : ۲/ ۶۱۶ - ۶۲۳ وصحیح مسلم : ۱/ ۴۴۴

(۲) بخاری میں ہے " جب کوئی عورت اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت سے صدقہ کرتی ہے اسے نصف اور شوہر کو نصف اجر ملتا ہے.

گرامی ہے : " **فأما من أعطى. واتقى. وصدق بالحسنى. فسنيسره لليسرى.** (الليل : ۵-۷)

ترجمہ : جس نے دیا اور (اللہ سے) ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، تو ہم اس کے لئے راحت کی چیز آسان کردیں گے .

لہذا آپ بخل و کنجوسی سے اجتناب کیجئے، اور کم وبیش صدقہ کرکے اپنے کو آگ سے بچایئے. اور پڑوسی کیساتھ احسان واکرام اس طرح کیجئے جس طرح آپ عزیزواقارب کیساتھ احسان واکرام کرتی ہیں، اوراس کا یقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے .

(۵) احسان وایثار کرنا :

آپ احسان وایثار کی صفت سے متصف ہوں، لہذا اپنے اہل خانہ کو اپنے اوپر ترجیح دیجئے کیونکہ یہ صالحین اور صدیقین کی صفات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

"**ويؤثرون على أنفسهم ولوكان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون**" (الحشر : ۹)

ترجمہ : اور وہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود فاقہ ہی میں ہوں، اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے، تو ایسے ہی لوگ تو فلاح پانے والے ہیں .

آپ بھوک وپیاس کی شدت برداشت کیجئے تاکہ آپ کے اہل خانہ آسودہ وسیراب رہیں، اور آپ تکان برداشت کیجئے تاکہ وہ آرام کرسکیں اور آپ اسے پستی یا ذلت نہ تصور کیجئے بلکہ یہ آپ کے لئے جمال وکمال ہے. آپ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیکر بذات خود سیّدہ ہوجائیں گی، اور سیّدہ مسودہ سے بہتر ہے، حدیث شریف میں ہے . **خادم القوم سیدّهم** (۱) یعنی قوم کا خادم ان کا سردار ہوا کرتا ہے، کسی سے کہا گیا کہ فلاں شخص تم میں کیسے سردار بن گیا تو اس نے کہا کہ ہم اس کے محتاج ہوگئے اور وہ ہم سے مستغنی رہا. چنانچہ آپ بھی اس صفات کو پہچانئے اور مجاھدہ اور محنت سے اسے حاصل کیجئے.

(٦) خاموشی وخوش آدابی :

خاموشی اور قلت کلام کو اپنا شیوہ بنائیے اور خیر وبھلائی کی باتیں کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "جو اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ خیر وبھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے. (۲)

جب آپ گفتگو کیجئے تو مختصر کیجئے اور صرف اچھی اور نیکی کی بات کیجئے، اللہ تعالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

---

(۱) اسے بخاری نے روایت کیا ہے .

(۲) بخاری ۸ / ۱۳۱ ومسلم ۱ / ۴۹

" **فلاتخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفا وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلیة الأولی** " (الاحزاب ۳۲ / ۳۳)

ترجمہ : تم بولی میں نزاکت مت اختیار کرو (اس سے) ایسے شخص کو خیال (فاسد) پیدا ہونے لگے گا جس کے قلب میں خرابی ہے . اور قاعدے کے موافق بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاھلیت قدیم کے مطابق اپنے کو دکھاتی مت پھرو .

لہذا آپ اپنے لباس وپوشاک، قول وفعل، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے میں طمانیت وسکینت اختیار کیجئے، اور حلم وسلم سے کام لیجئے اور غصہ اور چیخ وپکار سے اجتناب کیجئے، اور خوشی ومسرت منانے میں حق وحدود سے تجاوز نہ کیجئے اور لوگوں کو ذلیل وحقیر نہ سمجھئے، ایسے مواقع پر اللہ تعالی کے شکر اور اس کی حمد وثنا میں کثرت کیجئے .

(۷) عدل وانصاف کرنا :

آپ اپنے ساتھ انصاف کیجئے کیونکہ انصاف اسلام کی خوبیوں میں سے ہے، آپ اپنے شوہر کے ساتھ انصاف کیجئے جس طرح آپ اپنے ساتھ انصاف کو پسند کرتی ہیں اسی طرح دوسرے کے لئے وہ چیز ناپسند کیجئے جو اپنے لئے ناپسند کرتی ہیں، اور اپنے تمام اہل خانہ اور عزیز واقارب اور تمام مسلمانوں کے لئے وہ

چیز پسند کیجئے جو آپ اپنے لئے خود پسند کرتی ہیں، صحیح حدیث میں آیا ہے " تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا تا آنکہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے " (۱)

جس عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے کہ دوسرے کے ساتھ آپ اس طرح معاملہ کیجئے جس طرح آب اپنے ساتھ معاملہ کیا جانا پسند کرتی ہیں، اور اپنے کو دوسرے پر قابل ترجیح نہ خیال کیجئے، اور جس طرح آپ اپنے لئے اچھے الفاظ وکلمات سننا پسند کرتی ہیں، لہذا آپ بھی دوسروں کو ویسے ہی کلمات وجملوں سے مخاطب کیجئے، اور جس طرح آپ اپنی عزت وعصمت اورجان ومال میں کسی طرح ایذا رسانی کو ناقابل برداشت تصور کرتی ہیں، بالکل اسی طرح سے آپ دوسرے کے لئے ناقابل برداشت خیال کیجئے.

ان صفات عالیہ سے متصف ہونے کے بعد آپ اپنے ساتھ انصاف کرنے میں کامیاب سمجھی جائیں گی، اور اپنے ساتھ انصاف، حسن خلق، طہارت قلب اور فطری جودوکرم کا حصہ ہے.

---

(۱) بخاری ۸ / ۱۳۱ و مسلم ۱ / ۴۹

خاتون اسلام کی خصوصیات

خاتون اسلام کی کچھ ذاتی خصوصیات ہیں جس میں مرد اس کا شریک نہیں، جس طرح مردوں کی کچھ خصوصیات ہیں جس میں عورت اس کی شریک نہیں ہے، جب ان میں سے کوئی اپنی ان ذاتی خصوصیات سے نکلنا چاہے گا جسے اللہ تعالیٰ نے مختص اور ودیعت فرمائی ہیں اور دوسرے کی خصوصیت اختیار کرے گا تو فطری بگاڑ اور بشری فساد پیدا ہوگا، اور اعلی انسانی اقدار پامال ہوجائیں گی، اور انسانی زندگی، جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جائے گا، اور بشری معاشرہ، حیوانی معاشرہ میں تبدیل ہوجائے گا **(نعوذ باللّٰہ تعالی)**.

مندرجہ ذیل سطروں میں ہم ان خصوصیات کو ذکر کریں گے جسے شریعت اسلامیہ نے عورتوں کے لئے مخصوص کئے ہیں، لہذا آپ ان سے متصف ہونے کی کوشش کیجئے، اور مرد کو ان کی اجازت نہ دیجئے کہ وہ آپ کا ان میں شریک حیات بنے اور آپ کی زندگی کو تباہ وبرباد کرے .

(۱) لباس وپوشاک :

خواتین کے لئے کچھ مخصوص لباس ہیں جو مردوں سے مختلف ہوتے ہیں، اور یہ لباس ان کے فطری مزاج اور ضرورتوں کے لئے مناسب ہوتے ہیں، جیسے ولادت، رضاعت، تربیت اولاد، ان مذکورہ بالا ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے کچھ مخصوص لباس کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اسے بحسن وخوبی انجام دے سکے .

چنانچہ عورتوں کا لباس خوبصورت اور زیب وزینت والا ہونا مناسب ہے اور وہ شوہر کے لئے زیب وزینت استعمال کرے اسی لئے اسلام نے عورت کو مطلقاً زیور پہننے اور ریشمی لباس زیب تن کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ ان چیزوں کو مردوں کے لئے حرام قرار دیا ہے. (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر ایک ہاتھ میں سونا اور ایک ہاتھ میں ریشم لے کر تشریف لائے اور فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لئے حلال ہے.

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے :

"أومن ينشأ فى الحلية وهو فى الخصام غير مبين" (الزخرف : ۱۸)

ترجمہ : تو کیا جو زیورات میں پرورش پائے اور مباحثہ میں بھی زولیدہ بیان ہو.

لہذا عورتوں کا لباس مردوں کے لباس سے مختلف ہونا ضروری ہے، اور جو عورت مرد کا لباس پہنے گی تو وہ مردانگی اختیار کرنے والی سمجھی جائے گی جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے : " اللہ تعالی نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں. (۲)

---

(۱) ابو داؤد ۲ / ۳۷۲

(۲) بخاری ۷ / ۲۰۵

چنانچہ خاتون اسلام اپنی پنڈلی اور بازو کو اھل خانہ کے سامنے نہیں کھولتی اور نہ ہی وہ اپنے سر اور سینے کو کھولتی ہے تاکہ اس کا بال یا ہار دکھائی دینے لگے، ہاں جب وہ اپنے شوہر کیساتھ تخلیہ میں ہو تو وہ اپنے حسن وجمال کااظھار جس طرح چاہے کرسکتی ہے کیونکہ اسے شوہر کے لئے زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم ہوا ہے، تاکہ اس کے نتیجہ میں قربت ہو اور پھر اولاد کی کثرت ہواور اسطرح کائنات آباد ہو، اور اس میں اللہ تعالی کی عبادت ہو، جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور وہ جلال واکرام والا ہے.

عورت جب گھر سے باہر کسی ضرورت سے نکلے تو کپڑے کو اچھی طرح سے پہنے اور صرف اپنی آنکھوں کو کھولے رکھے تاکہ راستہ دیکھ سکے اور اسی طرح سے نکلے جب بھی اسے نکلنے کی ضرورت ہو، اور جب اسے مردوں کیساتھ بیٹھنے کی ضرورت پیش آجائے جیسے ٹیکسی، جہاز، یا کسی دینی علمی مجلس یا کسی ضرورت کی جگہ یا رشتہ داروں کی زیارت کے دوران تو وہ اسوقت پردہ نشین اور برقع پوش رہے اور صرف اس کا ظاھری لباس (برقعہ) دکھائی دے.

یہ لباس وپوشاک میں عورتوں کی کچھ خصوصیات تھی جس میں مرد اسکا شریک نہیں ہے، اسی طرح عورت بھی مردوں کے چہرے اور بازو، پنڈلی، اور گردن، وسینے کے کھولنے میں مشابہ نہیں ہے. ہرایک کی طبیعت وفطرت کے مطابق، وحسب حال حکم ہوا ہے. پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو پیدا کیا اور درست کیا، اور مقدر کیا اور رہنمائی کی. اور عورت اور مرد کی صفات

وخصوصیات الگ الگ بنائی.

(۲) خانہ نشین ہونا :

خاتون اسلام، خانہ نشین رہتی ہے اور وہی اس کی جائے عمل ہے اور ضرورت ہی کے تحت اس سے جدا ہوتی ہے، بسا اوقات گھریلو کام وکاج اس کی طاقت واستطاعت سے زیادہ ہوجاتے ہیں اور کسی مددگار کی ضرورت ہوتی ہے، اسی کے پیش نظر اسلام نے مرد کو ایک سے زیادہ عورت سے شادی کی اجازت دی ہے کیونکہ گھر مردوں اور عورتوں کا کارخانہ اور مسرت وفرحت کا آشیانہ ہے.

گھر میں عورت کی مندرجہ ذیل ذمہ داریاں ہیں، کھانا تیار کرنا، کپڑے دھونا، گھر کی صفائی کرنا، نماز وذکر اللہ سے آباد کرنا، اولاد کی پرورش کرنا، شوہر کے بستر کو آرام دہ تیار کرنا تاکہ اس سے وہ خوش ہو، نماز قائم کرنا، طھارت حاصل کرنا کیونکہ شرائط نماز میں بدن، جسم، اور کپڑے کی طھارت ونظافت ہے اور سنن ونوافل ادا کرنا، جو نماز فرض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں اذکار و تسبیحات اور دعا کرنا اور اپنے اس طرح کے وظائف اور معمولات پورے کرنا، ان ذمہ داریوں کے پورے کرنے کے بعد کیا کچھ وقت باہر کام کرنے کے لئے باقی رہ جاتا ہے ؟ اور جو کام بھی باہر اس سے کرنے کو کہا جائے گا وہ اس کی فطرت کے منافی ہوگا اور اس سے اس کے گھریلو فرائض اور ذمہ داریاں متاثر ہوں گی جس کے علاوہ وہ قدرت اور استطاعت بھی نہیں رکھتی، اور وہ بقدر ضرورت باہر نکل سکتی ہے اور جب وہ پوری ہو جائے تو گھر واپس آجائے اور بغیر ضرورت نکلنا

نامناسب وفضول ہے جو خاتون اسلام کے شایان نہیں ہے .

(۳) سرپرست ہونا :

خاتون اسلام کے لئے بعض امور میں کسی سرپرست کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ وہ بعض چیزوں میں دوسروں کی محتاج ہے . اور خود مستقل بالذات نہیں ہے، اور یہ اس کی فطرت کیوجہ سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے .

اور یہ ولایت وسرپرستی شوہر کی یا کسی محرم ، جیسے باپ ، لڑکا، بھائی ، چچا ، کی مندرجہ ذیل امور میں ہوتی ہے :

(الف) نکاح :

عورت کے نکاح کے لئے ولی ، دو گواہوں ، مہر، اوران الفاظ وکلمات کا کہنا ضروری ہے جو ولی اور نکاح کرنے والا ادا کرتے ہیں .

(ب) سفر :

کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ ایک دن ورات کی مسافت کے بقدر بغیر محرم کے سفر کرے . (۱)

---

(۱) بخاری ۱ / ۵۴ ومسلم ۴ / ۱۰۳

(ج) طلاق :

طلاق کی بعض شکل میں ولی طلاق دینے کا مجاز ہوجاتا ہے، جیسے کوئی عورت شادی ہوجانے کے بعد شوہر کے ظلم و ستم سے دوچار ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے تو وہ عورت قاضی کے پاس جاکر مقدمہ دائر کردے اور قاضی اس عورت کا ولی بن جاتاہے جس کا کوئی ولی نہ ہو، چنانچہ قاضی عورت کے دفع مضرت کے پیش نظر طلاق دے گا.

(د) خلوت :

کسی اجنبی سے تخلیہ جیسے ڈاکٹر سے علاج و آپریشن کے وقت کسی محرم کا ہونا ضروری ہے، اگرچہ مرد وعورت ڈاکٹر اور نرس موجود ہوں .

(۴) فریضہ جہاد کا سقوط :

عورتوں کی خصوصیات میں فریضہ جہاد کا ان سے ساقط ہونا ہے . کیونکہ وہ اپنی گھریلو ذمہ داریوں اور نسوانی کمزوریوں کی وجہ سے معذور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا : کیا عورتوں پر جہاد واجب ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا : ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتل وقتال نہیں ہے ، حج اور عمرہ (۱)

---

(۱) احمد ۶ / ۱۶۵ بخاری ۲ / ۱۵۶

(۵) جمعہ وجماعت کا سقوط :

عورتوں کی خصوصیات میں نماز جمعہ اور جماعت کا ساقط ہونا ہے اور یہ دونوں چیزیں مردوں کے لئے واجب ہیں، کیونکہ عورت اپنی گھریلو ذمہ داریوں اور مشغولیت کیوجہ سے معذور ہے کیونکہ گھریلو نظام اس کے بغیر درست نہیں ہوپاتا "

(٦) جنازے میں عدم حضور :

عورتوں کے لئے جنازہ میں شرکت اور اس کے اٹھانے وکندھا دینے اور قبر پر جانے، چاہے وہ باپ ، بھائی ، ماں ، بہن کیوں نہ ہو، کی ممانعت آئی ہے ، تاکہ اسے ان چھوٹی وبڑی پریشانیوں سے دور رکھا جائے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے سکے جن کی ادائیگی سے مرد قاصر ہیں .

(۷) عورت کی آواز کا پردہ :

عورت کی آواز کا صرف ان کے محرموں ہی کو سننا جائز ہے جیسے شوہر، لڑکا، باپ ، ماں ، وغیرہ اسی لئے عورت کے لئے اذان، اقامت ، باآواز بلند قرآت کو مشروع نہیں قرار دیاگیا ہے. اسی طرح اس کو مردوں میں خطبہ دینے، تقریر کرنے اور خبروں کو پڑھنے، یا عمومی فتوی دینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے البتہ وہ پردہ سے فتوی دے سکتی ہے .

(۸) سربراہی : (۱)

یہ سربراہی کسی طرح کی بھی ہو، کیونکہ عورت جب سربراہ ہوجائیگی تو اجنبی سے مخاطب ہونے اور ان کے ساتھ اٹھنے و بیٹھنے پر مجبور ہوجائیگی، جیسے عورت کا، امیر، وزیر، اور قاضی، داروغہ وپولس وغیرہ ہونا. کیونکہ ان تمام امور میں وہ گھر سے باہر نکلنے اور لوگوں سے اختلاط اختیار کرنے میں مجبور ہے، البتہ عورت کو اپنے محرموں کیساتھ جہاد میں، جب مرد لڑنے میں مشغول ہوتے ہیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے اجازت دی گئی ہے، اسی طرح ایسے فارم یا کارخانہ میں کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے.جہاں غیر محرم سے اختلاط نہ ہو، یہ تمام پابندیاں ان عورتوں کے لئے ہیں جو جوان ہوں ، اور جو عورتیں حمل وحیض سے مایوس ہو کر بوڑھی ہوچکی ہوں تو انھیں گھر سے نکلنے اور مردوں سے گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ، اگرچہ ان کا خانہ نشین ہونا زیادہ افضل ہے . اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

" والقواعد من النساء اللائی لایرجون نکاحاً فلیس علیہن جناح أن یضعن ثیابہن غیر متبرجات بزینة وأن یستعففن خیر لہن " (النور : ٦٠)

---

(۱) بخاری ۸ / ۱۰ میں ہے : وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائیگی جس نے اپنی زمام حکومت اس عورت کے سپرد کردی .

ترجمہ : اور بڑی بوڑھیاں جنھیں نکاح کی امید نہ رہی ہو، ان کو کوئی گناہ نہیں (اس بات میں) کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار رکھیں (بشرطیکہ) زینت کو دکھلانے والیاں نہ ہوں اور اگر (اس سے بھی) احتیاط رکھیں تو ان کے حق میں اور بہتر ہے.

(۹) عدت گزارنا :

عورت کی خصوصیات میں طلاق اور شوہر کی وفات کے بعد عدت گزارنا ہے یعنی جب عورت کو طلاق ہوجائے تو حیض والی عورت تین حیض کی مدت عدت گزارے گی . کم عمری یا بڑھاپے کیوجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ عدت میں رہے، اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہوجائے تو وہ چار ماہ دس دن عدت گزارے . اور مرد پر کسی قسم کی عدت نہیں ہے ، اور مرد کے کسی عورت سے نکاح کرنے میں توقف اور انتظار کرنے کو عدت نہیں کہا جائے گا، مثلاً اگر کسی مرد نے بیوی کو طلاق دیدیا اور اب اس کی بہن سے نکاح کرنا چاھتا ہے تو اسے مطلقہ کی عدت گزرجانے کا انتظار کرنا ہوگا ، اسی طرح اگر کسی نے چوتھی بیوی کو طلاق دیدیا تو پانچویں سے نکاح کرنے کے لئے اس کی مطلقہ کی عدت گزرجانے کا انتظار کرنا ہوگا، ان دونوں صورتوں میں انتظار کو عدت نہیں کہا جائے گا، اسے محض توقف کہیں گے، کیونکہ طلاق رجعی دینے کی صورت میں جب تک عورت عدت میں ہوتی ہے بیوی سمجھی جاتی ہے ، تو مذکورہ بالا

شکل میں دو بہنوں کا جمع اور چار سے زائد عورت سے نکاح ثابت ہوگا ، جو شریعت اسلامیہ میں حرام ہے .

(۱۰) مہر کا استحقاق :

عورت کی خصوصیات میں شادی کے بعد شوہر سے مہر کا استحقاق ہے، مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی سے مہر کا مطالبہ کرے اگرچہ نکاح عورت کی طلب اور پیش قدمی سے ہوا ہو.

مذکورہ بالا یہ دس خصوصیات ہیں جن سے خاتون اسلام متصف ہیں اور اس میں مرد ان کا شریک نہیں، اسی سلسلہ میں اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

"**وليس الذكر كالأنثى**" (آل عمران :۳٦) اور لڑکا (اس) لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا.

لہذا ان خصوصیات کی رعایت واجب ہے . اور عورت کو مجبور نہ کیا جائے کہ ان خصوصیات میں سے کسی ایک سے بھی دستبردار ہو، کیونکہ یہ عورتوں پر ظلم ہوگا جو ناقابل قبول ہے اور اس کی وجہ سے معاشرہ میں ایسا فساد پیدا ہوگا جس سے زندگی کا جمال وکمال نیست ونابود ہوجائے گا .

عورتوں اور مردوں میں فرق

بعض چیزوں میں عورت ، مرد کے ساتھ محض جزوی طور پر شریک رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جسمانی و عقلی اعتبار سے فطری طور پر کمزور پیدا فرمایاہے . اس لئے عورتوں کو اپنے حقوق طلبی میں اس فطرت اور طاقت اور حکم شریعت کا لحاظ رکھنا چاہیے .
ذیل کے امور سے اسکی وضاحت ہوجاتی ہے .

(۱) نصف شہادت :

مالی مسائل میں عورتوں کی شہادت مردوں کی بنسبت نصف شمار ہوتی ہے " اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

" واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء أن تضل إحداهما فتذكر إحداهما الأخرى. "
(البقرہ : ۲۸۲)

ترجمہ :اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ کرلیا کرو، پھر اگر دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو تاکہ ان دو عورتوں میں سے ایک دوسری کو یاد دلائے اگر کوئی ایک ان میں سے بھول جائے .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کیا عورت کی شہادت مرد کے نصف شہادت کے برابر نہیں ہوتی ہے ؟ (۱)

(۲) نصف وراثت :

عورت مرد کی طرح وراثت میں حصہ پاتی ہے البتہ تھوڑے فرق کے ساتھ :

(الف) عورت اپنے بھائی کی موجودگی میں وراثت میں نصف حصہ پاتی ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے

" **یوصیکم اللّٰہ فی أولادکم للذکر مثل حظ الأنثیین** " (النساء ۱۱)

ترجمہ : اللہ تمھیں تمہاری اولاد کی میراث کے بارے میں حکم دیتا ہے، مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے .

(ب) مرد بذات خود عصبہ ہوتا ہے جب کہ عورت اپنے بھائی اور اپنے مساوی چچازاد بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے .

(۳) زوجین کی وراثت :

شوہر بیوی کے ترکہ میں نصف کا وارث ہوتا ہے جب اس کی اولاد نہ ہو، اور چوتھائی کا حقدار ہوتا ہے جب کوئی اولاد ہو، اور عورت شوہر کے ترکہ میں

---

(۱) بخاری : ۱ / ۸۰

چوتھائی کی وارث اولاد نہ ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، اور آٹھویں کی حقدار اولاد ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، اس طرح نمایاں طور پر فرق واضح ہوجاتاہے . (۱)

(۴) دیت میں فرق :

عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہوتی ہے اور اسی قاعدے سے زخمی وغیرہ ہونے کی شکل میں اگر تاوان مرد کے تہائی دیت تک پہونچ جائے تو نصف کی مستحق ہوتی ہے .

(۵) حج وعمرہ میں احرام :

عورت مرد ہی جیسا حج اور عمرہ کا احرام باندھتی ہے، البتہ اس کے احرام کا کپڑا خود اس کا لباس ہوتاہے اور وہ اپنا سر ڈھانکتی ہے اور مرد دو چادروں میں احرام باندھتا ہے اور اپنا سر کھولے رکھتا ہے .

---

(۱) سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲ سے ثابت ہے .

(۶) کفن کے کپڑے :

عورت کو مرد ہی جیسا کفن دیا جاتا ہے البتہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے جب کہ مرد کو صرف تین کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے .

(۷) حیض ونفاس میں نماز و روزہ :

عورت مرد ہی کی طرح نماز پڑھتی ہے اور روزہ رکھتی ہے، البتہ عورت حیض ونفاس کے دوران نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے اور نہ ہی مسجد میں داخل ہوتی ہے ،حدیث میں ہے "عورت جب حیض ونفاس سے دوچار ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے " (۱)

"حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد میں جانا میں حلال نہیں سمجھتا" (۲)

(۸) جائے عمل کا فرق :

حسب طاقت واستطاعت عورت بھی مرد کی طرح کام کرتی ہے البتہ وہ دور دراز اور مردوں سے بعید تر ہوکر اور اختلاط کے ماحول میں کام نہیں کرتی یعنی نامناسب اور ناموزوں ماحول میں کام نہیں کرتی .

---

(۱) بخاری ۱ / ۸۰

(۲) ابوداؤد ۱ / ۵۳

(۹) نان ونفقہ کا فرق :

مرد پر عورت کا نان ونفقہ واجب ہے، جب کہ عورت پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے اگرچہ عورت صاحب حیثیت ہو، کیونکہ مرد ایسی ذمہ داری کا زیادہ اہل ہوتا ہے اور عورت قاصر ہوتی ہے۔

(۱۰) نماز کی صفوں میں فرق :

نماز میں عورتوں کی صفیں مردوں کی صفوں کے پیچھے ہوتی ہیں۔

یہ چند عورتوں اورمردوں میں مابہ الامتیاز مسائل تھے جو شریعت اسلامیہ سے ثابت ہیں، لہذا عورت کو یہ حق نہیں کہ اس سے تجاوز کرے اسی طرح مرد سے بھی اسے اختیار کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا تاکہ شریعت الٰہیہ اپنے فطری قوانین کے ساتھ انسانوں کے نظام حیات پر حاوی رہے اور قیامت تک ان کی زندگیوں کو مکمل و منظم کرتی رہے۔

خاتون اسلام کے حقوق

اسلام میں عورتوں کے کچھ عام حقوق ہیں، جسے پوری آزادی سے جب چاہے حاصل کرسکتی ہے، جو یہ ہیں :

(۱) حق ملکیت :

عورت مکانات، جائدات، کارخانے، باغات، سونے وچاندی، مختلف قسم کے جانوروں جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کی مالک بن سکتی ہے چاہے وہ بیوی ہو یا ماں، لڑکی ہو یا بہن، اور وہ ان تمام چیزوں میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق رکھتی ہے.

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

"للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن" (النساء : ۳۲)

ترجمہ : مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (ثابت) ہے، اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (ثابت) ہے.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اے عورتوں کی جماعت تم لوگ صدقہ کیا کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ ہو" (۱)

---

(۱) بخاری ۲ / ۱۴۳ ومسلم ۳ / ۸۰

مذکورہ آیت کریمہ عورتوں کی ملکیت کی واضح دلیل ہے کیونکہ کلمہ "اکتسبن" میں عورتوں کی طرف کمانے کی نسبت کی گئی ہے، اور حدیث میں صدقہ کرنے کا حکم جزوی طور پر یہ واضح کردیتا ہے کہ عورت مالک ہوا کرتی ہے کیونکہ صدقہ کا حکم اسی شخص کو ہوگا جو کسی چیز کا مالک ہوتا ہے.

(۲) حق نکاح وطلاق :

عورت کو نکاح اور شریک حیات کے انتخاب کا پورا حق ہے اسی طرح اسے طلاق کے مطالبہ کا حق ہے جب ظلم و ستم سے دوچار ہو. یہ وہ حقوق ہیں جو بالاجماع ثابت ہیں. ایسی صورت میں دلائل کا مطالبہ بے سود ہے.

(۳) حق عبادت :

عورتوں کو بدنی ومالی، فرض ونفل ہر طرح کی عبادت کرنے کا حق ہے، جس طرح فرض کی ادائیگی میں پوری طرح آزاد ہے اسی طرح محرمات کے چھوڑنے میں بھی پورا حق رکھتی ہے، البتہ نفل عبادتیں جب شوہر کے واجب حقوق سے متصادم ہوں تو، حق واجب کو نوافل پر ترجیح دی جائے گی اور یہ معقول سی بات ہے. عورت کو چاہئے کہ شوہر کی موجودگی میں نفل روزہ نہ رکھے الا یہ کہ وہ اس کی اجازت دیدے.

حدیث میں ہے " رمضان کے علاوہ کسی دن عورت شوہر کی موجودگی میں روزہ نہ رکھے الا یہ کہ وہ اس کی اجازت دیدے " (۱)

(۴) حق تعلیم :

جن علوم ومعارف کو حاصل کرنا واجب ہے اسے عورت کو بھی حاصل کرنے کا پورا حق ہے، جیسے اللہ تعالی کی معرفت اور عبادتوں کے کرنے کا صحیح طریقہ، وہ حقوق جس کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے ان کی معرفت، عام آداب اور اعلیٰ اخلاق اور اقدار کی معلومات جس سے وہ متصف ہو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے : " **فاعلم انه لااله الااللّٰه**" (محمد : ۱۹) ترجمہ : آپ یقین کیجئے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " **طلب العلم فريضة على كل مسلم** (۱) ترجمہ : علم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے.

(۵) حق صدقہ وخیرات :

عورت کو یہ حق ہے کہ اپنے مال سے جتنا چاہے صدقہ کرے، اور اسے یہ بھی حق ہے کہ اپنے اوپر یا شوہر، اولاد، والدین پر جتنا چاہے خرچ کرے

---

(۱) بخاری ۷ / ۳۹ و مسلم ۳ / ۹۱

(۲) ابن ماجہ صفحہ ۸۱

بشرطیکہ فضول خرچی کے حدود تک نہ ہو، جس کی ممانعت آئی ہے، کیونکہ اس وقت ایسے مرد جیسی ہوجاتی ہے جو بیوقوف ہو. (۱)

(۶) حق محبت ونفرت:

عورت کو یہ بھی حق ہے کہ جس سے چاہے محبت ونفرت کرے، چنانچہ وہ نیک وپرہیزگار عورتوں سے محبت اور ان کی زیارت کرسکتی ہے اور انھیں ہدیہ وتحفہ اور ان سے خط وکتابت کر سکتی ہے اور ان کی مزاج پرسی اور مصیبت میں غمخواری کرسکتی ہے، اسی طرح بری بدکار عورتوں سے نفرت کرسکتی ہے اور اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے ان سے قطع تعلق کرسکتی ہے اور اسی طرح سے نیک ودیندار مردوں سے محبت کرسکتی ہے، البتہ ان کی زیارت اور ملنا جائز نہیں اور ان سے مصیبت کے وقت کسی طرح ہمدردی وغمخواری کا اظہار نہ کرے کیونکہ اس سے شوہر اور اہل خانہ کو ناگواری ہوگی، ہوسکتا ہے کہ فتنہ پیدا ہوجائے جب کہ للہ وفی اللہ محبت وتعلق میں کوئی دینوی غرض وغایت شامل نہیں ہوتی.

---

(۱) جو فضول خرچی میں اپنا مال ضائع کردیتا ہے.

(۷) حق وصیت :

عورت اپنی زندگی میں اپنے ایک تہائی مال میں سے وصیت کر سکتی ہے اور اس کی وفات کے بعد بغیر اعتراض کے اس کی وصیت نافذ کی جائی گی، کیونکہ وصیت اپنا ذاتی حق ہے اور یہ جس طرح مردوں کے لئے جائز ہے عورتوں کے لئے بھی مشروع ہے کیونکہ ہر شخص آخرت میں اجر وثواب کا محتاج ہے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے " **وما تقدموا لأنفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيراً واعظم اجزاً** " (المزمل : ۲۰)

ترجمہ : اور جو کچھ بھی نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہونچ کر اس سے اچھا اور اجر میں بڑھا ہوا پاؤ گے .

(۸) حق لباس وپوشاک :

عورت کو پورا حق ہے کہ سونا وچاندی اور ریشمی ملبوسات میں سے جو جی چاہے زیب تن کرے جب کہ مردوں کے لئے ان دونوں چیزوں کا استعمال حرام کردیا گیا ہے، ہاں اسے اس کا حق نہیں ہے کہ اپنے کپڑے اتار کر برہنہ ہوجائے یا جسم کا صرف نصف وچوتھائی ڈھاکے یا سروسینہ وگردن کھلا رکھے البتہ جب شوہر کے ساتھ تخلیہ میں ہو، اسی طرح اس کو سڑک پر چہرہ وبازو کھول کر نکلنے کا حق نہیں ہے بلکہ چہرہ ڈھانکنا واجب ہے کیونکہ چہرہ ہی اصلاً حسن وجمال کی جگہ ہے اور زیب وزینت کا مظہر ہے اسی طرح وہ ہاتھوں میں مھندی اور

سونے کی انگوٹھی استعمال کرسکتی ہے.

(۹) حق حسن وجمال :

عورت شوہر کے لئے حسن وجمال اختیار کرنے کا حق رکھتی ہے. چنانچہ وہ آنکھوں میں سرمہ، ھونٹوں پر لپسٹک لگاسکتی ہے اور اچھے سے اچھا لباس پہن سکتی ہے مگر ایسا لباس پہنے سے اجتناب کرے جو بدکار اور فاحشہ وفاجرہ عورتوں کا لباس ہو، کیونکہ ان سے ان کی مشابہت ہوجاتی ہے، اور خاتون اسلام کو ہر شک وشبہ کی چیز سے دور رہنا چاہئے. اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

" **أومن ينشأ في الحلية وهو في الخصام غير مبين** " (االزخرف : ۱۸)

ترجمہ : توکیا جو زیورات میں پرورش پائے اور مباحثہ میں بھی زولیدہ بیان ہو.

اس ارشاد باری تعالی میں عورتوں کے لئے مختلف قسم کے زیورات اور زیب وزینت کی چیزیں استعمال کرنے اور زیب تن کرنے کی واضح دلیل ہے تاکہ وہ اپنی فطری ذمہ داری یعنی اولاد کی افزائش کو بخوبی انجام دے سکے.

(۱۰) حق طعام وشراب :

عورت کو بھی مردوں جیساتمام عمدہ ولذیذ اور طاہر وطیب چیزوں کے کھانے اور پینے کا حق ہے، جو چیزیں مردوں کے لئے حلال ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی حلال ہیں اور جو ان کے لئے حرام وممنوع ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی ممنوع ہیں.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

"کلوا وشربوا ولا تسرفوا انه لا یجب المسرفین " (اعراف : ۳۱)

ترجمہ : اور کھاؤ اور پیو لیکن اسراف سے کام نہ لو، بیشک وہ (اللہ) مسرفوں کو پسند نہیں کرتا.

یہ خطاب عام مردوں کو اور عورتوں کو دونوں کے لئے ہے .

شوہر پر بیوی کے حقوق (۱)

عورتوں کے کچھ مخصوص حقوق ہیں جو ان کے شوہروں پر واجب ہیں، یہ حقوق ان حقوق کے عوض میں ہیں جو عورتوں پر مردوں کے لئے واجب ہیں، جیسے شوہر کی اطاعت جبکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت نہ ہو، اس کے کھانے، پینے، لیٹنے کاانتظام کرنا، اس کی اولاد رضاعت وپرورش کرنا، اس کے مال وعزت وآبرو کی حفاظت کرنا، اور اپنے کو تمام برائیوں کے محفوظ رکھنا، مباح وجائز زیب وزینت اختیار کرنا. یہ ان حقوق کی اجمالی تشریح تھی جو عورتوں پر واجب ہیں.

اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق ہیں جو مردوں پر واجب ہیں جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں بیان فرمائی ہے :

"ولهن مثل الذين عليهن بالمعروف " (البقرہ : ۲۲۸)

ترجمہ : اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ عورتوں پر حق ہے موافق دستور (شرعی) کے.

---

(۱) یہ حقوق قرآن وسنت سے ثابت ہیں، حدیث میں ہے، سنو تمہاری بیویوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور تمہاری بیوی کے تم پر کچھ حقوق ہیں. (ترمذی ۳ / ۴۵۸)

ان حقوق واجبہ کو ہم مندرجہ ذیل سطور میں پیش کررہے ہیں، جس کا وہ بے خوف وخطر مطالبہ کرسکتی ہے، شوہر کے لئے ضروری ہے وہ ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے الا یہ کہ بیوی از خود بعض حقوق سے دستبردار ہوجائے.

(۱) نان ونفقہ :

شوہر پر حالت کشادگی و تنگی دونوں حالت میں حسب استطاعت بیوی کا نان ونفقہ واجب ہے، یعنی کھانے وپینے، رہائش، وملبوسات اور دوا علاج کا انتظام کرنا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " **لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله لا يكلف الله نفساً الا ما آتاها** " (طلاق : ۷)

ترجمہ : اور وسعت والے کو خرچ اپنی وسعت کے موافق کرنا چاہئے، اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہئے کہ وہ اللہ نے جتنا دیا ہے اس میں سے خرچ کرے. اللہ کسی پر اس سے زیادہ بار نہیں ڈالنا چاہتا جتنا اسے دیا ہے.

(۲) حق مباشرت :

عورت سے ہم بستری کرنا اس کا حق ہے اور شوہر پر واجب ہے، اگر شوہر کی دوسری بیویاں ہوں تو ان کے مابین عدل وانصاف کرنا بھی ضروری ہے. اس سلسلہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس پر میں قادر ہوں، اور مجھے اس پر مواخذہ نہ فرما جس پر آپ قادر ہیں اور میں قادر نہیں ہوں" (۱)

(۳) حق حفاظت :

عورت کی عزت و آبرو اور جان ومال کی حفاظت شوہر پر واجب ہے، اور کوئی کسی چیز کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس کے ذمہ اس کی حفاظت اور نگہداشت ضروری ہوتی ہے. اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

"الرجال قوامون على النساء بما فضل اللّٰه بعضهم على بعض وبما انفقوا من أموالهم " (النساء : ۳۴)

ترجمہ : مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں ، اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے . اور اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے .

(۴) حق تعلیم و تربیت :

عورت کی دینی تعلیم و تربیت شوہر پر واجب ہے، اگر وہ بنفس نفیس نہیں دے سکتا تو مسجدوں میں مجالس علم میں جانے کی اجازت دے ، یا ایسی محفوظ جگہ پر جہاں پردے کے ساتھ صرف عورتوں کے دین سیکھنے وسکھانے کا انتظام ہو، اور وہاں پر کسی طرح فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو .

---

(۱) ابو داود ۱ / ۲۹۲ ، ترمذی ۲ / ۴۳۷

(۵) حق حسن معاشرت :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

"**وعاشرهن بالمعروف** " (النساء : ۱۹) اور عورتوں کیساتھ حسن سلوک کرو.

حسن معاشرت یہ ہے کہ ہمبستری سے گریز نہ کرے . اور عورت کو گالی وگلوچ اور اس کی ذلت اور اہانت سے اجتناب کرے اور اسے نہ تادیب کرے الا یہ کہ وہ نافرمانی پر اتر آئے، کیونکہ شوہر کو تادیب کرنے کا حق ہے . وہ یہ کہ اسے نصیحت کرے اور بستر پر نہ سلائے، یا صرف اتنی تنبیہ کرے جس سے کوئی زخم نہ آئے، اور حسن معاشرت یہ بھی ہے کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اس کے میکے اور رشتہ داروں سے ملنے جلنے اور زیارت سے منع نہ کرے . اور اسے ایسے کام پر مجبور نہ کرے جسکی وہ طاقت نہ رکھتی ہو، اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے ، قول حسن اور حسن عمل سے برتاؤ کرے .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"تم میں وہ لوگ بہتر ہیں، جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہیں، اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہوں " (۱)

---

(۱) ترمذی ۵ / ۷۰۹ ، ابن ماجہ صفحہ ۶۳۶

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا :

"عورتوں کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرنے والا کریم ہی ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اہانت کا معاملہ کرنے والا کمینہ ہوتا ہے" (۲)

ارشاد فرمایا :

عورتوں کیساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری مددگار ہیں . (۱)

---

(۱) متفق علیہ

(۲) ترمذی ۳ / ۴۵۸ ، ابن ماجہ صفحہ ۵۹۲

خاتون اسلام کی خوبیاں

روحانی، جسمانی، عقلی احلاقی کمالات اور خوبیوں کا حصول ہر انسان کا خواہ وہ مرد ہو یا عورت مقصد حیات ہے، اور کوئی شخص بھی اس کی جد وجھد سے روکا نہیں جاسکتا، شریعت الٰہیہ انسان کے ان ہی مقاصد کی تکمیل کے لئے نازل کی گئی ہے تاکہ وہ دنیوی اور اخروی دونوں زندگیوں میں حیات طیبہ وسعیدہ سے بہرہ ور ہو.

ذیل کی سطور میں روحانی، وجسمانی، احلاقی وعقلی خوبیوں اور کمالات کے حصول کے اسباب ووسائل کا ہم ذکر کررہے ہیں :

روحانی خوبی :

خاتون اسلام کی سب سے بڑی اھم وروحانی خوبی اور اس کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ " وہ ایمان کامل اور عمل صالح کی عظیم صفات سے متصف ہو، (۱)

---

(۱) اس مفہوم کو اللہ تعالیٰ اسطرح بیان فرمارہے ہیں " **قد أفلح من زکاها وقد خاب من دساها** (الشمس : ۹)

ترجمہ : بامراد ہوگیا جس نے اپنی جان کو پاک کرلیا، اور وہ یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو دبادیا . کیونکہ تزکیہ نفس عمل صالح سے ہوتا ہے ، تدسیہ شرک اور گناہوں سے ہوتا ہے .

اور شرک اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرے. کیونکہ انسان کی روح ایمان اور عمل صالح سے پاکیزہ، شرک باللہ اور گناہوں کے ارتکاب سے گندہ وپراگندہ ہوجاتی ہے اور بندہ ایمان کی تجدید وتقویت اور عمل صالح کی کثرت اور شرک اور گناہوں سے دروی اور نفرت کرکے اپنی روحانیت اور تزکیہ نفس میں ترقی کرکے مراحل طے کرتا رہتاہے یہاں تک وہ اپنی روحانیت کی طھارت وشفافی میں فرشتوں سے مشابہ اور قریب ہوجاتا ہے، اور اسی طرح جب انسان اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتا ہے اور شرکیہ اعمال کا ارتکاب اور ظاہری وباطنی کبیرہ گناہوں سے اجتناب نہیں کرتا تو وہ جن اور شیاطین سے قریب اور ان کی سطح پر اتر آتا ہے، **نعوذ باللّٰہ من ذلک**.

چنانچہ خاتون اسلام کی روحانی سب سے اہم واعلیٰ خوبی کے حصول کا ذریعہ ایمان کامل اور عمل صالح سے متصف ہونا اور شرک اور صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے محفوظ رہنا ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کی معلومات حاصل کی جائے، زیر نظر کتاب میں ہم نے ایسی معلومات فراہم کر دی ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے.

جسمانی خوبی :

خاتون اسلام ہر ان اسباب ووسائل کو اختیار کرسکتی ہے جو اس کی جسمانی صحت اور حسن وجمال کے لئے مفید ومناسب ہو، اور یہ اسکا ذاتی حق ہے، لہذا وہ دوا علاج اور صحت کی درستگی اور جسمانی کمزوری کے ازالہ کے لئے مباح دوائیں استعمال کرسکتی ہے تاکہ جسمانی نظام درست ہو اور اللہ تعالی کے ذکر وشکر سے عبادت کرسکے اور شوہر کی خدمت اور اہل خانہ اور بچوں کی پرورش بحسن وخوبی انجام دے سکے، بلکہ اپنے حسن وجمال کے اضافے اور نسوانیت کو سنوارنے کے لئے مہندی، سرمہ، سونے وچاندی کے زیورات کو استعمال بھی کرسکتی ہے، اور شوہر یا باپ میں سے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان آرائش اور زیبائش ، حفظان صحت اختیار کرنے سے اسے روکے، وہ بوقت ضرورت دانت لگواسکتی ہے، اور کوئی چیز ٹوٹ جائے تو اسے درست کرا سکتی ہے، البتہ وہ کسی حرام چیز سے دواعلاج نہ کرائے اور ناجائز چیزوں سے میک اپ نہ کرے چنانچہ وہ اپنے دانتوں کے درمیان خلاء نہ پیدا کرائے اور نہ اپنی جلد کو کھرچوائے اور نہ اپنے چہرے کے بال آکھاڑے اور نہ اپنے بال میں دوسرا بال ملائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام چیز سے علاج کرانے سے منع فرمایا ہے. (۱)

---

(۱) ابوداؤد ۲ / ۳۳۵

اسی طرح آپ نے صحیح حدیث میں " بال ملانے والی، گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور دانتوں کے درمیان حسن کے لئے کشادگی کرانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے" (۱)

عقلی خوبی :

خاتون اسلام اپنے عقلی وفکری کمالات کے حصول کے لئے ہرطرح کے وسائل واسباب اختیار کرنے کا حق رکھتی ہے، کیونکہ عقل وفہم کی وجہ سے انسان تمام شر وفتن سے محفوظ رہتا ہے اور ہلاکت سے بچ جاتا ہے، جو عقل وفہم سے محروم ہے وہ دین سے بھی محروم ہے، (۲) اور جو دین سے محروم ہوجائے اس کے اندر کوئی خوبی اور کوئی سلامتی نہیں ہے، عقل ہی سے انسان، حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، لہذا ذہنی ارتقاء اور عقلی عروج کے لئے علم ومعرفت اور تجربے کا حصول اور جد وجہد ایک عظیم الشان مقصد ہے.

ذہنی ارتقاء اور عقلی کمال کے حصول کا ذریعہ کتاب وسنت کے علوم ومعارف میں عبور حاصل کرنا ہے، اور علماء کی مجالس سے استفادہ اور دینی وعلمی کتابوں کا مطالعہ، اور نیک وصالح خواتین کی صحبت اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے.

---

(۱) بخاری ۷ / ۲۱۲ مسلم : ۶ / ۱۶۵
(۲) کیونکہ شرعی پابندیوں کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے

حدیث میں ہے کہ "ایک مرتبہ انصار ومہاجرین کی خواتین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ ہم خواتین کے لئے ایک دن (تعلیم وتدریس کے لئے) مخصوص فرمادیجئے کیونکہ مرد ہم سے سبقت لے گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم سے فلاں کے گھر میں وعدہ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور ان کو وعظ ونصیحت اور تعلیم وتربیت فرمائی" (۱)

اللہ تعالی درود وسلام نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انصار ومہاجرین کی خواتین سے راضی ہوجا.

اخلاقی خوبی:

خاتون اسلام کے لئے اخلاقی خوبی اور اس میں کمال حاصل کرنا غیر معمولی اور بہترین مقصد ہے، اور اخلاق حسنہ حیات طیبہ کی بنیاد اور اس کی اصل الاصول ہے، امیر الشعراء احمد شوقی کا شعر ہے ؎

وإنما الأمم الاخلاق ما بقيت فإن هم ذهبت أخلاقهم ذهبوا (۲)

امتیں اس وقت تک باقی اور بام عروج پر رہتی ہیں جب تک کہ ان میں اخلاق

---

(۱) بخاری صفحہ ۳۶۸

(۲) احمد شوقی کا رسالہ "اسواق الذھب "ادب وحکمت کا شاہکار ہے

باقی رہتا ہے اور جب ان سے اخلاق رخصت ہوجاتے ہیں تو وہ قومیں بھی ختم ہوجاتی ہیں .

اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں " **وانک لعلی خلق عظیم**" (القلم : ۴) آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے مقاصد میں " تکمیل اخلاق" بیان فرمارہے ہیں ارشاد ہے : میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں . (۱)

کیونکہ اخلاق فاضلہ سے متصف شخص سے یہ انتہائی بعید اور ناقابل تصور ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے کفر یا کفران نعمت کرے اور خلق حسن اسے ان گناہوں کے ارتکاب سے باز رکھے گا، اسی طرح یہ حسن خلق اسے شر وفساد اور خبث وخباثت سے دور رکھے گا.

لہذا ہر مسلمان خاتون کو یہ حق ہے کہ اخلاق حسنہ حاصل کرے اور اس میں ترقی وعروج کے منازل طے کرے تاکہ اعلی اقدار خواتین اسلام کی صف میں شامل ہوجائے جو اپنے شرف اور فضل اور حسن خلق میں مشہور ہیں اور وہ دنیا کی دوسری عورتوں میں ممتاز ہوجائے .

---

(۱) احمد ۲ / ۳۸۱ ، موطا صفحہ ۹۰۴

اخلاق فاضلہ کے حصول کا طریقہ بھی کتاب وسنت کے مطالعہ اور اس کی اعلی اخلاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہوتا ہے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا " **كان خلقه القرآن** " (۱) قرآن آپ کا اخلاق تھا.

لہذا خاتون اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات اور حیات طیبہ اور خواتین اسلام کی صفات وحیات کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ ان کے اخلاق کی تکمیل ہو اور وہ خود اخلاق فاضلہ کا نمونہ بن سکے، اور یہ اس کا حق ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا، اور ہم نے زیر نظر کتاب میں اخلاق حسنہ اور عادات فاضلہ کی بہت سی چیزیں بیان کی ہیں آپ اس پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے انشااللہ کامیابی سے ہمکنار رہیں گی.

---

(۱) مسلم : ۲ / ۱۶۹

خاتون اسلام کے لئے اسوہ حسنہ (۱)

ہم اس عنوان کے تحت خاتون اسلام کے لئے چند نمونے سلف صالحین کی خواتین کی حیات طیبہ سے پیش کررہے ہیں تاکہ انہیں اپنا اسوہ ونمونہ بنایا جائے اور ان کے نقش قدم پر چلا جائے، اور اسی لئے دینی وعقلی کمال حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حضرت سارہ کا توسل :

حضرت ابراہیم کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ شاہ مصر کی خلوت میں پیش کی گئیں تو اس نے دست درازی کرنا چاہی تو انھوں نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر یہ دعاء مانگی **"اللهم إن كنت تعلم انى آمنت بك، وبرسولك ، واحصنت فرجى الأعلى زوجى فلا تسلط عليّ هذا الكافر"**
اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے نبی پر ایمان رکھتی ہوں اور میں

---

(۱) اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوانبیاء سابقین کا اسوہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد ہے **"فبهداهم اقتده "** (انعام : ۹۰) ان کی ہدایت کی اقتدا کیجئے، اور پھر مومن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اختیار کرنے کا حکم دیا" **لقد كان فى رسول اللهاسوة حسنة"** (احزاب : ۲۱) تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

نے اپنی شرمگاہ کی سوائے اپنے شوہر کے، حفاظت کی ہے، اس لئے آپ اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرمائیے۔

اس دعا کے بعد کافر پر بے ہوشی طاری ہوگئی یہاں تک کہ وہ اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑنے لگا، جب اسے افاقہ ہوا تو پھر بدفعلی کا ارادہ کیا تو پھر دعاء کی، چنانچہ پھر اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی، اسی طرح تین مرتبہ ہوا، بالآخر اس کافر بادشاہ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے ہمارے پاس ایک شیطان کو بھیج دیا ہے اسے ابراہیم کو واپس کردو اور اس نے مزید حضرت ہاجرہ کو تحفہ میں عطا کیا، چنانچہ حضرت سارہ حضرت ابراہیم کے پاس واپس آگئیں جب کہ ظلماً غصب کرلی گئیں تھیں۔

اور انھوں نے کہا کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے کس طرح ایک کافر کو زیر کیا اور ایک خاتون ہدیۃً عطا کیا۔ (۱)

آپ ذرا غور کیجئے کہ حضرت سارہ نے کس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی جو کہ عمل صالح ہے اور اس کے وسیلہ سے دعاء فرمائی اور اللہ تعالی نے ان کی دعاء کس طرح قبول فرمائی کہ انہیں کافر کی زیادتی سے محفوظ رکھا بلکہ اس سے حضرت ہاجرہ کی شکل میں ایک ہدیہ بھی دلوایا جن سے بعد میں حضرت اسمعیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد پیدا ہوئے۔

---

(۱) بخاری ۴/ ۱۰

لہذا آپ بھی کیوں نہیں اس طرح کا صحیح اور مشروع وسیلہ اختیار کرتیں یعنی یہ کہ دو رکعت نماز پڑھئے، اور پھر اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان اور عمل صالح کے وسیلے سے دعاء کیجئے، اور ممنوع وسیلے جیسے فلاں کی جاہ، فلاں کے حق، وغیرہ سے اجتناب کیجئے .

(۲) حضرت ہاجرہ کا توکل :

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کو مکہ ء مکرمہ میں بیت اللہ کے قریب اُن کے شیر خوار بچے کے ساتھ چھوڑ کر فلسطین واپس جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے ان سے فرمایا "کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے" یعنی کیا اللہ تعالی نے آپ کو ہمیں اس بچہ کے ساتھ بے آب وگیاہ اور نامانوس علاقہ میں چھوڑ کر جانے کا حکم دیا ہے تو ابراہیم نے فرمایا، ہاں، تو حضرت ہاجرہ نے کہا : اب آپ تشریف لے جائیے اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا . (۱)

ملاحظہ کیجئے حضرت ہاجرہ نے توکل باللہ کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے، تو کیا اللہ تعالی نے انھیں ضائع کردیا تھا ؟ جواب ہرگز نہیں، بلکہ ان کی بہترین نگہداشت کی اور اکرام وانعام سے نوازا .

اسی طرح جو بھی اللہ تعالی پر بھروسہ وتوکل کرتا ہے اللہ تعالی اس کی مدد ونصرت فرماتے ہیں .

---

(۱) بخاری ۴ / ۱۷۲

(۴) حضرت حنہ زوجہ عمران کی نذر والتجاء :

حضرت حنہ جو حضرت مریم کی والدہ ماجدہ ہیں ولادت سے مایوس تھیں، انھوں ایک دن اپنے گھر کے باغیچہ میں ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو کھلا، پلا رہی ہے ، انھیں اس وقت دیکھکر بچے کی شدید خواہش پیدا ہوئی اور ولادت کا جذبہ محسوس ہوا اور یہ بول اٹھیں :

" اے اللہ اگر آپ نے مجھے لڑکا عطا فرمایا تو میں اسے آپ کے بیت (المقدس) میں خادم مقرر کردوں گی" چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور وہ حضرت مریم سے حاملہ ہوگئیں اور حمل ہی کے دوران ان کے شوہر عمران کا انتقال ہوگیا اور جب ولادت کے ایام قریب تر ہوگئے بالآخر ولادت ہوئی اور لڑکی ہوئی اور انھوں نے انتہائی حسرت اور افسوس میں یہ عرض کیا " **قالت رب انی وضعتها انثى والله أعلم بما وضعت وليس الذكر كالأنثى** " (آل عمران : ۳۶)

بولی کہ اے میرے رب میں نے تو لڑکی جنی ، اور اللہ تو خوب جانتا ہے کہ اس نے کیا جنا ہے اور لڑکا (اس) لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا تھا.

انھوں نے اس بچی کا نام مریم رکھا جس کے معنی خادمہ کے ہیں اور اس کے لئے یہ دعاء کی " **رب انی اعیذها بک وذریتها من الشيطان الرجيم** " اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں .

چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو شیطان رجیم سے محفوظ فرمایا، ان دونوں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا. (۱)

غور کیجئے حضرت مریم کی والدہ کس طرح اپنی بچی کے لئے شیطان سے پناہ طلب کررہی ہیں، آج کی مسلمان خواتین بچوں کی حفاظت کے لئے عجیب عجیب حربے وطریقے اختیار کرتی ہیں، کوئی بچے کے سر کے قریب لوہا رکھتا ہے کوئی ہڈی اور شرکیہ تعویذ وگنڈے سر وگردن میں لٹکا دیتا ہے. آپ ذرا سوچئے تو حضرت حنہ نے کس طرح اللہ تعالی سے خالص نذر مانی اور اللہ تعالی نے ان کی دعاء قبول فرمائی اورانہیں حضرت مریم جیسی بیٹی عطا فرمائی اور پھر انھوں نے کس خوبی سے اسے اللہ تعالی کے حوالہ اور اس کی حفاظت میں دے دیا، اور کون اس سے زیادہ خوبی سے استعاذہ کرسکتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی بیٹی اور بیٹی کے بیٹے کو کس طرح شیطان رجیم سے محفوظ رکھا.

لہذا آپ بھی کیوں نہیں ام مریم علیہما السلام جیسی منت جو خالص اللہ کے لئے ہو مانتیں اور سچائی سے اسی کی طرف لوٹتیں.

---

(۱) حدیث شفاعت میں حضرت عیسی کا کوئی گناہ مذکور نہیں ہے بخاری ۹/ ۱۵۸ و مسلم : ۱۲۸

(۴) حضرت خدیجہ کا کمالِ عقل ودین :

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حراء میں ابتداءً وحی نازل ہوئی تو آپ پر خوف سا طاری ہوگیا اور اس کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا سے فرمایا : تو انھوں نے ایمان وایقان سے بھرپور انداز میں آپ کے مستقبل کے بارے میں اس طرح اطمینان دلایا " اللہ تعالی آپ کو کبھی ذلیل نہ کرے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، فقیروں کی مدد کرتے ہیں، محروموں کا خیال رکھتے ہیں، اور آپ امانت گزار اور مھمان نواز ہیں، اور مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں " (۱)

دوسری طرف جب آپ نے حضرت خدیجہؓ کو جب حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد کی اطلاع کی تو انھوں نے کہا ، جب وہ دوبارہ تشریف لائیں تو میرے متعلق انھیں خبر کیجئے گا، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے ۔ اور مجھے بھی اس کی خبر کیجئے، جب جبریل آئے تو آپ نے خبر کی ، تو حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ آپ میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں، آپؐ بیٹھ گئے، حضرت خدیجہؓ نے کہا اب آپ جبرئیلؑ کو دیکھ رہے ہیں ؟ فرمایا ہاں ، پھر حضرت خدیجہ نے کہا کہ

---

(۱) بخاری ۱ / ۴ ، ۵

اب آپ میری داہنی ران پر بیٹھ جائیے تو آپ بیٹھ گئے، حضرت خدیجہ نے کہا کیا آپ جبریل کو دیکھ رہے ہیں ؟ فرمایا ہاں، پھر حضرت خدیجہ نے کہا کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیے . چنانچہ آپ وھاں بیٹھ گئے، انھوں نے پوچھا کہ اسوقت آپ انھیں دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا ھاں دیکھ رھاھوں، تو انھوں نے اپنا سر کھول دیا اور دوپٹہ کو ایک طرف ڈال دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور بیٹھے ھوئے تھے پھر انھوں نے دریافت کیا اب آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فریایا اسوقت نہیں دیکھ رھاھوں، حضرت خدیجہ نے کہا : اے میرے چچا زاد بھائی آپ دل مضبوط رکھئے اور بشارت سنئے خدا کی قسم یہ فرشتہ ہے اور شیطان نہیں ہے . (۱)

یہ مذکورہ دونوں واقعے حضرت خدیجہؓ کے کمال عقلی اور قوت یقین کی علامت ہے، پہلے واقعہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ کار خیر اور حسن سلوک کرنے والا کبھی ناکام اور نامراد نہیں ھوتا .

اور دوسرے واقعہ سے یہ استدلال کیا کہ فرشتہ کبھی سر کھلی عورت کیساتھ نہیں بیٹھتا اور شیطان ایسی عورت کیساتھ بیٹھتا ہے، اور اسے فسق وفجور کی دعوت دیتا ہے . اور فرشتہ نیکی اور بھلائی کی طرف بلاتا ہے . جس سے انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ان کے شوہر کے پاس آنے والا شخص فرشتہ ہے نہ کہ شیطان .

---

(۱) بظاہر اس واقعہ کی کوئی معتمد سند نہیں معلوم ھوتی، اور سیرت کی عمومی کتابوں میں اس کا ذکر بھی نہیں ملتا، دوسری طرف شان نبوی کے منافی بھی معلوم ھوتا ہے. (سعید احمد)

(۵) حضرت فاطمہؓ کی حیاء وصبر جمیل :

ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا :

" فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجزادی اور سارے اھل خانہ میں عزیز ترین تھیں، اور میری یہ شریک حیات، چکی اپنے ہاتھوں سے پیسا کرتی تھیں یہاں تک کہ ہاتھوں پر چھالے پڑجاتے تھے، مشک بھر بھر کر لانے سے کمر وسینہ پر نشان پڑجاتے تھے . گھر میں جھاڑو دیتی تھیں جس سے ان کے کپڑے میلے ہوجاتے تھے . اور وہ چولھا پھونکتی تھیں جس سے ان کے کپڑے سیاہ ہو جاتے تھے . اور انھیں ان اعمال شاقہ کیوجہ سے بڑی تکلیف پہنچتی تھی "

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب سے پوچھا عورت میں سب سے بڑی خوبی کیا ہے . کسی کو کوئی جواب نہیں بن پڑا، حضرت علیؓ مجلس میں موجود تھے، انھوں نے اس کاذکر حضرت فاطمہؓ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ نے یہ کیوں نہیں کہدیا "ان میں سب سے بڑی خوبی کی چیز یہ ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مرد انھیں دیکھیں" حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بات بتائی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ "کس نے یہ بات تمکو سکھائی " عرض کیا کہ فاطمہؓ نے مجھے یہ بات بتائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا " وہ میرا ایک ٹکڑا ہے" (یعنی فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے)

ملاحظہ کیجئے حضرت فاطمہؓ کون ہیں . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صاحبزادی حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی زوجہ محترمہ ، چکی پیس رھی ہیں، پانی بھر رہی ہیں، گھر میں جھاڑو لگا رھی ہیں، چولھا جلارہی ہیں، کھانا پکارہی ہیں اور بچوں کی بذات خود پرورش کررہی ہیں . نہ تو اکتاتی ہیں اور نہ غصہ ھوتی ہیں اور نہ ھی شکوہ شکایت کرتی ہیں .اور صبر و تحمل اور تسلیم ورضا کی ایک اعلی مثال بنی ہوئی ہیں . تو کیا آپ جگر گوشہ رسول کی اس میں نقل وتقلید نہیں کرتیں ؟

دوسری طرف شرم وحیا کی عجیب وغریب انداز سے تعریف وتشریح کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ : بہترین عورت وہ ہے، جسے کوئی مرد نہ دیکھے اور وہ خود کسی مرد پر نگاہ نہ ڈالے، کیااس سے بڑھ کر کوئی حیا وشرم کی تعریف ہوسکتی ہے . جس کی تعریف خاتون جنت فاطمہ الزہراء اپنے والد معظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں فرمایا تھا، عورتوں کی عظمت اور عصمت اسی میں ہے کہ وہ مردوں کے میدان سے دور رھیں اور مرد بھی ان کے حلقہ سے دور رھیں، اسے ملاحظہ کرنے کے بعد، حالات حاضرہ کی خواتین پر طائرانہ نظر ڈالئے کہ وہ کس قدر مرددوں سے اختلاط کئے ہوئے ہیں، انہیں دیکھتی اور ان سے گفتگو کرتی ہیں اور بازاروں اور سڑکوں اور مسجدوں میں اختلاط بڑھتا جارہا ہے، اور ٹیلیویزن وغیرہ میں جو مناظر دیکھے جاتے ہیں اس سے تو " **الأمان والحفيظ** " کہنا چاہئے . تو کیا آپ خاتون جنت کی شرم وحیا میں تقلید نہیں کرتیں ؟

(٦) حضرت عائشہ کا علم وزہد :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائے جانے کے بعد جب آیت

برات نازل ہوگئی جس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام اہل خانہ کو شدید صدمہ پہونچا تھا، اس وقت جب سارے لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول برات کی بشارت دی تو حضرت عائشہ کے والدین نے ان سے فرمایا: بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کو بوسہ دو اور آپ کا شکریہ ادا کرو، تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا میں صرف اپنے رب کی شکر گزار بنوں گی جس نے میری برات نازل فرمائی، اس کے علاوہ کسی کی شکر گزار نہیں بنوں گی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عرفت الحق لاهله" انہوں نے حق کو صاحب حق کے لئے پہچان لیا، اس ربانی خاتون کے پاس کون سا علم تھا؟ اور اس خاتون سے زیادہ کس کا علم وفضل گہرا ہوسکتا ہے کہ جس کی برات آسمان سے نازل ہورہی ہے اور اسے اس کی بشارت دی جارہی ہے. خوش خبری سنانا امر حسن ہے، اور ان سے کہا جارہا ہے کہ اس کے قدم چومے اور اس کی ممنون ہو جس نے خوش خبری سنائی ہے تو وہ سمجھتی ہیں اس میں سارا فضل واحسان صرف اللہ تعالی کا ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں، اور وہ کہتی ہیں " میں صرف اللہ کی شکر گزار بنوں گی " اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ان کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں "عرفت الحق لأهله" انہوں نے حق کو صاحب حق کے لئے پہچان لیا، اور اسی کو علم حقیقی کہتے ہیں، نہ کہ آج کل کا سطحی علم جو ڈگریوں اور ملازمتوں کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں تاکہ ان خواتین پاکیزہ پر برتری کا اظہار کیا جائے جو خانہ نشین ہیں.

زہد عائشہؓ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی وفات کے بعد ایک دن حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ اسی ہزار درہم بطور ہدیہ بھیجے، وہ اس دن روزے سے تھیں چنانچہ انہوں نے اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کردیا شام ہونے تک ایک درہم بھی باقی نہیں رہ گیا تھا، افطار کے وقت باندی سے فرمایا: میرے افطار کا انتظام کرو، چنانچہ ایک روٹی اور تھوڑا تیل لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی آپ نے آج جو کچھ تقسیم کیا ہے اس میں سے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو اس سے افطار کرلیتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ناراض نہ ہو، اگر تو مجھے یاد دلادیتی تو شائد میں ایسا کرلیتی۔

کرم عائشہؓ:

حضرت عروہ بن زبیرؓ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں فرماتے ہیں، میں نے حضرت عائشہؓ کو ستر ہزار درہم تقسیم کرتے دیکھا ہے جب کہ وہ خود پیوند لگا کپڑا استعمال کرتی تھیں اور نیا نہیں خریدتی تھیں۔

خشیت عائشہؓ:

اسی طرح قاسم بن محمد حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ہیں فرماتے ہیں: میں

روزانہ حضرت عائشہ کی خدمت میں سلام کرنے جاتا تھا، ایک دن جب پہونچا تو دیکھا کہ وہ نماز میں اس آیت کو بار بار پڑھکر رورہی ہیں " **فمن اللّٰہ علینا ووقانا عذاب السموم**" (الطور : ٢٧) سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیا، چنانچہ میں وہاں کھڑے کھڑے تھک گیا اور اپنے کام سے بازار چلا گیا جب دوبارہ واپس آیا تو دیکھا کہ اسی طرح نماز پڑھ رہی ہیں اور اس میں زار وقطار رورہی ہیں .

خاتون اسلام یہ علم اور زہد اور خوف وخشیت اور جود وکرم کے اعلیٰ نمونے ہیں تو آپ کیوں نہیں اپنی ماں کی اس میں نقل وتقلید کرتیں ؟

(٧) کچھ گمنام خواتین کا تقویٰ:

علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ایک نیک عورت آٹا گوندھ رہی تھی کہ اس گوندھنے کے دوران اس کے شوہر کی وفات کی خبر موصول ہوئی، تو اپنا ہاتھ اس سے اٹھالیا اور کہا کہ ، اس کھانے میں ہمارے کچھ لوگ شریک ہو گئے ہیں .

ایک دوسری عورت کا قصہ ہے کہ وہ چراغ جلارہی تھی کہ اس کے شوہر کے مرنے کی خبر آگئی تو اس نے چراغ بجھادیا اور کہنے لگی کہ اس تیل میں اب ہمارے کچھ لوگ شریک ہو گئے ہیں .

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ مومن خواتین تقوی اور طھارت کے کس مقام پر تھیں، پہلی خاتون گوندھے ہوئے آٹے کو چھوڑدیتی ہے، اور دوسری جلتے ہوئے

چراغ کو بجھادیتی ہے کیونکہ شوہر کے وفات سے اس میں ایک گونہ ورثاء کا بھی حق ہو جاتا ہے تو انھیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے کے مال میں سے بغیر اجازت کے استعمال اور تصرف نہ ہو جائے .اس لئے انھوں نے اللہ تعالی کے خوف وخشیت کی وجہ سے اس کا استعمال ترک کردیا .

کیا یہ ورع وتقوی کی عالی مثال خواتین نہیں ہیں، کیا آپ بھی ان پرھیز گار ودیندار خواتین کی طرح نہیں ہونا چاہتیں ؟

(۸) ام عطیہؓ اور ربیع بنت معوذؓ کا ایمان وشجاعت :

حضرت ام عطیہ انصاریہ اور حضرت ربیع بنت معوذ عفراء رضی اللہ عنہما فرماتیں ہین، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزاوت میں شریک ہوتے تھے تو لوگوں کی خدمت اور ان کے لئے کھانا تیار کرتے تھے اور پانی پلایا کرتے تھے اور زخمیوں کی مرھم پٹی کیا کرتے تھے، اور مریضوں کی دیکھ بھال اور مقتولین اور مجروحین کو مدینہ منتقل کیا کرتے تھے .

یہ کونسا ایمان وایقان تھا جو ان خواتین کو اپنے گھروں سے نکال کر میدان جہاد میں لاکھڑا کرتا تھا جہاں وہ اپنی اولاد اور اھل خانہ اور مال اور دولت سے دور ہوکر مجاھدین کی پشت پناھی کرتیں، مریضوں اور زخمیوں کی تیمارداری اور مرھم پٹی کرتیں اور ان کے کھانے وپینے کا انتظام کرتیں، اور مقتولین اور مجروحین کو میدان جنگ سے اٹھاکر مدینہ منورہ منتقل کرتیں تھیں. اس طرح صحابیات پاکیزہ وطاھرہ صحابیات تھیں .

لیکن موجودہ دور میں فسق وفجور کے علمبرداروں نے عورتوں کو ان کے گھروں سے بے پردہ اور بے حیاء کرکے باہر نکال دیا اور انھیں فوجی کیمپوں میں داخل کر دیا تاکہ وہ ان کو اپنی ھواوھوس کا نشانہ بنائیں اور انھیں مختلف ملازمتوں پر شرطی ، قاضی بناکر بٹھادیا تاکہ ان سے لطف اندوز ہوں اللہ تعالی ان کو نامراد کرے .

خاتون اسلام آپ کیوں نہیں ان خواتین اسلام کی ایمان ویقین اور شجاعت وعفت میں تقلید کرتیں، اور بازاری اور بے حیاء اور بے پردہ عورتوں سے براء ت ظاھر کرتیں .

(۹) ام البنین کا جود وکرم :

ام البنین جوخلیفہ عبدالعزیز بن مروان کی صاجزادی اور خلیفہ راشد عمربن عبد العزیز کی ہمشیرہ ہیں جود وکرم مین ضرب المثل تھیں. وہ فرمایا کرتی تھیں : ہر شخص کا ایک شوق ہوتا ہے اور میرا شوق ومشغلہ داد ودہش ہے . اور یہ خاتون ھر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتیں تھیں، اور ایک شہسوار اللہ کے راستے میں بھیجا کرتی تھیں، اور وہ یہ فرمایا کرتی تھیں " تف ہو کنجوسی پر، اگر وہ کوئی کرتا ہوتا تو میں اسے کبھی زیب تن نہ کرتی. اور اگر وہ راستہ ہوتا تو اس پر کبھی نہ چلتی .

خاتون اسلام آپ اس تابعی خاتون کے ان اقوال واعمال میں غور وفکر کیجئے: میرا مشغلہ جود وسخا ہے، تف ہے بخل پر اگر وہ کوئی پیرہن ہوتا تو میں اسے

کبھی نہ پہنچتی اور اگر کوئی راستہ ہوتا تو اس پر کبھی نہ چلتی . آپ بھی اس خاتون جنت کے صفات وعادات اختیار کرنے کی کوشش کیجئے، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ان صفات عالیہ سے متصف فرمادے . **ان اللّٰہ علی کل شی ء قدیر .**

(۱۰) ام سفیانؒ ثوری کا حلم اور خشیت :

حضرت سفیان ثوری کی والدہ ماجدہ نے اپنے بیٹے سفیان سے جب وہ طالب علم تھے فرمایا : بیٹے تو طلب علم میں مشغول رہو میں تمہاری کفالت سوت کات کر کرتی رہونگی .

انھیں طلب علم کے لئے فارغ اور یکسو اور کام وکاج سے بے فکر کردینا چاہتی تھیں . ان سے مزید فرماتی ہیں : بیٹے جب تم دس حرف لکھ لیاکرو تو دیکھو تمہارے اندر زیادہ شوق پیدا ہوا کہ نہیں (ان کی مراد زیادتی نور اور زیادتی خوف وخشیت تھی) اگر تم زیادتی نہ محسوس کرو تو سمجھو کہ یہ علم تمھیں نفع بخش نہیں ہوگا.

آپ حضرت سفیان ثوری کی والدہ کی فکر ونظر کا جائزہ لیجئے ان کا خیال ہے کہ علم کیوجہ سے دل میں نور اور خوف وخشیت پیدا ہوتی ہے، اگر یہ خوف وخشیت پائی جاتی ہے تو علم نافع ہے ورنہ تو " علمے کہ رہ حق نہ نماید جہالت است " کا مصداق ہے، اور انسان کے لئے وبال جان ونقصان دہ ہے .

ملاحظہ کیجئے انھوں نے کس طرح محنت ومشقت سے سوت کات کر اپنے

لڑکے کی پرورش اور طلب علم کے لئے فارغ کردیا تھا، آپ بھی ان کا اسوہ اختیار کیجئے، اور جائزہ لیجئے کہ یہ علم آپ کے اندر اور اللہ تعالیٰ سے خوف وخشیت اور شوق ورغبت پیدا کررہا ہے کہ نہیں ؟ ان پاکیزہ وپاک طینت خواتین کا موجودہ دور کی عورتوں سے جو اسکولوں اور ملازمتوں میں بھری پڑی ہیں، مقابلہ کیجئے آپ کو اندازہ ہوگا ان خواتین اسلام کی طرح بننے کا کسی کو شوق وجذبہ نہیں پایا جاتا ہے.

خاتمہ

گیارہ نصیحتیں :

خاتونِ اسلام آخر میں ہم آپ کی خدمت میں گیارہ قیمتی نصیحتیں پیش کررہے ہیں، آپ ان پر عمل پیرا ہوکر سعادت دارین حاصل کیجئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اور زیر نظر کتاب کا مطالعہ اور اسے اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کیجئے.

(۱) توحید باری تعالیٰ اختیار کرنا :

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے اور قرآن کریم اور سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام سے جو کچھ ثابت ہے اسے مضبوطی سے پکڑیئے.

(۲) شرک سے اجتناب کرنا :

عقائد اور عبادت میں شرک سے اجتناب کیجئے کیونکہ شرک سے اعمال باطل ہوجاتے ہیں.

(۳) بدعت سے اجتناب کرنا :

عقائد اور عبادات میں بدعات سے اجتناب کیجئے، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعتی کا انجام جھنم ہے.

(۴) نماز کی حفاظت کرنا :

نمازوں کی پوری طرح پابندی کیجئے، کیونکہ جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے وہ دوسرے اعمال کی مزید پابندی کرتا ہے اور جو کوئی نماز میں کوتاہی کرتا ہے وہ دوسرے اعمال میں زیادہ کوتاہی کرتا ہے .

نماز کی ادائیگی میں طھارت اور طمانینت اور اعتدال اور خشوع وخضوع کا پورا خیال رکھئے، اور اس کواول وقت میں ادا کیجئے، کیونکہ جب بندے کی نماز درست ہوتی ہے تو تمام اعمال درست ہوجاتے ہیں اور اگر نماز فاسد ہوتی ہے تو تمام اعمال فاسد ہوجاتے ہیں .

(۵) شوہر کی اطاعت کرنا :

اگر شوہر ہو تو اس کی فرمانبرداری اختیار کیجئے، اس کے کسی حکم کو نہ ٹالئے اور اس کی نافرمانی نہ کیجئے، تا آنکہ کسی معصیت کا حکم دے .

(٦) عفت وعصمت کی حفاظت :

شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عفت وعصمت اور اس کے مال کی حفاظت کیجئے .

(۷) پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت :
اپنے پڑوسیوں کیساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان سے برائیوں کو دفع کیجئے .

(۸) خانہ نشین ہونا :
خانہ نشین رہئے اور صرف بوقت ضرورت گھر سے باہر قدم رکھئے اور جب گھر سے باہر نکلئے تو اچھی طرح سے چہرے اور ہاتھوں کے پردے کیساتھ نکلئے .

(۹) والدین کے حقوق کی رعایت :
والدین کیساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان کو قولی و فعلی کسیطرح کی تکلیف نہ پہنچایئے، اور جب تک وہ نیکی و بھلائی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت کیجئے اور جب برائیوں کا حکم دیں تو ان کی اطاعت ضروری نہیں ہے .

(۱۰) اولاد کی تربیت :
اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا پوری طرح خیال رکھئے اور انھیں سچائی، نظافت، اچھے قول و فعل، حسن اخلاق اور تہذیب وتمدن کی تعلیم دیجئے، اور جب وہ سات سال کے ہوجائیں تو نماز پڑھنے کا حکم، اور جب دس ۱۰ سال کے ہوجائیں تو نہ پڑھنے پر تنبیہ کیجئے اور ان کے بستر الگ کردیجئے .

(۱۱) ذکر اللہ وصدقہ کرنا :

ذکر اللہ وصدقہ وخیرات کثرت سے کیجئے . ذکر اللہ کی تفصیلات اسی کتاب میں بیان ہوچکی ہے آپ وہاں اس کا مطالعہ کر لیجئے، صدقہ وخیرات یہ ہے کہ آپ ضرورت سے زائد مال جس کی آپ کو اور شوہر اور اولاد کو حاجت نہیں ہے، اگرچہ وہ کم سے کم ہو فقراء اور محتاجوں اور رفاہی کاموں میں خرچ کیجئے، کیوکہ صدقہ وخیرات برے مواقع سے محفوظ رکھتے ہیں .

اللہ تعالی مجھ کو اور آپ کو مصیبت سے محفوظ رکھے اور خاتمہ بالخیر عطافرمائے .

الحمد للّٰہ اولاً وآخراً وصلی اللّٰہ وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً.

تمام شد ۱۴۱۶/۶/۲۰ھ

منامہ بحرین،

ترجمہ ـ سعید احمد قمر الزمان ندوی

فہرست مضامین





المرأة المسلمة

تاليف فضيلة الشيخ

أبو بكر بن جابر الجزائري

ترجمهُ للأردية

سعيد أحمد قمر الزمان

هذه الطبعة

تمت بإشراف المكاتب التعاونية للدعوة والإرشاد

بالبديعة والصناعية الجديدة





المرأة المسلمة

تاليف فضيلة الشيخ

أبو بكر بن جابر الجزائري

ترجمةُ للأردية

سعيد أحمد قمر الزمان

سنة الطبع ١٤١٩هـ

طبع على نفقة أحد المحسنين
غفر الله له ولوالديه ولجميع المسلمين

The Cooperative Offices for Call & Guidance at Al-Badiah & Industrial Area
Under the Supervision of the Ministry of Islamic Affairs Endowment Guidance & Propagation
P.O. Box: 24932 Riyadh 11456 - K.S.A. (Al-Badiah) Tel.: 4330888 (Four Lines)
(Industrial Area) Tel.: 4303572 - Fax: 4301122